

پھلوں کی کاشت

ڈاکٹر چوہری محمد یوب

ڈاکٹر امان اللہ ملک

ڈاکٹر سعید احمد

ڈاکٹر راشد و سیم خال قادری

فہرست مضمایں

نمبر شار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	اداریہ	4
-2	باب نمبر 1 چلوں کی کاشت	5
-3	باب نمبر 2 باغبانی کے زریں اصول	9
-4	باب نمبر 3 پھل دار پودوں کی افزائش نسل	12
-5	باب نمبر 4 پھل دار پودوں کی باغ میں منتقلی	17
-6	باب نمبر 5 پھل دار پودے اور کھاد	21
-7	باب نمبر 6 پھلدار پودوں کی آپاٹی	24
-8	باب نمبر 7 پھلدار پودوں کی شاخ تراشی	27
-9	باب نمبر 8 کھڑا اور شدید گرمی سے پھل دار پودوں کی حفاظت	31
-10	باب نمبر 9 اہم پھل دار پودوں کی کاشت	33
-11	آم	33
-12	ترشاوہ پھل	44
-13	کھجور	57
-14	کیلا	64
-15	امروڈ	66
-16	لیچی	70
-17	لوکاٹ	73
-18	جامن	75
-19	بیر	77
-20	بیبیتہ	80

چلوں کی کاشت

نمبر شار	عنوان	نمبر شمار
83	فالس	-21
84	انجیر	-22
88	زتوں	-23
91	انار	-24
93	انگور	-25
96	سیب	-26
100	ناشپاتی	-27
103	آڑو	-28
107	خوبانی	-29
109	آلوبنگرا	-30
112	اخروٹ	-31
115	بادام	-32
117	پستہ	-33
119	چاپانی پھل	-34
120	انناس	-35
124	ناریل	-36
125	شریفہ	-37
126	چیکر	-38
127	ایلوو کینڈو	-39
129	سرایہری	-40

اداریہ

بہشت کا تصور بچھلوں اور ان کے ذائقے کے بغیر ممکن نہیں اور اس دنیا کو جنت نظریہ بنانے کے لیے بچھلوں کا ایک اہم کردار ہے۔ انسانی صحت کے لیے بچھلوں کا استعمال دیگر تمام اجناس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وطن عزیز کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے موسم سے نواز رکھا ہے جس کی وجہ سے تقریباً ہر قسم کے بچھل اس میں اگائے جاتے ہیں۔ جدید ریسرچ کی بدولت نئے نئے اقسام کے بچھلوں کو بھی متعارف کروایا جا رہا ہے۔ بہت سے بچھلوں جیسے آم، مالٹا، بھور وغیرہ میں پاکستان دنیا بھر میں اپنی شناخت رکھتا ہے۔ ہر بچھل کے لیے الگ پیداواری ٹیکنالوجی کی ضرورت ہوتی ہے جس میں اقسام، زمین اور موسم کے چنانچہ سے لے کر کھادوں کا استعمال، موسم کی سختیوں، جڑی بوٹیوں، کیڑے مکوڑے اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے معلومات کا ہونا بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ زیرِ مطالعہ کتاب میں تقریباً تمام روایتی اور غیر روایتی بچھلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے جو کہ کاشتکاروں کی رہنمائی کے لیے بہت معاون ثابت ہوگی۔ اگرچہ ہر بچھل کے متعلق پوری پوری کتاب میں بھی موجود نہیں مگر یہ کتاب اس خطے میں پائے جانے والے تقریباً تمام بچھلوں کے لیے بطور ایک بنیادی گائیڈ کے نہایت اہم ثابت ہوگی۔

پروفیسر ڈاکٹر شہزاد قصوداحمد براء

پھلوں کی کاشت

چلوں کی کاشت کی اہمیت کا اندازہ حضور سرور کائنات ﷺ کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے چلدار پودا لگانے کو صدقہ جاریہ سے تشویش دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چلدار پودا لگائے اور پودا شمر آور ہوتا گانے والے کو اتنی دریتک اس کا جرم لتا ہے گا جتنی دریتک وہ پودا پھل دینا رہتا ہے۔ نجاشیت مسلمان ہم یہ جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے بہت سے چلوں مثلاً کھجور، انگور، انار، بیر، انجیر اور زیتون کا تذکرہ کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمارا آخری مسکن یعنی جنت بھی باغوں کا ہی دوسرا نام ہے۔ اس لیے فنِ باغبانی مسلم شفاقت کا حصہ رہا ہے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں مسلمان جہاں بھی گئے وہاں خوبصورت باغات کی داستان چھوڑ گئے۔ مصر، مراکش، یونیس، لیبیا، الجیر یا اور پیمن میں کھجوروں کے باغات مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے نشانات ہیں۔ پھل اگانے کی صنعت بہت پرانی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کی سب سے پہلی خوارک ہی پھل تھے۔ پھل دار پودوں کا ذکر آج سے کئی ہزار سال پہلے متا ہے۔ عراق میں کھجور سات ہزار سال قبل مسح مدھی رسم میں استعمال کی جاتی تھی۔ اسی طرح انار، آڑو اور بادام کا ذکر آج سے تین چار ہزار سال پہلے تاریخی کتب میں متا ہے۔ یورپ میں سب سے پہلے ترشاہ و خاندان کے پودے تین سو سال قبل مج میں لائے گئے۔

بر صغیر پاک و ہند میں چلوں کی صنعت شروع ہی سے تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ مغل بادشاہوں نے فنِ باغبانی میں خصوصی دلچسپی لی اور مختلف حکمرانوں نے اپنے اپنے دور حکومت میں بے شمار باغات لگوائے۔ ان میں شالamar باغ، بادامی باغ، انگوری باغ، باعث نشاط، باعث شیم اور لکھی باع خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ باغات سے مغلوں کی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ مرنے کے بعد وہ اپنی قبروں کے لیے باعث تجویز کیا کرتے تھے۔ باہر نے اگرچہ ہندوستان میں وفات پائی تھی لیکن اس نے مرتب وقت وصیت کی تھی کہ اسے کابل کے چہار باغ میں دفن کیا جائے۔ اسی طرح ہمایوں، اکبر اور شاہ جہاں کے مقابر پر بھی باغات لگائے گئے۔

اگرچہ باغبانی کی تاریخ پاک و ہند میں بہت پرانی ہے لیکن تجارتی پیمانے پر باغبانی پھل پچاں ساٹھ سال سے ہی شروع ہوئی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی ملک کی اقتصادی ترقی اور لوگوں کی جسمانی نشوونما کے لیے چلوں کی صنعت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ایک طرف یہ پھل دار درخت ہمیں چلو اور سایہ مہیا کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ فضائی آسودگی کو ختم کر کے ہمیں صاف سفرہ احوال بھی فراہم کرتے ہیں۔

چلوں کی غذائی اہمیت

صحت و توہانی کسی قوم کی ترقی میں نیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا انحراف اس بات پر ہے کہ لوگوں کی خوارک کتنی متوازن ہے۔ حیاتین، نشاستہ، روغنیات، لحمیات اور نمکیات انسانی خوارک کے اہم اجزاء ہیں۔ یہ غذائی اجزا چلوں میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں چنانچہ متوازن غذا کے حصول میں چلوں کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری خوارک میں ان غذائی اجزاء کی پائی جاتی ہے مہرین کا اندازہ ہے کہ ہماری خوارک میں کم از کم 112 گرام یومیہ (40 کلوگرام سالانہ) پھل شامل ہونے چاہئیں جبکہ ہمارے ملک میں صرف 27 کلوگرام فی کس سالانہ پھل دستیاب ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پھل پیدا کر کے چلوں کی فی کس دستیابی کو بڑھایا جائے۔

چلوں میں حیاتین کے علاوہ فولاد، کیلیش اور فاسفورس جیسی اہم معدنیات بکثرت پائی جاتی ہیں جو انسانی جسم کی بڑھوڑی کے لیے اپنی ضروری ہیں حیاتین خون کی شریانوں کو مغلوب بناتے ہیں۔ چلوں میں شکر بھی کافی مقدار میں پائی جاتی ہے جس سے جسم میں حرارت اور توہانی پیدا ہوتی ہے۔

چلوں کی معالجاتی اہمیت

غذائی اجزاء کے ساتھ ساتھ پھل معالجاتی اعتبار سے بھی کافی اہمیت کے کے حامل ہیں۔ چلوں میں 80-90 فیصد تک پانی ہوتا ہے اس لیے پھل

چھلوں کی کاشت

معدے کو صاف کرتے ہیں۔ نظامِ حضم کو درست کرتے ہیں پھلوں کی ترشی (وٹامن سی) جسم میں بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرتی ہے۔ حیاتیں کی کمی سے ماں خورہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے، مسٹر ہے سوچ جاتے ہیں، جسم پر سیاہ اور نیلے داغ پڑ جاتے ہیں، جسم میں بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ پھلوں کے باقاعدہ استعمال سے جسم کی حیاتیں کی پوری ہو جاتی ہے جس سے ان بیماریوں پر انسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔ حیاتیں خون کی رگوں اور شریانوں کو مضبوط بناتے ہیں۔ جلدی امراض اور متعدی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ گریب فروٹ، ایوکیڈ اور جامن کا پھل ذیابطیس کی بیماری کے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔ فالس، انار اور مٹھا کا پھل ثانیعینا نیز کے مریضوں کے لیے بہت مفید ہے۔

چھلوں کی اقتصادی اہمیت

پھل نے صرف غذائی اعتبار سے دوسری اجنباس سے بہتر ہیں بلکہ انیک پیداوار اور آمدنی کے لحاظ سے بھی دوسری فصلوں سے کم نہیں ہیں۔ اگر باغات کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو پھلوں سے دوسری انقدر فصلوں کے مقابلے میں بلاشبہ کئی گناہ زیادہ آمدنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس سے صرف ہم اپنی ملکی ضروریات پوری کر سکتے ہیں بلکہ ان پھلوں کو تازہ یا محفوظ کر کے دوسرے ممالک میں بھی کراپنے زر مبالغہ کے ذخیرے میں بھی اضافہ کر سکتے ہیں جو کہ ملک میں اقتصادی استحکام لانے میں مدد دے گا۔ باخبری کی صنعت کو ترقی دے کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار کے موقع بھی فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ پھل دار پودوں سے نہ صرف پھل بلکہ بہت سی قیمتی لکڑی بھی حاصل کی جاتی ہے جس کو استعمال میں لا کر ملک میں اقتصادی استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے۔

چھلوں کی جمالياتي اہمیت

چھلوں کی غذائی، معالجاتی اور اقتصادی اہمیت سے قطع نظر ان کی جمالیاتی افادیت بھی بے مثال ہے۔ پھل دار درخت نہ صرف ماحول کو خوبصورت بناتے ہیں بلکہ یہ ماحولیاتی آلوگی، جو کہ آج تک کے صنعتی دور میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی بدولت سانس لینے کے لیے تازہ اور صاف سترہی ہو التی ہے فطرت کا حسن اور دھرتی کا نقش و نگار ہیں۔

پاکستان میں پھلوں کی صورتحال

16-2015ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں چند اہم پھلوں کے زیرِ کاشت رقبہ اور اگلی پیداوار بالترتیب جدول (i) اور جدول نمبر (ii) میں دی گئی ہیں۔

جدول نمبر (i)
اہم پھلوں کے زیرِ کاشت رقبہ (مکیٹرز)

نام پھل	پنجاب	سندرہ	سرحد	بلوچستان	کل پاکستان
ترشاوہ پھل	183250	4473	4149	1340	193212
آم	112128	50711	316	1403	164558
کیلا	1645	32149	687	388	34889
سیب	388	16	9404	102802	112599
انگور	0	18	218	13631	13867
انار	2278	0	264	11013	13555
امرود	49598	8680	3620	598	62495
کھجور	5891	29263	1389	48152	84695

چالوں کی کاشت

29214	26908	2263	0	43	خوبانی
15396	9616	5708	0	72	آڑو
2298	14	2117	0	34	ناشپاتی
7493	3960	3488	0	45	آلوج
10817	10470	343	0	4	بادام
164	82	82	0	0	انجیر
1338	0	0	190	1148	جاں
445	0	0	0	445	پیچی
1250	0	0	620	630	فالس
1497	0	1495	0	2	اخروٹ
3905	0	0	2499	1406	پر
1472	51	657	0	764	لوکاٹ
818	0	408	63	347	شہتوت
1790	596	0	1194	0	چیکو
1542	1123	0	419	0	ناریل
978	978	0	0	0	چیری
185	185	0	0	0	پستہ
1739	838	0	901	0	پیتا
3046	0	3046	0	0	جاپانی پھل

جدول نمبر (ii) اہم چالوں کی پیداوار (ٹن میں)

نام پھل	پنجاب	سنده	سرحد	بلوچستان	کل پاکستان
ترشاوہ پھل	1400747	31482	34437	5805	1472471
آم	1356577	353423	3359	5818	1719177
کیلا	10353	126332	13575	190	150450
سیب	3645	83	125222	219535	348440
انگور	0	15	1326	45229	46570
انار	16453	0	1786	29835	48074
امروود	445480	64186	42985	2587	555238

چالوں کی کاشت

426281	172131	9968	201020	43162	کھور
177266	158338	18692	0	236	خوبانی
71266	17734	53114	0	418	آڑو
28234	255	27538	0	241	ناشپاتی
60449	26333	33767	0	349	آلوج
23382	21944	1406	0	37	بادام
720	149	571	0	0	انجیر
7712	0	0	525	7187	جاں
2895	0	0	0	2895	پیچی
4666	0	0	1912	2754	فالسہ
51195	0	15185	0	10	اخروٹ
23225	0	0	12845	10380	چری
10688	192	5809	0	4687	لوکاٹ
3717	0	2052	166	1499	شہوت
6219	1933	0	4286	0	چیکو
8431	7094	0	1337	0	ناریل
1629	1629	0	0	0	چیزی
536	536	0	0	0	پستہ
7986	3599	0	4387	0	پیپٹا
32423	0	32423	0	0	چابانی بچل



باغبانی کے زدیں اصول

باغبانی کی صنعت کو منافع بخش بنانے کے لیے ضروری ہے کہ باغبان حضرات کی کاشت اور تکمیل اشت میں پرانے اور فرسودہ طریقے چھوڑ کر جدید سائنسی طریقے استعمال میں لا آئیں۔ باغات کا معاملہ دوسرا فصلوں سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ چلدار درخت بھی عمر کے ہوتے ہیں اور ایک دفعہ لگانے کے بعد کئی سال تک پھل دیتے رہتے ہیں اس لیے چلدار پودے لگانے سے پہلے بہت سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے۔ باغبان حضرات بعض اوقات انہی کم علیٰ یا لاپرواہی کی بنیاد پر ایسے فیصلے کر لیتے ہیں جن کی وجہ سے انہیں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس باب میں باغبانی کے چند اہم اور بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کو مد نظر رکھ کر کاشتکار حضرات باغات کو زیادہ منافع بخش بناسکتے ہیں۔

آب و ہوا کے لحاظ سے چلدار پودوں کا انتخاب

تمام چلدار پودے ایک ہی قسم کی آب و ہوا میں نہیں لگائے جاسکتے۔ مختلف پودوں کے لیے آب و ہوا کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں مثلاً پہاڑی علاقوں کے پھل، میدانی اور گرم علاقوں میں کامیاب نہیں ہونگے۔ اسی طرح گرم علاقے کے چلدار پہاڑی علاقوں میں نہیں اگائے جاسکتے چنانچہ باغ لگانے سے پہلے سب سے اہم بات آب و ہوا کے بارے جانتا ہے جو پودے کی مخصوص علاقے کی آب و ہوا کے لیے موزوں ہوں وہاں صرف وہی پودے لگائے جائیں۔

موزوں زمین کا انتخاب

چلدار پودوں کی جڑیں عموماً مگر فصلوں کی نسبت زیادہ گہرائی تک جاتی ہیں اس لیے باغ کے لینے سمتاً گہری زمین درکار ہوتی ہے۔ سیم تھور والی زمینیں باغ کے لیے بالکل موزوں نہیں۔ ایسی زمینیں جن میں پانی کا نکاس اچھا نہ ہو وہ بھی باغ کے لیے موزوں تصورنہیں کی جاتیں۔ ایسی زمینیں جنکے نیچے لکر کرایا پھر وغیرہ ہوں وہ بھی چلدار پودوں کے لیے اچھی نہیں ہوتیں۔ باغ کے لیے عموماً گہری میراز میں جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو بہتر تصور کی جاتی ہے چنانچہ باغ لگانے سے قبل زمین کا تجزیہ کرانا نہایت ضروری ہے۔

باغ کی مناسب دیکھوں

چلدار پودے لگاتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پودوں میں ہوا اور روشنی کا مناسب گزرو علاوہ ازیں باغ میں دیگر کاشتی امور بآسانی سرانجام پاسکیں۔ باغ میں پودوں کو بے ترتیب نہیں لگانا چاہیے بلکہ انکو مناسب فاصلے پر قطاروں میں لگانا چاہیے۔

گڑھ کھوڈنا اور بھرنا

چلدار پودے لگانے سے تقریباً ایک ماہ پہلے پودوں کی نشان زدہ جگہوں پر 3x3 فٹ گہرے گڑھے کھوڈیں اور انکو 15-20 دن کھلا چھوڑ کر دوبارہ ایک حصہ اور والی مٹی، ایک حصہ بھل اور ایک حصہ گوبر کی گلی سڑی کھاد ملا کر بھر دیں۔ بعد ازاں پانی دے دیں اور وہ آنے پر پودے لگائیں۔

اجھچے اور محتمل پودوں کا حصول

پودے ہمیشہ کسی با اعتماد زسری سے خریدیں۔ پودے خریدتے وقت ایکی اصلاحیت اور صحت کو ضرور مدد نظر رکھیں۔ پودے خریدتے وقت چند پیسوں کی بچت کر کے بعد میں پہنچنے والے بہت بڑے نقصان کو دعوت نہیں دینی چاہیے۔ پودے خریدتے وقت ایک روٹ شاک کے بارے میں علم ہونا چاہیے کیونکہ روٹ شاک پودے کی نشوونما، عمر، سائز، رنگ اور خاصیت وغیرہ پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ پودے خریدتے وقت مورثی پودوں کے بارے بھی علم ہونا چاہیے۔ پیوند کاری کی صورت میں تازہ کٹے ہوئے پودوں سے گریز کرنا چاہیے۔ ایسے پودوں کا انتخاب کریں جنکا قد ایکی عمر کے مطابق ہو اور ان پر زیادہ شاخیں ہوں۔ پودے خریدتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ان پر چشمہ کاری اور پیوند کاری کا عمل زمین سے مناسب اونچائی پر کیا گیا ہو۔

پودے لگانا

پودے صحیح موسم میں لگانے چاہئیں۔ سدا بہار پودوں کی صورت میں پودا گاچی سمیت زمین سے نکالنا چاہیے۔ پت جھاڑ پودوں میں گاچی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پودے لگاتے وقت ان کو اپر سے تھوڑا سا کاٹ دینا چاہیے تاکہ جڑوں اور شاخوں میں توازن برقرار رہے۔ پودے شام کے وقت منتقل کئے جائیں۔ پودے لگانے کے فوراً بعد پانی دینا چاہیے۔

کھادوں کا مناسب استعمال

چھلدار پودوں کی مناسب بڑھوتری کے لیے مناسب مقدار میں کھاد دی جائے۔ گور کی کھاد پھول آنے سے دو ماہ پہلے دینی چاہیے۔ کیمیائی کھاد میں ناکثر و جن کی آویزی مقدار اور فاسفورس اور پوتاش کی ساری مقدار پھول آنے سے 15 دن پہلے اور ناکثر و جن کی بقیہ آویزی مقدار پھل بننے کے بعد دینی چاہیے۔ پودے کو اس کے پھیلاوے کے مطابق گوڈی کر کے کھاد دیں۔ کھاد کا چھپی طرح زمین میں ملا دیں اور بعد میں فوری پانی دے دیں۔

آپاشی

چھلدار پودوں کی آپاشی کا خاص خیال رکھیں۔ پودوں پر جب پھول آنے والے ہوں تو انکو ہرگز پانی نہ دیں ورنہ پھول کم آئیں گے اور باتاتی بڑھوتری زیادہ ہوگی۔ جب پھل لگ جائے تو پھر آپاشی میں کمی نہیں آنی چاہیے ورنہ پھل کی نشوونما صحیح نہیں ہوگی۔ سخت گری کے دنوں میں آپاشی کا خیال رکھیں۔ کہر کے ایام میں بھی پودوں کی آپاشی کریں۔ اس سے پودے شدید سردی کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں گے۔ جن پودوں کی جڑیں بھی ہوں ان کو زیادہ وقٹے سے بھاری آپاشی کی ضرورت ہوتی ہے اس کے برعکس جن پودوں کی جڑیں چھوٹی ہوتی ہیں ان کو کم وقٹے سے بلکہ آپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

باغات میں دیگر فصلوں کی کاشت

باغات سے فی ایک آمدنی بڑھانے کے لیے اوائل عمر میں دیگر فصلیں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ باغات میں صرف پھلی دار فصلیں اور سبزیاں کاشت کرنی چاہئیں۔ ان فصلوں کی کاشت سے نہ صرف باغ کی آمدنی بڑھے گی بلکہ پودوں کی بڑھوتری پر بھی خوشگوار اثر پڑے گا کیونکہ دوسرا فصلیں کاشت کرنے سے پودے کی گوڈی ہوتی رہتی ہے اور جڑی بوٹیاں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ باغات میں کماد، کپاس، چاول، گندم اور جوار جیسی فصلیں بالکل کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔ آج کے دور میں پودوں کی فی ایکڑ تعداد گنی یا اس سے زیادہ رکھنے کا روانج بڑھ رہا ہے جس سے باغات میں دوسرا فصلوں کی کاشت کی گنجائش ہی نہیں رہتی اور باغ کی پیداوار اور آمدن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

ترمیت و شاخ تراشی

چھلدار پودوں کو اوائل عمر میں ایک خاص ڈھانچہ فراہم کرنے کے لیے ترمیت دی جاتی ہے جب پودے بڑے ہو جائیں تو انکو ہر سال مناسب شاخ تراشی کی ضرورت ہے۔ پت جھاڑ پودوں میں عموماً پھل نئی شاخوں پر آتا ہے چنانچہ ان پودوں میں شاخ تراشی کا عمل بہت اہمیت رکھتا ہے۔ سدا بہار پودوں میں بھی ہر سال خنک، بیمار اور آپس میں ایجھی ہوئی شاخیں کاٹی جاتی ہیں ایجھے نتائج کے لیے یہ ضروری ہے کہ شاخ تراشی کا عمل صحیح وقت پر اور صحیح طریقے سے سرانجام پائے۔

شدید گرمی اور سردی سے پودوں کو بچانا

شدید موکی اثرات چھلدار پودوں کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں خصوصاً شدید گرمی اور سردی چھوٹے پودوں کے لیے بے حد نقصان دہ ہے۔ بعض اوقات بڑے پودوں کو بھی کافی نقصان پہنچتا ہے چنانچہ ان موکی اثرات سے پودوں کو بچانے کے لیے خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

کیڑے کوڑے اور بیماریوں سے تنفس

چھلدار پودوں کے اوپر بے شمار کیڑے کوڑے اور بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں جن سے پودوں کی بڑھوتری بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ پھلوں کی پیداوار

چپلوں کی کاشت

پر بہت براثر پڑتا ہے۔ چپل کی کواٹی بھی گھٹیا ہوتی ہے شدید حملے کی صورت میں پودے مکمل طور پر خشک ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر کیڑے اور بیماریوں کی وجہ سے باغ کی آمدن میں 30 سے 35 فیصد تک کمی ہو جاتی ہے۔ اس لیے باغات سے زیادہ آمدنی لینے کے لیے کیڑے کوٹرے اور بیماریوں کا تدارک بھجد ضروری ہے اس مقصد کے لیے صحیح زبرکا صحیح وقت پر مناسب مقدار میں اور صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے۔

چپلوں کی برداشت و فروخت

چپلوں کی برداشت اس وقت کی جائے جب چپل اچھی طرح پک جائے لیکن اگر چپل دور راز منڈیوں میں بھیجننا ہو تو اسے نہم پختہ حالت میں توڑ لینا چاہیے۔ برداشت کے دوران چپلوں کو چوٹ وغیرہ نہیں لگنی چاہیے ورنہ چپل جلدی گل سڑ جائے گا۔ چپلوں کو بیک کرنے سے پہلے انکی درجہ بندی کریں عام طور پر درجہ بندی جسامت کی بنیاد پر کی جاتی ہے چپل کو عموماً تین گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے لیکن چھوٹا، درمیانہ اور بڑا چپل۔ چپل کو درخت سے قیچی کی مدد سے علیحدہ کرنا چاہیے۔ چپل کی ڈنڈی اس کی سطح کے رابر کاٹی جائے ورنہ دوسرے چپل زخمی ہو جائیں گے۔ چپل کو ریبوں میں بند کرتے وقت خشک گھاس پھوس اور صاف سترے اخباری کاغذ استعمال کریں تاکہ راستے میں چپل زخمی نہ ہو۔



پھلدار پودوں کی افزائش نسل

پھلدار پودوں کی افزائش نسل عام طور پر بذریعہ چج اور بناتا تی طریق سے تیار کئے ہوئے پودے دھصول پر مشتمل ہوتے ہیں ایک کروٹ شاک اور دوسرا کوسان کہتے ہیں۔ روٹ شاک ان پودوں کو کہتے ہیں جو عموماً چج سے تیار کئے جاتے ہیں اور ان پر اعلیٰ نسل کے پودوں کی پونکاری کی جاتی ہے۔ سان پودے کا وہ حصہ ہوتا ہے جو کسی اچھی نسل کے پودے سے لا کروٹ شاک کے اوپر پونکد کیا جاتا ہے۔ اچھی نسل کے پودے تیار کرنے کے لیے روٹ شاک کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہیے ورنہ پھل کی پیداوار کم ہوگی۔ اس کا سائز چھوٹا ہو گا اور اس کی کوامی خراب ہوگی۔ پھل کی رنگت بھی متاثر ہوگی اور پودے مختلف بیماریوں کا شکار ہو جائیں۔ روٹ شاک کا انتخاب کرتے وقت آب و ہوا اور زمین کو مدد نظر کھانا ضروری ہوتا ہے۔ جو باخبر حضرات روٹ شاک اور سان کی اہمیت سے واقف ہیں وہ ہمیشہ سرکاری نرسریوں یا باعتماد پرائیویٹ نرسریوں سے پودے خریدنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ایسی نرسریوں میں ہمیشہ چج روٹ شاک اور سان استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگرچج روٹ شاک استعمال کیا جائے تو پودے کی نشوونما اچھی ہوگی اس سے پودے میں شدید موئی اثرات اور بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بہتر ہوگی پودوں کی عمر بھی زیادہ ہو جائیگی اس طرح باغات سے کاشتکاروں کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

روٹ شاک اور سان دونوں کا آپس میں گہرہ تعلق ہے۔ جب روٹ شاک کے اوپر پونکاری کی جاتی ہے تو یہ اپنے اثرات سان کو دیتا ہے اسی طرح سان اپنے اثرات روٹ شاک کو دیتا ہے دوسرے لفظوں میں روٹ شاک اور سان اپنے اثرات کا تبادلہ کرتے ہیں روٹ شاک اور سان استعمال کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہو گا کہ پودے کا قد کتنا ہو گا؟ بعض اقسام میں چھوٹے قد والے جبکہ بعض اقسام میں بڑے قد والے روٹ شاک استعمال کئے جاتے ہیں۔ بڑے قد والے روٹ شاک کی جڑیں زمین میں دور تک ہوتی ہیں جبکہ چھوٹے قد والے روٹ شاک کی جڑیں کا پھیلاو کم ہوتا ہے۔ بڑے قد والے روٹ شاک سان کو زیادہ خوراک مہیا کرتے ہیں جبکہ چھوٹے قد والے روٹ شاک سان کو کم خوراک دیتے ہیں۔ زرعی ماہرین نے بہت محنت اور تجربات کے بعد ان تمام باتوں کو مدد نظر رکھتے ہوئے کوئنرا روٹ شاک اور سان کس علاقے کے لیے موزوں ہے اور ان کو کیسے تیار کرنا ہے۔ مختلف پھلدار پودوں کے لیے سفارشات تیار کی ہیں۔ انکی دوستی میں چند اہم پھلدار پودوں کے لیے موزوں روٹ شاک اور انکی تیاری کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

افرواش نسل بذریعہ چج

آم

آم کا روٹ شاک تیار کرنے کے لیے دیسی آموں کی گھلیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ گھلیوں کو زمین میں بونے سے پہلے زمین کو اچھی طرح گوڑی کر کے اس میں گوبر کی گلی سری کھاد و افر مقدار میں ملا دی جاتی ہے اس کے بعد گھلیوں کو بذریعہ چھٹھے یا لائسنوں میں کاشت کر دیا جاتا ہے۔ گھلیوں کو گوبر کی گلی سری کھاد یا پتوں کی کھاد سے ڈھان پ دیا جاتا ہے اور کیاریوں کو پانی لگا دیا جاتا ہے۔ جب گھلیاں اگنا شروع کر دیں تو انکو کال کر دوسرا جگہ پودے سے پودے کا فاصلہ 15 سم اور قطر کا فاصلہ 30 سم رکھ کر لگایا دیا جاتا ہے۔ عموماً پودے ایک سال کے بعد پونکاری کے قابل ہو جاتے ہیں ہمیشہ تازہ گھلیاں استعمال کرنی چاہئیں۔ آم کا پھل جوں جولائی میں تیار ہو جاتا ہے اس لیے گھلیاں لگانے کے لیے جولائی اگسٹ کے مہینے بہت موزوں ہیں۔

ترشاہ و پھل

ترشاہ و پھل میں عموماً جنی گھٹی کو صوبہ پنجاب کے لیے بطور روٹ شاک استعمال کیا جاتا ہے اسکے علاوہ کھڑا بھی روٹ شاک کے طور پر استعمال

ہوتا ہے لیکن مانالڈر ٹیڈ کے لیے بالکل موزوں نہیں ہے۔ اس کے برعکس یہ مارش سیڈ لیس، گریپ فرنٹ اور مانالڈر کے لیے بہت اچھا ہے۔
 بیچ سے اچھا گاؤ حاصل کرنے کے لیے بیچ کو پھل سے نکلنے کے بعد جلد ہی نرسری میں کاشت کر دینا چاہیے۔ بیچ لگانے سے پہلے کیاریاں بنائی جائیں اور ان کو گوڑ کر گوہر کی گلی سڑی کھاد دال کر اچھی طرح تیار کیا جائے۔ کیاریوں کی لمبائی 2 میٹر چوڑائی 1 میٹر اور نچائی 22 سم رکھی جاتی ہے۔ انکے اوپر قطار سے قطار کا فاصلہ 15 سم رکھتے ہوئے 2 سم گہرائی میں بیچ کا شست کیا جاتا ہے۔ بیچ ڈالنے کے بعد اسکو پتوں کی گلی سڑی کھاد سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اور فوارے سے بلکل آپاشی کر دی جاتی ہے۔ کیاریوں کو اوپر سے ڈھانپ کر رکھا جاتا ہے تاکہ زمین میں نبی دیریک محفوظ رہے۔ اگاہ سے پہلے فوارے سے روزانہ آپاشی کی جاتی ہے جب پودے اگ آئیں تو کھلانی دیا جاتا ہے۔ پودکی عمر جب 6 ماہ کی ہو جائے تو اسکو نرسری میں منتقل کر دیا جاتا ہے پوڈام طور پر ستمبر میں منتقل کی جاتی ہے پوڈوں سے پوڈوں کا فاصلہ 15 سم اور قطار سے قطار کا فاصلہ 45 سم رکھا جاتا ہے۔ منتقلی کے وقت یہ احتیاط کی جاتی ہے کہ پوڈوں کی حالت میں زمین سے اکھاڑی جائے اور اسے شام کے وقت منتقل کیا جائے۔ منتقلی کے بعد آپاشی ضروری ہے یہ پودے ایک سال بعد پیوند کاری کے قابل ہو جاتے ہیں اس طرح بیچ لگانے سے پیوند کاری تک ڈیڑھ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

☆ امرود ☆

امرود کا بیچ لگانے کے لیے 15 سے 20 سم اونچی پڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ ان پڑیوں کے اوپر قطار کا فاصلہ 30 سم رکھ کر 2 سم گہری نالیاں بنائی جاتی ہیں پھر ان میں بیچ کا کیرا کر دیا جاتا ہے بیچ کو اوپر سے پتوں کی کھاد یا بھل وغیرہ سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اور فوارے سے بلکل آپاشی کر دی جاتی ہے۔ بیچ اگنے تک کیاریوں کو ترکھا جاتا ہے۔ امرود کے پودے ایک سے ڈیڑھ سال میں فروخت یا پیوند کاری کے قابل ہو جاتے ہیں۔ امرود کے پودے سال میں دو مرتبہ بھل لاتے ہیں۔ اس کی کاشت دونوں موسموں میں کی جاسکتی ہے۔ اگست ستمبر اس کی کاشت کے لیے موزوں ہے۔

☆ بیک ☆

بیک کا روٹ ٹیک تیار کرنے کے لیے اس کے بیچ کی کاشت باغ میں براہ راست کی جاتی ہے اس مقصد کے لیے کاٹھی یہی گھنیاں استعمال کی جاتی ہیں ایک جگہ پر دو تین گھنیاں لگائی جاتی ہیں اگنے پر ایک جگہ پر ایک پودا چھوڑ کر فال تو پودے نکال دیئے جاتے ہیں۔ بیچ لگانے کے لیے فروری / مارچ کے میانے زیادہ موزوں ہیں۔ تقریباً تین سال بعد یہ پودے پیوند کاری کے قابل ہو جاتے ہیں۔

☆ سیب ☆

سیب کا روٹ ٹیک تیار کرنے کے لیے عام طور پر چھوٹا سیب (Crab Apple) استعمال کیا جاتا ہے تجویزات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسٹ مالنگ روٹ ٹیک پر پیوند کئے ہوئے پودے زیادہ بہتر ہوتے ہیں تجویزات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مالنگ نمبر 9، 7 پر پیوند کئے ہوئے پودے چھوٹے قد کے ہوتے ہیں اور مالنگ نمبر 12-13 پر پیوند کئے ہوئے پودے صحت منداور قد آور ہوتے ہیں جبکہ کریب ایک پر پیوند کئے ہوئے پودے درمیانے قد کے ہوتے ہیں۔

☆ ناشپاتی ☆

ناشپاتی کے پودے تیار کرنے کے لیے جنگلی بٹکنی بطور روٹ ٹیک استعمال کی جاتی ہے اگر کوئی اور روٹ ٹیک استعمال کیا جائے تو پھل کی کوالٹی اور پیداوار متاثر ہوگی۔

☆ آڑو ☆

آڑو کے پودے تیار کرنے کے لیے زردی میں آڑو اور کڑوے بادام پر تجویزات کئے گئے ہیں۔ تجویزات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کڑوے بادام کے مقابلے میں زردی میں آڑو زیادہ موزوں ہے۔

آلوبخارا ☆

آلوبخارے کا روٹ شاک تیار کرنے کے لیے دیسی آوچ، زردویسی آڑ و اور کڑ و بادام عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں پشاور ریجن میں زردویسی آڑ و کامیاب ثابت ہوا ہے۔

خوبانی ☆

خوبانی کا روٹ شاک تیار کرنے کے لیے آڑ و اور ہاڑی (جنگلی خوبانی) استعمال کئے جاتے ہیں۔ کڑ وے بادام کا روٹ شاک بعض اوقات خشکی کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اچھے نکاس والی زمینوں میں ہاڑی کے روٹ شاک بہت کامیاب ہوتے ہیں۔ آڑ کے روٹ شاک پر خوبانی کا پیوند آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے۔

بادام ☆

بادام کے روٹ شاک کے لیے کڑ و بادام استعمال کیا جاتا ہے۔ درج بالا پت جھاڑ پودوں کے بیچ پونکہ، بہت سخت ہوتے ہیں ان کو نرم کرنے کے لیے 15-20 دنوں کے لیے نمداریت میں رکھا جاتا ہے جب بیچ کا چھلکا پھٹ جائے تو یہ نمری میں لگادیے جاتے ہیں نمری میں قطار سے قطار کا فاصلہ 60 سم اور بیچ سے بیچ کا فاصلہ 10 سم رکھا جاتا ہے۔ بیچ لگانے کے بعد کیاریوں کو خشک گھاس پھوس یا کھوری وغیرہ سے ڈھانپ دیں تاکہ نی دیرتک محفوظ رہے۔ ان پودوں کی بیبری لگانے کے لیے اگست تکبر کا موسم موزوں رہتا ہے یہ پودے ایک ڈیڑھ سال کے بعد پیوند کاری کے قابل ہو جاتے ہیں۔

افراش نسل کے بنا تاتی طریقہ

بیچ سے تیار کئے گئے پودے پونکہ لنسن نہیں ہوتے اس لیے اچھی نسل کے پودے تیار کرنے کے لیے درج ذیل بنا تاتی طریقہ استعمال کئے جاتے ہیں۔

1۔ چشمکاری

چشمکاری میں روٹ شاک کے اوپر سائز کا صرف ایک چشمہ اتار کر لگایا جاتا ہے۔ چشمکاری مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے۔

(i) نیچہ چشمہ

ترشاہ و چلوں میں یہ طریقہ بہت مقبول ہے اس طریقہ میں چشمہ کو دو تین سینٹی میٹر چھلکے سمیت لکڑی سے اتار لیا جاتا ہے چھلکے کے ساتھ اگر لکڑی ہوتی اسے علیحدہ کر لیا جاتا ہے لیکن جن چشموں کیسا تھا کہ نہا ہوان کی لکڑی علیحدہ نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے چشمہ زخمی اور ضائع ہو جاتا ہے۔ روٹ شاک کے اوپر مناسب اونچائی پر A کٹ دیا جاتا ہے یہ کٹ صرف چھلکے میں ہی دینا چاہیے اسکے بعد احتیاط سے چشمے کو اس کٹ کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے۔ اوپر سے باندھ کر پلاسٹک چڑھادیا جاتا ہے۔ چشمہ پھوٹنے پر پلاسٹک اتار دیا جاتا ہے۔

(ii) چھلانچشمہ

اس طریقہ میں چشمے کو سائز کی شاخ سے ایک چھلٹے کی شکل میں اتارا جاتا ہے اس مقصد کے لیے سائز کے چاروں طرف گولائی میں چھلکے میں کٹ دیا جاتا ہے اس حصہ میں چشمے کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد اس حصے کو احتیاط سے گھما کر علیحدہ کر دیں۔ اتنی موٹائی کی روٹ شاک کی شاخ منتخب کر کے اس کو اوپر سے کٹ دیں۔ چھلکا تھوڑا سا نیچے کی طرف اتار کر سائز کا چھلانچشمہ کے اوپر چڑھادیں۔ چھلٹے کو اچھی طرح سے روٹ شاک کی لکڑی کے اوپر فٹ کر دیں۔ یاد رہے کہ روٹ شاک اور سائز کے چھلکے اپس میں اچھی طرح جڑے ہوئے ہوں یہ طریقہ یہاں اور شہرتوں میں بہت عام ہے۔

(iii) مستطیل نما چشمہ

یہ طریقہ نما چشمہ سے کافی مبتا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میں چشمہ مستطیل شکل میں اتارا جاتا ہے۔ اسی سائز میں روٹ شاک سے چھلکا

اتا کروہ چشمہ وہاں لگا دیا جاتا ہے۔ روٹ شاک اور سائنس کا چھلکا آپس میں اچھی طرح جڑے ہوئے ہونے چاہئیں۔

2۔ پیوند کاری

پیوند کاری میں ایک چشمہ استعمال کرنے کی بجائے سائنس کی تقریباً 15 سم لمبی شاخ استعمال کی جاتی ہے جس کے اوپر ایک سے زائد چشمے ہوتے ہیں۔ پیوند کاری کے مختلف طریقے درج ذیل ہیں۔

(i) ٹی گرافنگ

یہ طریقہ نماچشمے سے کافی ملتا جاتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس میں چشمے کی بجائے ایک شاخ استعمال کی جاتی ہے شاخ کے نچلے سرے کو ترچھا کاٹ کر روٹ شاک پر لگائے گئے انماکٹ میں پھنسادیا جاتا ہے۔ اوپر سے اچھی طرح سے باندھ دیا جاتا ہے۔

(ii) نیز کرافنگ

اس طریقے میں روٹ شاک کی شاخ پر سائنس مناسب جگہ پر 3-4 سینٹی میٹر لمبا اور شاخ کی ایک چوتحائی گہرائی تک "L" نماکٹ میں اچھی طرح پھنسادیا جاتا ہے اور اوپر سے باندھ دیا جاتا ہے۔

(iii) پارک گرافنگ

اس طریقے کو کراون گرافنگ بھی کہتے ہیں اس میں روٹ شاک کی شاخ کو اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے اور سائنس کی شاخ کے نچلے سرے کی قلم بنا کر روٹ شاک کے کاٹ ہوئے سرے پر لکڑی اور چھپلے کے درمیان پھنسادیا جاتا ہے اور سے سوتی وغیرہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔

(iv) زین نما پیوند

اس طریقے میں روٹ شاک کی شاخ کو اوپر سے کاٹ کر سرے کی دونوں طرف سے قلم بنائی جاتی ہے اس کے بعد سائنس کی شاخ لیکر اس کے نچلے سرے میں کٹ دے کر اس کو روٹ شاک کے اوپر پھنسادیا جاتا ہے۔ اس میں روٹ شاک اور سائنس کی موٹائی ایک جیسی ہونی چاہیے اور دونوں کا چھلکا آپس میں جڑا ہوا ہو۔ اگر موٹائی میں کچھ فرق ہو تو پھر کوشش کریں کہ ایک طرف سے چھلکا جڑ جائے۔

(v) چھاننا نما پیوند

یہ طریقہ زین نما پیوند کاری سے بالکل الٹ ہے اس میں سائنس کی شاخ کی قلم تیار کی جاتی ہے اور روٹ شاک کو اوپر سے کاٹ کر چاقو کی مدد سے درمیان میں کٹ دیا جاتا ہے۔ اسے بعد سائنس کو روٹ شاک میں اچھی طرح پھنسادیا جاتا ہے اس میں بھی دونوں شاخوں کی موٹائی ایک جیسی ہونی چاہیے۔

(vi) زبان نما پیوند

اس طریقے میں سائنس کی شاخ لیکر اس کے نچلے سرے پر ترچھا کٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد اس کٹ کے درمیان سے چیرا دیا جاتا ہے پھر روٹ شاک کی شاخ کو بھی اسی طرح ڈبل کٹ دیا جاتا ہے اسکے بعد دونوں کو آپس میں اچھی طرح پھنسادیا جاتا ہے۔

(vii) سپلائس گرافنگ

یہ طریقہ بہت سادہ ہے اس میں روٹ شاک اور سائنس شاخوں کو ایک جیسا ترچھا کٹ دیکر دونوں کو ایک دوسرے کے اوپر کر کر اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ دونوں شاخوں کی موٹائی ایک جیسی ہونی چاہیے۔

(viii) بغل گیر پیوند

اس طریقے میں روٹ شاک کو گلے میں تیار کیا جاتا ہے اور اس کو گلے سمیت سائنس کی شاخ کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ روٹ شاک پر مناسب جگہ پر 5 سم لمبائی چھلکا بھمعہ لکڑی اتار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سائنس کا چھلکا بھی اتارا جاتا ہے۔ ان کاٹ ہوئے حصوں کو ایک دوسرے پر کھر کر اچھی طرح سوتی

سے باندھ دیا جاتا ہے جب یہ جوڑا اچھی طرح جڑ جائے تو سائز کی شاخ کو پودے والی سائیڈ سے تھوڑا جھوڑ کر کاٹ دیں چند دن سایہ میں رکھنے کے بعد روٹ شاک کو اپر سے کاٹ دیں تاکہ خوراک صرف سائز کے کام آسکے۔ آم میں یہ طریقہ بہت کامیاب ہے۔

3۔ روز کے ذریعے

پودوں کی وہ شاخیں جو زمین کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں وہ گروہوں پر نی کی موجودگی میں جڑیں اور شاخیں پیدا کر لیتی ہیں۔ یہ روز کہلاتی ہیں شاخوں پر اس طرح اگے ہوئے پودوں کو مصل پودے سے کاٹ کر علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور انکو باغ میں منتقل کر دیا جاتا ہے سڑاکی کی افرائش نسل اس طریقے سے کی جاتی ہے۔

4۔ سکرز کے ذریعے

بعض پودوں کے تنوں پر زمین کے نیچے نئے پودے نکل آتے ہیں کچھ عرصہ بعد ان نئے پودوں کی جڑیں بن جاتی ہیں جب ان کی جڑیں اچھی طرح بن جائیں تو ان پودوں کو جڑوں سمیت مرث پودے سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے کھور اور کیلے کی افرائش نسل اسی طریقے سے کی جاتی ہے ان کے علاوہ سیب کا روٹ شاک تیار کرنے میں بھی یہ طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

5۔ قلم کے ذریعے

اس طریقے میں عام طور پر ایک سالہ شاخ سے قلمیں تیار کی جاتی ہیں قلم کی موٹائی پنسل کی موٹائی کے برابر ہونی چاہیے۔ عام طور پر قلموں کی لمبائی 20-30 سم تک ہوتی ہے قلم کی کٹائی نچلی کاٹنے کے بالکل قریب سے کرنی چاہیے جبکہ اپر والا سراگاٹھ سے 2 سم کے فاصلے سے کاٹنا چاہیے۔ اپر والا کٹ ترچھا اور نیچہ والا کٹ گول ہونا چاہیے۔ قلم کو زمین میں لگاتے وقت اس کا دوہرائی حصہ زمین میں دبادیا چاہیے اور بقیہ ایک تہائی حصہ زمین سے باہر ہونا چاہیے۔ قلمیں اس وقت لگائیں جب پودے مکمل طور پر خوابیدہ حالت میں ہوں قلمیں لگانے کے لیے قطار کا فاصلہ 10 سم رکھا جاتا ہے۔ قلمیں پھوٹنے تک گوڈی وغیرہ سے احتراز کریں۔

6۔ داب کے ذریعے

داب اور قلم میں بنیادی فریق یہ ہے کہ قلم زمین میں لگانے سے پہلے اپنے مرث سے کاٹ لی جاتی ہے جبکہ داب شاخ اس وقت تک اپنے مرث سے نہیں کاٹی جاتی جب تک اس پر جڑیں نہ بن جائیں۔ داب لگاتے وقت ایسی شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے جو زمین کے قریب ہو۔ شاخ کے گاٹھوں والے حصہ کو زمین میں دبادیا جاتا ہے۔ جڑیں نکلنے کے عمل کو تیز کرنے کے لیے گاٹھ (Node) کے نیچے تھوڑا سا کٹ لگایا جاتا ہے اور اس کٹ میں کوئی سکر وغیرہ پھنسادی جاتی ہے تاکہ یہ جڑنے نہ پائے شاخ کے اس دبائے ہوئے حصہ سے جڑیں بن جاتی ہیں جب جڑیں بن جائیں تو اس کو مرث پودے سے کاٹ کر علیحدہ کر لیا جاتا ہے داب لگانے کے مختلف طریقے درج ذیل ہیں۔

☆	عام داب	☆	خندقی داب یا لگاتار داب	☆	کمپاؤنڈ داب
☆	سرے کی داب	☆	شیلانماداب	☆	ہوائی داب

پھلدار پودوں کی باغ میں منتقلی

پھلدار پودوں کی نرسری تیار کرنے کے بعد اگلہ مرحلہ پودوں کو باغ میں منتقل کرنے کا ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر کچھ ایسے امور ہوتے ہیں جن پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے ان امور میں باغ کی داغ نیل، گڑھوں کی تیاری، پودے لگانے کا وقت اور طریقہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

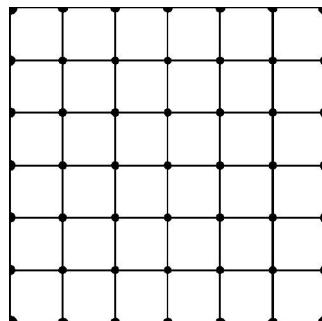
باغ کی داغ نیل

داغ نیل سے مراد پودوں کی نشاندہی ہے جب کوئی نیباغ لگایا جاتا ہے تو سب سے پہلے زمین تیار کر کے پودوں کے نشان لگانے جاتے ہیں پودوں کی نشاندہی اگر صحیح طریقے سے کی جائے تو باغ خوبصورت لگتا ہے۔ پودوں میں ہوا اور روشنی کا گز صحیح ہوگا جس سے پودوں میں خوارک بننے کا عمل ٹھیک ہوگا اور پودے صحت مند ہونگے۔ پودے کیڑے کم وڑوں اور بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ باغ میں کاشتی امور یعنی باغ کی گودی کرنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، زہر پاشی کرنا اور پھل توڑنا وغیرہ آسانی سے سرانجام پاسکیں گے۔ باغ کی داغ نیل درج ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

(Square System)

داغ نیل کا یہ طریقہ بہت سادہ اور عام ہے اس طریقے میں قطار اور پودے کا فاصلہ برابر کھانا جاتا ہے اس طریقے سے لگائے گئے باغ میں ہل چلانا اور دیگر فصلوں کی کاشت آسان ہوتی ہے لیکن اس طریقے میں ہر چار پودوں کے درمیان کچھ خالی جگہ بچ جاتی ہے۔

شکل نمبر 1 - داغ نیل کا مربع طریقہ



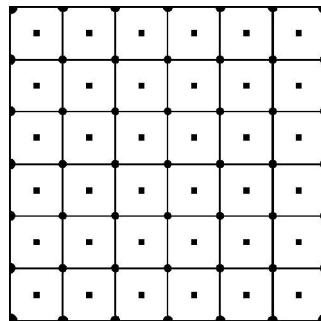
مربع طریقے سے ایک ایکٹر میں پودوں کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ

$$\text{ایک ایکٹر میں پودوں کی تعداد} = \text{ایکٹر کا رقبہ} / \text{قطار سے قطار کا فاصلہ} \times \text{پودے سے پودے کا فاصلہ}$$

(Quincunx System)

مربع طریقے سے داغ نیل کرنے کے بعد ہر چار پودوں کے درمیان ایک اور پودا لگایا جاتا ہے۔ یہ پودا عام طور پر عارضی پودا ہوتا ہے یہ طریقہ عام طور پر لمبی عمر والے دیسے پھل دینے والے پودوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عارضی پودا عموماً جلدی پھل دینے والا ہوتا ہے اور اسکی عمر بھی چھوٹی ہوتی ہے جب مستقل پودے پھل دینا شروع کرتے ہیں تو یہ عارضی پودے نکال دینے چاہتے ہیں۔ اس طریقے سے مربع طریقے کی نسبت تقریباً 2 گنازیادہ پودے لگتے ہیں لیکن اس طریقے سے لگائے گئے باغ میں دیگر کاشتی امور مشکل ہو جاتے ہیں۔

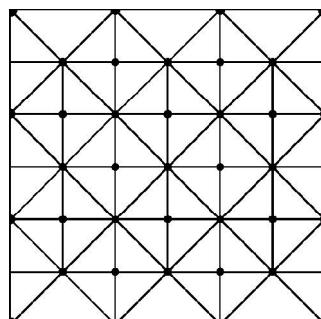
شکل نمبر 2۔ دائیں بیل کا منس طریقہ



مندس طریقہ (Hexagonal System)

دائیں بیل کا یہ طریقہ بہت اچھا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس طریقے سے ہر پودے کو ہر سمت میں پھینے کے لیے برا بر جگہ ملتی ہے پودوں کے درمیان خالی جگہ نہیں پختی۔ مریع طریقے کے مقابلہ میں اس طریقے سے 15 فیصد پودے زیادہ لگتے ہیں۔ اس طریقے سے لگایا گیا باغ خوبصورت لگتا ہے۔ اس طریقے سے لگائے گئے باغ میں تین اطراف میں ہل چلا جاسکتا ہے۔ اس طریقے سے دائیں بیل کرنے کے لیے ایک غیر پلکارڈ ارڈوری سے مساوی الاضلاع مثلث بنائی جاتی ہے۔ ہر ضلع کی لمبائی اتنی رکھی جاتی ہے جتنا پودے سے پودے کا فاصلہ مقصود ہو۔ پھر اس مثلث کی مدت سے کھیت میں پودوں کے نشان لگائے جاتے ہیں۔

شکل نمبر 3۔ دائیں بیل کا مندس طریقہ



ڈھلوانوں پر پودے لگانا (Contour Plantation)

درج بالا تمام طریقے عموماً ہمارے زمینوں یا میدانی علاقوں کے لیے ہیں۔ پہاڑوں میں چونکہ جگہ ہموار نہیں ہوتی۔ لہذا جہاں تھوڑی بھی جگہ میٹر ہو وہاں گڑھا کھوکھو کر پودا لگایا جاتا ہے۔ اس طریقے کو Contour Plantation کہتے ہیں۔ ایسا کرنے سے پہاڑوں میں مٹی کے کٹاؤ کا عمل روکا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں گھر بیوپیا نے پر پھل پیدا کرنے کے لیے گھر کی روڑی وغیرہ کو استعمال میں لا کر ٹھکانے لگایا جاتا ہے اور بعض اوقات ان چکلوں کی فرودخت سے کچھ رقم بھی کمائی جاتی ہے۔ جہاں وادی میں کوئی ہمار قطعہ میٹر ہو وہاں میدانی علاقوں کی طرح پودے باقاعدہ پلانگ کے تحت دوسرے طریقوں کے مطابق لگائے جاتے ہیں۔

ترشاہد باغات میں کشید المقدار پر لگانا (High Density Plantation)

پنجاب میں عمومی طور پر ترشادہ باغات میں پودوں کا فاصلہ 7 میٹر کھا جاتا ہے بعد ازاں ان میں دوسری نفع آور فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ان فصلوں

سے باغات کو زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں تحقیق سے پودوں کا درمیانی فاصلہ کم کر کے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس طرح پودوں کی تعدادگی یا تمیں گنا کر لی جاتی ہے اور فی ایک پیداوار بڑھائی جاتی ہے۔ سفارش کردہ فاصلہ جات اس طرح سے ہیں۔

7x7 میٹر پودوں کا درمیانی فاصلہ

3.5x3.5 میٹر پودوں کا درمیانی فاصلہ

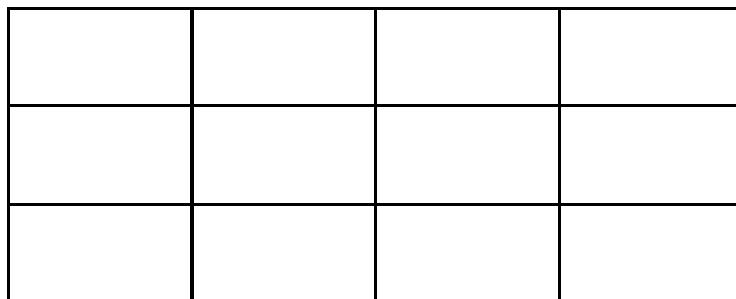
7x7 میٹر پودوں اور لائنوں درمیانی فاصلہ

نوت: کثیر المقدار پودے لگانے کی صورت میں شاخ تراشی کے ذریعے پودوں کا جنم مناسب رکھا جاتا ہے اور 3.5×3.5 میٹر فاصلہ ہونے کی صورت میں آٹھ تا دس سال پھل لینے کے بعد پودوں کی تعداد کم (Thinning) کی جاسکتی ہے۔ یعنی ہر لائن کے بعد ایک لائن نکال دی جائے تو فاصلہ 7×7 میٹر ہے۔ اس طرح کاشتی ہو والی میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گا۔

مستطیل طریقہ (Rectangular System)

اس طریقے میں پورے کھیت میں لگائے گئے پودوں کے درمیان یکساں فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ اس طرح پورے کھیت میں تمام لائنوں کا فاصلہ بھی یکساں مگر پودوں کے فاصلے مختلف ہوتا ہے۔ چار پودے لگانے سے چوکروڑہ مستطیل کی شکل بن جاتی ہے۔ اس میں مرتع طریقے کی طرح دونوں طرف ہل چلایا جاسکتا ہے۔ مگر اس طریقے میں ایک قیاحت ہے کہ جس طرف فاصلہ کم ہو اس طرف پوے آپس میں مل جاتے ہیں جبکہ دوسری جانب پودوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر کچھ جگہ ضائع جاتی ہے۔ کچھ لوگ اس کا یہ علاج کرتے ہیں کہ جس طرف فاصلہ زیادہ ہو پودوں کے درمیان چند سالوں کے بعد ایک نیا پودا کا دیتے ہیں جب یہ نئے پودے پھل دینا شروع کر دیں تو سائیڈ والے پرانے پودے نکال دیتے جاتے ہیں اور یوں مستطیل شکل برقرار رہتی ہے اس طریقے میں مرتع طریقے کی نسبت زائد پودے لگائے جاسکتے ہیں۔

شکل نمبر 4۔ داغ بیل کا مستطیل طریقہ



پودوں کے لیے گڑھے تیار کرنا

داغ بیل کے بعد پودوں کی نشان والی جگہ پر عموماً ایک میٹر پوز ایک میٹر لمبا اور ایک میٹر ہر اگرھا کھودا جاتا ہے۔ گڑھے عموماً پودے لگانے سے ایک ماہ پیشتر کھودے جاتے ہیں۔ گڑھا کھودتے وقت گڑھے کی اوپر والی 30 سم کی مٹی علیحدہ رکھی جاتی ہے اور نیچے والی مٹی علیحدہ رکھی جاتی ہے۔ چھوٹے پودے چونکہ بہت زم و نازک ہوتے ہیں اسکی مناسب نشومنا کے لیے ایسی زمین کی ضرورت ہوتی ہے جو زم ہوا اور اس میں پانی اور ہوا کا گزر آسان ہو۔ اس میں نامیانی مادہ و افر مقدار میں موجود ہواں میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت زیادہ ہو، گڑھا تیار کرنے سے ان تمام ہاتوں کو قیمتی بنایا جاسکتا ہے۔ گڑھے کا سائز عام طور پر $1 \times 1 \times 1$ میٹر رکھا جاتا ہے۔

گڑھے بھرنا

گڑھے کھونے کے بعد اکتوبر یا 15 دن کھلا چھوڑا جاتا ہے اسکے بعد ان کو ایک حصہ اور والی 30 سم تہ کی مٹی ایک حصہ بھل اور ایک حصہ گوہر کی گلی سڑی کھاد ملا کر بھر دیا جاتا ہے۔ گڑھا بھرتے وقت اسکو عام سطح سے تھوڑا سا اوپر کھنا چاہیے۔ گڑھے میں مٹی ڈال کر اسے دبانا لکھنی نہیں چاہیے۔ گڑھے بھرنے کے بعد کھیت کو پانی لگادیں تاکہ گڑھوں کی مٹی اچھی طرح بیٹھ جائے۔

پودے لگانا

- ☆ کھیت کو پانی لگانے کے بعد جب کھیت وتر آجائے تو گڑھوں کے درمیان پودوں کی گاچی کے مطابق گڑھے کھود کر پودے لگادیے جاتے ہیں پودے لگانے کے بعد ان کو ارد گرد سے اچھی طرح دبادیں۔ پودے لگانے کے بعد آپاشی کر دیں۔
- ☆ پودے لگاتے وقت چوٹی کی طرف سے اسکی لمبائی کا ایک تہائی حصہ کاٹ دینا چاہیے تاکہ شاخوں اور جڑوں میں تناسب برقرار رہے اس سے پودے کی کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔
- ☆ پودے عام طور پر دوسوسموں میں لگائے جاتے ہیں یعنی موسم بہار (فروری۔ مارچ) اور موسم برسات (اگست۔ ستمبر) پت جھاڑ پودوں کے لیے موسم بہار بہتر ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہو گا کہ پودے شام کے وقت لگائے جائیں۔
- ☆ جن زمینیوں میں دیمک (Termite) کا مسئلہ روپیش ہو تو پودا لگانے سے پیشتر اس میں دیمک کے کنروں والی دوائی کا مغلول ضرور ڈالنا چاہیے۔



پھل دار پودے اور کھادیں

پھلدار پودوں کی بہتر نشوونما اور بار آوری کے لیے کھادیا بے حد ضروری ہے۔ دوسری اجنبیں کی طرح پھلدار پودوں کو بھی نائٹروجن، فاسفورس، پوتاش، میکنیشیم، کیلیشم اور سلفر کے علاوہ مینگنیز، زنک، بوران، آئزن، کاپرو فیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پودوں میں ان غذائی اجزا کی ضرورت کا اندازہ پودوں کی صحت سے لگایا جاسکتا ہے اس کے علاوہ زمین کا کیمیائی تجزیہ بھی اس سلسلہ میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ پھلدار پودوں میں مختلف غذائی اجزا کی کمی کا اندازہ ذیل علامتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

پھلدار پودوں میں مختلف غذائی اجزا کی کمی کی علامات

نائٹروجن

نائٹروجن کی کمی کی صورت میں پودے کے پتے زرد پڑ جاتے ہیں پودوں کی نشوونما رک جاتی ہے پھول اور پھل آنے کا سلسلہ بے ترتیب ہو جاتا ہے۔ نیتیجہ بیدار بھی کم ہو جاتی ہے۔ پھل زرد اور اس کا چھلکا پتلا ہو جاتا ہے اور تیری ابیت ختم ہو جاتی ہے۔

فاسفورس

فاسفورس کی کمی سے پتوں کا رنگ کانسی کے ہلکے رنگ جیسا ہو جاتا ہے پتے سکڑ جاتے ہیں اور انکی چک کم ہو جاتی ہے۔ پتوں کے سرے جلے ہوئے لگتے ہیں۔ پتے پھل لگنے کے دران یا بعد میں گرجاتے ہیں۔ ایسے درختوں میں پھل کا چھلکا موٹا ہوتا ہے اور پھل پکنے سے پہلے ہی گرجاتا ہے پھل کا ذائقہ ترش اور یہ دیر سے پکتا ہے۔

پوتاش

پوتاش کی کمی سے پتے چھوٹے رہ جاتے ہیں اور جلدی گرجاتے ہیں۔ شامیں جھکنا شروع ہو جاتی ہیں پتوں میں سبز مادہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔ پتوں پر بھورے رنگ کے دھنے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے درختوں کا پھل نرم اور اس کا چھلکا پتلا ہوتا ہے اور وہ جلدی گرجاتا ہے۔

کیلیشم

کیلیشم کی کمی سے پتوں کے سرے اور کنارے سبزی سے محروم ہو جاتے ہیں آہستہ آہستہ یہ علامات درمیانے اور نچلے حصوں پر ظاہر ہوتی ہیں اس کی کمی سے پودوں کی افزائش رک جاتی ہے نئے شگونے اور پتے بہت چھوٹے چھوٹے نکلتے ہیں۔

مینگنیزیم

مینگنیزیم کی کمی سے پودا کمزور ہو جاتا ہے اس کے اثرات پتوں پر بادامی رنگ کے خشک داغوں کی صورت میں محمودار ہوتے ہیں۔ پودے کا پھل زیادہ بیجوں والا، تعداد میں کم اور گھٹیا کواٹی کا ہوتا ہے پودے کمی اور سردی سے جلد متاثر ہوتے ہیں۔

لوہا

لوہے کی کمی سے پتے کی درمیانی رنگ اور دوسری چھوٹی رنگیں تو گہرے بزرگہ بزرگہ ہوتی ہیں لیکن باقی تمام پتے اور مائل سبز رنگ کا ہو جاتا ہے۔ زیادہ کمی جس سے نوزائیدہ پتے چھوٹے رہ جاتے ہیں اور زرد ہو کر جلد گرجاتے ہیں نئی شامیں آہستہ گرجاتی ہیں پھل کا سائز چھوٹا، رنگ پیلا اور پیداوار کم ہو جاتی ہے۔

مینگنیز

مینگنیز کی سے پتوں کی رگوں کے درمیانی حصوں سے بہری ختم ہو جاتی ہے جبکہ ریس سبزی رہتی ہیں اسکی کمی سے پتوں کی جسامت متاثر نہیں ہوتی اسکے عکس مینگنیز شیم کی کمی کی علامات پختہ اور پرانے پتوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔

زنک

شروع میں زنک کی کمی بڑے پتوں پر ظاہر ہوتی ہے بعد میں نئے نکلنے والے پتے چھوٹے، تنگ اور نوکدار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پتوں میں سبز مادے کی کمی ہو جاتی ہے اور ان پر سبز دھبے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

بوران

بوران کی کمی سے پتے مر جھانا شروع ہو جاتے ہیں، چھوٹے پتے زرد ہو کر جلد گرجاتے ہیں پتوں کی رگیں پہلے اپنا سبز رنگ کھو دیتی ہیں پھر پرانے پتے موٹے ہو کر کانی رنگ کے ہو جاتے ہیں۔

تامبا

تامبا کی کمی کی علامات زیادہ تر پھل پر ظاہر ہوتی ہیں پھل پر گہرے بھورے رنگ کے گوند کے ابھار بے ترتیب دھتوں کی صورت میں نظر آتے ہیں گوند آہستہ آہستہ پھل کے اندر بھی جمع ہو جاتی ہے پھل چھوٹا رہ جاتا ہے اور پکنے سے پہلے رجاتا ہے۔ درج بالا ندانی اجزا کی کمی کی علامات بہت ملتی جاتی ہیں لہذا کسی خاص ندانی جزو کی کاندازہ لگانے کے لیے بہت مہارت کی ضرورت ہوتی ہے ان غدائی اجزاء کی کمی کو پورا کرنے کے لیے جو کھادیں استعمال کی جاتی ہیں انکو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

☆ قدرتی کھادیں

☆ مصنوعی کھادیں

قدرتی کھادوں میں گوبر کی کھاد پتوں کی کھاد اور شہروں کا کوڑا کرکٹ وغیرہ شامل ہیں ان کھادوں میں تمام ضروری اجزاء شامل ہوتے ہیں اس لیے ان کو مکمل کھادیں کہتے ہیں۔

مصنوعی کھادوں میں مختلف قسم کی کیمیائی کھادیں شامل ہوتی ہیں ان میں ایک یا ایک سے زیادہ غدائی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔

مختلف کھادیں اور انکے غدائی اجزاء

نام کھاد	نائزروجن %	فاسفورس %	پوٹاش %	نامیاتی مادہ %
گوبر کی کھاد	0.55	0.25	0.55	22.00
مرغیوں کی کھاد	1.50	1.00	0.50	40.00
بھیڑ کبریوں کی کھاد	0.80	0.40	0.50	35.0

عام استعمال ہونے والی مصنوعی کھادیں اور ان کے اجزاء اے خواراں

نمبر شار	نام کھاد	ناشر و جن	فاسفورس %	پوتاشیم %
1	بیوریا	46
2	امویشم سلوفیٹ	21
3	امویشم نائزٹریٹ	26
4	ڈی۔ اے۔ پی	18	46
5	سنگل سرفاسفیٹ	20
6	ٹرپل سرفاسفیٹ	45
7	پوتاشیم سلوفیٹ	50
8	پوتاشیم کلور اسید	60
9	پوتاشیم نائزٹریٹ	13	37
10	این پی کے	18	18	18
11	نائٹرو فاس	23	23	23
12	این پی کے	20	20	20
—	—	17	17	17

کھاد کی مقدار کا تعین

کھاد کی مقدار کے تعین کا خصارہ زمین کی قسم، زمین کی زرخیزی، باغ میں کاشت کی گئی فصل، گزشتہ فصل کو دی گئی کھاد، پودے کی عمر، پودے کی قسم اور کھاد کی قسم پر ہوتا ہے۔

کھاد دلانے کا وقت

قدرتی کھادیں پودوں کو پھول آنے سے دو ماہ قبل ڈالی جائیں تاکہ کیمیائی عمل ہونے میں کافی وقت مل جائے اور پودوں کی شانعیں اور پھول نکلنے تک یہ پودوں کو دستیاب ہو سکیں۔ کیمیائی کھادوں میں عموماً نائزٹر و جن، فاسفورس اور پوتاش والی کھادیں استعمال کی جاتی ہیں۔ نائزٹر و جن کی آہنی مقدار، فاسفورس اور پوتاش کی ساری مقدار پھول آنے سے 15 دن پہلے دینی چاہیے۔ نائزٹر و جن کی بقیرہ آہنی مقدار پہل بننے کے 15 دن بعد دی جائے۔

کھاد دلانے کا طریقہ

کھاد دلانے سے پہلے پودے کی اس کے پھیلاؤ کے مطابق گوڑی کی جاتی ہے پودے کے تنے کے ساتھ ساتھ مٹی چڑھادی جاتی ہے پودے کے تنے سے تقریباً 30 سم جگہ چھوڑ کر پودے کے پھیلاؤ تک کھاد دائرے میں ڈالی جاتی ہے کھاد یکساں مقدار میں ڈالنی چاہیے۔ کھاد دلانے کے بعد ایک مرتبہ پھر گوڑی کی جائے تاکہ کھاد اچھی طرح زمین میں مل جائے اس کے بعد فوراً پانی دے دینا چاہیے۔

پھلدار پودوں کی آبپاشی

اہمیت

پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے چنانچہ پودوں کی نشوونما کے لیے پانی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ پودے کے مختلف حصوں میں پانی کی مقدار تقریباً 90 فیصد تک پائی جاتی ہے۔ یعنی پانی جڑوں سے شاخوں اور پتوں تک خوارک رسانی کا موجب بنتا ہے۔ موسم گرما میں پانی پودوں کے خلیوں سے خارج ہو کر انہیں مناسب درجہ حرارت مہیا کرتا ہے۔ پودوں کی پانی کی ضرورت اُنکی عمر، آب و ہوا اور زمین کی خاصیت وغیرہ پر منحصر ہوتی ہے۔ پودے یہ ضرورت زمین سے پانی حاصل کر کے پوری کرتے ہیں۔

پھلدار پودوں کی تقریباً 95 فیصد جڑیں زمین کی بالائی ایک ڈیڑھ میٹر سطح تک محدود ہوتی ہیں۔ ان میں سے تقریباً 10 فیصد جڑیں زمین کی اوپر والی 15 سم کی تہہ میں رہتی ہیں۔ اس لیے آبپاشی کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ پانی زمین میں اتنی گہرائی تک ضرور جائے۔ عام طور پر درختوں کی جڑوں کا پھیلاوہ اُسکی شاخوں کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے پودوں کے پھیلاوہ کے مطابق ان کو پانی دینا چاہیے چنانچہ ایسے طریقے استعمال کیتے جائیں جن سے جڑوں کی گہرائی اور پھیلاوہ تک پودوں کو پانی مل سکے۔

آبپاشی کے طریقے

باغات میں آبپاشی کے درج ذیل طریقے رائج ہیں۔

نالی کا طریقہ

چھوٹی عمر کے پودوں کی آبپاشی کے لیے عام طور پر یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ اس وقت پودوں کی جڑوں کا پھیلاوہ بہت کم ہوتا ہے اس لیے پودوں کو ایک لائن میں پانی دینے کے لیے نالیاں بنادی جاتی ہیں۔ یہ طریقہ عام طور پر 3 سال کی عمر تک مناسب رہتا ہے۔ اس کے بعد چونکہ پودا بڑا ہو جاتا ہے اور اُسکی جڑیں دور تک پھیل جاتی ہیں چنانچہ بڑی عمر کے پودوں میں اس طریقے سے جڑوں کے پھیلاوہ تک پانی نہیں پہنچتا۔ اس طریقے میں پچھنچاں بھی ہیں ایک تو پانی برادرست پودوں کے تنوں کو چھوٹا ہے جس سے پودے کے گلنے کا احتمال ہوتا ہے۔ دوسرا ایک پودے کی بیماری دوسرے پودے کے منتقل ہو جاتی ہے اسکے علاوہ تمام پودوں کو پانی بھی حسبِ مشانیں دیا جاسکتا۔

دور کا طریقہ

جب پودے ذرا بڑے ہو جائیں تو انکے قد کے مطابق دور بنائے جاتے ہیں اور تنوں کے ساتھ مٹی چڑھادی جاتی ہے عمر کے لحاظ سے یہ دور بھی بڑے کر دیئے جاتے ہیں لیکن اس طریقے میں بھی ایک پودے کی بیماری دوسرے پودے کو لوگ جاتی ہے علاوہ ازیں پانی پودوں کی ضرورت کے مطابق نہیں ملتا۔

ترمیم شدہ دور کا طریقہ

اس طریقے میں پودوں کی دولائیوں کے درمیان ایک نالی بنا نے کے بعد ہر پودے کے گرد اسکے اسکے پھیلاوہ کے مطابق دور بنائے جاتے ہیں اور بھر ان دوروں کو درمیانی نالی کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بھی چھوٹی عمر کے پودوں کے لیے سو ممند ہے اور اس طریقے سے پودوں کو مناسب وقفوں کے بعد اُنکی ضرورت کے مطابق پانی دیا جاسکتا ہے۔ اس طریقے میں ایک پودے کی بیماری دوسرے پودے کے منتقل نہیں ہوتی لیکن ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بھی ہے کہ پودوں کے درمیان عوالہ مشکل ہو جاتے ہیں اور دوسری کوئی فصل کا شت نہیں ہو سکتی۔

فواروں کے ذریعے پانی دینا

یہ طریقہ کافی مہنگا ہے اس طریقے میں پانی پائپوں کے ذریعہ اور پولے جایا جاتا ہے اور پھر وہاں سے فوارے کی شکل میں ہر پوڈے پر چھڑک دیا جاتا ہے اس طرح پانی کی کافی بچت ہو جاتی ہے پوڈوں کو انکی ضرورت کے مطابق پانی مل جاتا ہے۔ بعض اوقات پوڈوں کے درمیان Portable فوارے رکھ کر پوڈوں کو ایک سائیڈ سے سپرے کر کے پانی کی قلت کے دنوں میں پوڈوں کی پانی کی ضروریات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

پائپوں کے ذریعے پانی دینا

اس طریقے میں پانی کی پائپ پوڈوں کے قریب بچھادی جاتی ہے اور ہر پوڈے کے پاس ایک ٹوٹنی یا نوزل اسوانح کر کے قطرہ قطرہ پانی پوڈے کی ضرورت کے مطابق دیا جاتا ہے یہ طریقہ محرومی علاقوں میں اپنایا جاسکتا ہے کیونکہ وہاں پانی کی قلت ہوتی ہے۔ اس طریقے سے پانی کی بہت زیادہ بچت ہوتی ہے تاہم یہ کافی مہنگا طریقہ ہے۔

آپاٹشی کے اوقات

موسم گرمائیں ہفتہ عشرہ کے اندر پوڈوں کو پانی لگاتے رہنا چاہیے جبکہ موسم سرمائیں یہ وقفہ دو تین ہفتے تک بڑھایا جاسکتا ہے نیز موسم سرمائیں آم کے پوڈوں کو کہرے سے بچانے کے لیے پانی لگانا اشد ضروری ہے جبکہ ترشادہ چللوں کو دیرے سے پانی لگانا چاہیے۔ نو عمر پوڈوں کو نہیں کم و قتنے سے پانی کی ضرورت ہوتی ہے البتہ بڑی عمر کے پوڈوں کو پانی دیرے سے دیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم غلتہ ہے کہ جب پوڈوں پر چھوٹوں آر ہے ہوں تو انہیں پانی نہ دیا جائے۔ نائشو، جن و کاربن کے عدم توازن کی وجہ سے پھول، بہت کم لگیں گے اور اکثر گر جائیں گے۔ پوڈوں کو دیسی یا کیمیائی کھاد دینے کے بعد پانی ضرور دینا چاہیے۔ چھوٹے پوڈے باغ میں لگانے کے بعد آپاٹشی ضروری ہے۔ کوش کی جائے کہ موسم گرمائیں پوڈوں کو بعد ازاں دوپھر یا صبح کے وقت پانی دیا جائے موسم برسات میں بارش کی صورت میں پانی کا وقفہ بڑھادیا جائیے۔ جب چھل دار پوڈے بار آر ہوں تو انکو پانی کی کمی نہیں آنی چاہیے چھل کی برداشت کے بعد پانی کی مقدار کم کی جاسکتی ہے۔ کہروالی راتوں کو اگر پوڈوں کی آپاٹشی کر دی جائے تو وہ کہر کے مضر اڑات سے محفوظ رہتے ہیں۔ پوڈوں پر سپرے کرنے کے بعد انکی آپاٹشی کرنا مفید رہتی ہے۔

احتیاطیں

- ☆ پانی لگاتے وقت خیال رکھیں کہ پانی براہ راست پوڈے کے تنے کو نہ لگے۔
- ☆ ترشادہ چللوں کو موسم سرمائیں معمولی اور کافی لمبے عرصے کے بعد پانی دینا چاہیے۔
- ☆ موسم گرمائیں تھوڑے و قتنے سے کم پانی دینا چاہیے۔
- ☆ ٹیوب دیل کے پانی کی صورت میں پہلے ٹیوب دیل کا پانی چیک کر دیا لینا چاہیے۔
- ☆ پانی صبح یا شام کے وقت دینا چاہیے۔

کثرت آپاٹشی اور کم آپاٹشی کے نقصانات

- پوڈوں کی مناسب بڑھوتری اور صحیح نشوونما کے لیے زمین میں مناسب ہوا اور پانی کا ہونا بہت ضروری ہے پوڈے کی ہڑتوں کی مناسب نشوونما کے لیے زمین میں آسیجن مناسب مقدار میں ہونی چاہیے جب زمین کو پانی دیا جاتا ہے تو ہواز میں سے خارج ہوتی ہے اور انکی جگہ پانی لے لیتا ہے زیادہ پانی کی صورت میں ہوا مکمل طور پر خارج ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں نشوونما رک جاتی ہے اور پوڈا بالآخر مر جاتا ہے۔
- زمین میں موجود بکھر یا جو کہ زمین کی زرخیزی کا باعث بنتے ہیں آسیجن کی کمی کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

- 3- غذائی عناصر پانی میں حل ہو کر زمین کی نجی تبوں میں چلے جاتے ہیں اور پودوں کو انکا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔
- 4- پھل دیر سے پکتا ہے اور اسکی کواٹی بھی خراب ہو جاتی ہے۔
- 5- کثرت آپاشی سے نباتاتی بڑھوٹری زیادہ ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں پودے کو پھل کم لگتا ہے اور پیداوار میں خاصی کمی واقع ہو جاتی ہے اسی طرح کم آپاشی سے بھی پودے کی بڑھوٹری صحیح طریقے سے نہیں ہوتی پودا کمزور ہو جاتا ہے کمزوری کے باعث پودا مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے پودے کو پھل کم لگتا ہے پھل عام طور پر چھوٹا کم رس والا اور بے ذائقہ ہوتا ہے پھل کارنگ بھی اچھا نہیں ہوتا، بہت سے پھل پکنے سے پہلے ہی جھٹر جاتے ہیں مذکورہ بالانقصان کو دیکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پودوں کو مناسب مقدار میں مناسب وقته کے بعد پانی دیا جائے تاکہ پودوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر کے انفرادی اور قومی آمدی میں اضافہ کیا جائے۔



پھلدار پودوں کی شاخ تراشی

پھلدار پودوں میں شاخ تراشی کا عمل بہت پرانا ہے شروع شروع میں شاخ تراشی صرف اس لیے کی جاتی تھی کی پودوں کو ایک خاص شکل دیکر انکو خوبصورت اور لکش بنایا جائے لیکن تجربات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شاخ تراشی سے صرف پودے خوبصورت لگتے ہیں بلکہ یہ پودوں کی صحت، پھل لانے کی قوت، عادت، پھل کی بیداری اور کوائی پر بھی ثابت اڑؤاتی ہے۔ شاخ تراشی سے مراد پودے سے پیار اور خنک شاخیں، کچے گلے اور غیر موزوں ٹہبیں کاٹا ہے۔ شاخ تراشی کا عمل نرسی سے باغ میں پودے منتقل کرنے سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور ہر سال پودے کی مناسب شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ اکثر پودوں کی شاخ تراشی بلکی کی جاتی ہے لیکن بعض پودوں مثلاً فالس، انگور اور پست جھاڑ پودوں میں شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ ان پودوں میں پچھلے سال کی پرانی شاخیں (تجدیدی شاخیں چھوڑ کر) کاٹ دی جاتی ہیں اس طرح نئی شاخوں پر زیادہ پھل لگتا ہے۔

شاخ تراشی کے مقاصد

شاخوں اور جڑوں میں توازن پیدا کرنا

نرسی سے باغ میں منتقلی کے وقت پودوں کو چوٹی کی طرف سے پودے کی کل لمبائی کا ایک تھائی حصہ کاٹ دیا جاتا ہے کیونکہ نرسی سے پودے نکلتے وقت پودوں کی جڑیں کٹ جاتی ہیں جس کی وجہ سے جڑوں اور پتوں کا تناسب قائم نہیں رہتا یعنی اس تناسب کو ٹھیک رکھنے کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے اس سے پودوں کے کھیت میں منتقل کرنے کے بعد مرنے کا احتمال بہت کم ہو جاتا ہے۔

پودے کو لکش بنانا

پودا لگانے کے بعد اس کی مناسب شاخ تراشی کی جاتی ہے زمین کے قریب سے پودے کی قسم کے مطابق ایک سے تین فٹ تک تناصف رکھا جاتا ہے اور تمام غیر ضروری شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے پودے کو گولائی میں رکھا جاتا ہے اس سے نہ صرف پودا زیادہ لکش معلوم ہوتا ہے بلکہ پودے کا کچیلا وہ سرت میں ایک جیسا ہونے کی وجہ سے پودا آندھی وغیرہ کے برے اثرات سے بھی کسی حد تک حفاظت رہتا ہے زمین کے قریب سے پودے کی شاخیں کاٹنے سے باغ میں بل چلانا، پودوں کو گوٹی کرنا، انکی آپاشی اور کھاد دینے جیسے عوامل آسانی سے سر انجام دیتے جائتے ہیں۔

روشنی اور ہوا کا مناسب گز

پودوں کی بہتر نشوونما کے لیے ان میں سے روشنی اور ہوا کا مناسب گز رہتے ضروری ہے۔ اگر پودے کی مناسب شاخ تراشی نہ کی جائے تو پودے سے ہوا اور روشنی کا گزر ٹھیک نہیں ہوتا اور پودا مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اس کے علاوہ شاخ تراشی نہ کرنے سے پودے کے اندر ورنی حصوں میں روشنی کا گزر صحیح نہ ہونے کی وجہ سے پودے کی اندر ورنی شاخوں پر پھل بھی بہت کم لگتا ہے اور اس کی رنگت بھی متاثر ہوتی ہے جس سے پیداوار میں کافی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ پودے کی باہر کی جانب لگنے والا پھل عام طور پر موسم کے مضر اثرات کی نذر ہو جاتا ہے اور باغبان کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

پودوں کی صحت مہند بنانا

پودوں کی صحت برقرار رکھنے اور انکی مناسب نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ پودوں سے بیمار اور خنک شاخیں مسلسل کاٹی جائیں ان کے علاوہ بعض اوقات پودوں میں کچے گلے نکل آتے ہیں۔ انکی بچان یہ ہے کہ یہ عام شاخوں سے موٹے ہوتے ہیں۔ تیزی سے بڑھتے ہیں، پتوں کا سائز بڑا اور ترشادہ پھلوں میں انکے اوپر کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ یہ گلے خود بھی پھل نہیں لاتے اور باقی پودے کے پھل میں بھی کمی کردیتے ہیں اس لیے پودے سے پوری پیداوار لینے کے لیے ان غیر ضروری شاخوں کو کٹانہ بایت ضروری ہے۔

پھل لانے کی عادت درست کرنا

چالدار پودوں میں دو قسم کی شاخیں نکلتی ہیں۔ ایک پھل والی شاخیں اور دوسرا بڑھوتری والی، پھل کی اچھی پیداوار لینے کے لیے ان دونوں میں توازن قائم رکھنا اشد ضروری ہے بعض اوقات اگر پھول آنے کے وقت پودوں کو زیادہ آپاشی کر دی جائے تو انکی بڑھوتری بڑھ جاتی ہے اور پھل کم لگتا ہے۔ اگلے سال صورتحال اس سے بالکل الٹ ہو جاتی ہے۔ اس سے پھل بہت زیادہ لگتا ہے جس سے پودے کی زیادہ طاقت اس پھل کے پکانے میں صرف ہو جاتی ہے اور نتیجہ اگلے سال پھل بڑھ کر لگتا ہے۔ اس سے باغبان کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس نقص کو دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب پھل تراشی کی جائے اس سے بتاباتی بڑھوتری اور پھولوں میں توازن قائم کر کے پھل کی بے قاعدگی کو روکا جاسکتا ہے۔

پھل کی زیادہ پیداوار حاصل کرنا

مختلف چالدار پودوں کی پھل لانے کی عادت مختلف ہوتی ہے بعض پودوں میں پھل ایک سالہ بعض میں دو سالہ اور بعض میں کئی سالہ شاخوں پر لگتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر پودوں کی پھل لانے کی عادت کے مطابق شاخ تراشی نہ کی جائے تو پھل کی پیداوار میں بہت زیادہ کی آجائی ہے۔ بعض پودے پرانی شاخوں کی نسبت نئی شاخوں پر زیادہ پھل لاتے ہیں اس لیے ان پودوں کو شدید شاخ تراشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پودے کی تمام پرانی شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے اور نئی شاخیں زیادہ پیداوار کا ذریعہ نہیں ہیں عام طور پر شدید شاخ تراشی کا عمل پھاڑی علاقوں کے چالدار پودوں اور انگوروفالے میں کیا جاتا ہے۔

پھل کے حجم، رنگ اور خاصیت کو بہتر بنانا

شاخ تراشی کا اثر نہ صرف پودوں کی صحت اور پھل کی پیداوار پر ہوتا ہے بلکہ پھل کا سائز اس کارگنگ اور اسکی کوٹی بھی بہت بہتر ہو جاتی ہے کیونکہ شاخ تراشی سے سورج کی شعاعیں پودے میں سے اچھی طرح گزرتی ہیں پودے میں خوارک بننے کا عمل صحیح ہوتا ہے اور پودے کی صحت پر بخوبی اثر پڑتا ہے اس سے پھل کا سائز بڑا، رنگ خوبصوراً اور چالدار پھل کا ذائقہ لذیز ہو جاتا ہے۔

شاخوں کے جوڑوں کو مضبوط بنا

پودے کی وہ شاخیں جن کے زاویے کم ہوتے ہیں ان کے جوڑ کمزور ہوتے ہیں اور پھل کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے اور ٹوٹ جاتے ہیں ایک جیسے قطر کی شاخوں کے بھی ٹوٹ جانے کا خطہ ہوتا ہے اس لیے مضبوط جوڑ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مناسب شاخ تراشی کر کے کھلڑاویے والی اور مختلف قطر والی شاخیں پودے کے اوپر چاروں طرف رہنے دی جائیں۔

پت جھاڑ پودوں کی شاخ تراشی

پت جھاڑ پودوں کی پھل لانے کی عادت مختلف ہوتی ہے بعض پودوں میں پھل ایک سالہ شاخوں پر زیادہ لگتا ہے بعض پودوں میں دو سالہ شاخیں زیادہ پھل لاتی ہیں پت جھاڑ پودوں سے بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لیے ان پودوں کی شاخ تراشی پر خصوصی توجیہ کی ضرورت ہوتی ہے مختلف پت جھاڑ پودوں کی شاخ تراشی کے بارے میں ہدایات نیچے درج ہیں۔

سیب اور ناشپاتی

ان پودوں پر پھل سپرز (Spurs) پر لگتا ہے جو ایک سالہ اور دو سالہ شاخوں پر نکلتے ہیں اس لیے ان پودوں سے مناسب پیداوار لینے کے لیے پودوں کی دو سالہ اور اس سے زیادہ عمر کی شاخوں کی شاخ تراشی کی جاتی ہے۔

آڑو

آڑو کے پودے پرسا را پھل ایک سالہ پرانی شاخوں پر لگتا ہے اس لیے اس پودے میں سیب اور ناشپاتی کے مقابلے میں زیادہ شاخ تراشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

آلوجہ

اس میں کچھ پھل ایک سالہ اور کچھ دو سالہ شاخوں پر لگتا ہے اس لیے اس پودے میں آڑو کے مقابلے میں کم کاث چھانٹ کی جاتی ہے۔

انار

انار کا پھل پودے کی پرانی شاخوں پر لگتا ہے ان شاخوں سے نئی شاخیں نکلتی ہیں اور بار آور ہوتی ہیں اس لیے انار کی بہت بکھری شاخ تراشی کی جاتی ہے۔

اخروٹ

اخروٹ کے پودے پر پھل شاخوں کے باہر کی طرف سروں پر لگتے ہیں اس میں بہت بکھری شاخ تراشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

پرمیں (جانپانی پھل)

اس پودے میں پھل زیادہ تر دو سالہ شاخوں پر لگتا ہے اس لیے اس پودے میں دو سال سے زیادہ عمر کی شاخ تراشی کی جاتی ہے۔

بادام

اس میں پھل ایک سالہ اور دو سالہ شاخوں پر لگتا ہے اس لیے اس میں بھی زیادہ شدید شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

فالسہ-انگور

فالسہ اور انگور کا پھل نوزائیدہ شاخوں پر زیادہ لگتا ہے اس لیے ان پودوں کی شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے تمام پرانی شاخوں کو (تجدیدی شاخیں چھوڑ کر) کاث دیا جاتا ہے۔

شہتوت

اس میں پھل ایک سالہ شاخوں پر لگتا ہے زار ماڈہ پھول علیحدہ ایک ہی شاخ پر لکلتے ہیں اس کو بھی کافی کاث چھانٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔

پودوں کی ٹریننگ کے طریقے

1- سُنْفِل لَيْدَر سُسْٹِم

اس طریقے میں پودے کو نیچرل طریقے سے بڑھنے دیا جاتا ہے اور درمیانی تالیڈر کے طور پر اگنے دیا جاتا ہے۔ ان پودوں کی اونچائی زیادہ ہو جاتی ہے اور اندر وہی پھل پر سایہ پڑتا ہے۔ ایسے طریقے کے مطابق جامن آم اور بہت سے دیگر پھلدار رخت لگتے جاتے ہیں۔

2- اوپن سُنْفِل سُسْٹِم

اس میں پودے کا بنیادی تناچند سالوں کے بعد مناسب اونچائی پر کھانا جاتا ہے۔ اس کے اردوگرد شاخوں کا توازن برقرار رکھا جاتا ہے۔ یوں پودا اور سے کھلا اور چھوٹے تدکارہتا ہے۔ اس میں پودے کے اندر تک ہوا اور روشنی کا گز رہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں کے پیشتر پھل دار پودوں کی ٹریننگ اس طریقے سے کی جاتی ہے نیز تمام عوامل سر انجام دینا آسان ہوتے ہیں۔

3- ماؤنٹین لَيْدَر سُسْٹِم

اس طریقے کے مطابق پہلے چند سال پودے کو سُنْفِل لَيْدَر سُسْٹِم کے طور پر بڑھنے دیا جاتا ہے۔ بعد میں بنیادی سُنْفِل تناکاث دیا جاتا ہے۔ سُنْفِل تنے کے لیے قریب ترین شاخ بنیادی تنے کا روں ادا کرتی ہے۔ چند سال بعد پھر یہ بنیادی تنے کا کام دینے والی شاخ بھی کافی جاتی ہے۔ یوں تمام عمر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے چونکہ اس طریقے میں دونوں پہلے طریقے اختیار کیئے جاتے ہیں اس لیے یہ ان دونوں کا درمیانی طریقہ کہلاتا ہے اس میں پودے درمیانے سائز کے ہوتے ہیں یہ طریقہ بھی عموماً پہاڑی پھلدار پودوں پر اپنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ چیزہاں مشکل طریقہ ہونے کے باعث صرف پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ ہی اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

سدابہار پودوں کی شاخ تراشی

سدابہار پودوں میں پت جھاڑ پودوں کے مقابلہ میں بہت کم شاخ تراشی کی جاتی ہے ان پودوں میں گزشتہ سال کی شاخوں کے علاوہ پرانی شاخوں پر بھی پھل لگتا ہے اس لیے ان پودوں میں بہت بکی سی شاخ تراشی کی جاتی ہے عام طور پر بیمار، خشک اور آپس میں الجھی ہوئی شاخوں کی کاث چھانٹ کی جاتی ہے اس کے علاوہ ان پودوں میں کاث چھانٹ کا زیادہ تر مقصد غیر ضروری شاخوں کو کاث کر پودے کو مناسب شکل دینا ہوتا ہے ترشادہ چلوں میں عام طور پر کچے گلے نکل آتے ہیں جو پیداوار میں کی کا باعث بننے ہیں۔ اس لیے ان کی کاث چھانٹ بھی ضروری ہوتی ہے۔ سدابہار پودوں میں آم، جامن، امرود، ترشادہ پھل اور کھجور وغیرہ اہم ہیں ان پودوں کی ہرسال مناسب شاخ تراشی کرنی چاہیے۔

شاخ تراشی کے لیے موزوں وقت

شاخ تراشی کے لیے عمومی طور پر بہترین موسم سرد یوں کے آخر سے موسم بہار کے شروع تک ہے سرد یوں کے شروع میں درختوں کی شاخ تراشی سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ سرد یوں میں پودوں کو کہر وغیرہ سے نقصان کا اندریشہ ہوتا ہے گرمیوں کا موسم بھی شاخ تراشی کے لیے موزوں تصور نہیں کیا جاتا۔ آم اور ترشادہ باغات میں پھل اتارنے کے بعد شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ نئے چشمے لکنے سے پہلے شاخ تراشی کا عمل مکمل کر لینا چاہیے عموماً پودوں کی شاخ تراشی وسط جنوری سے فروری کے شروع تک یعنی نفلتی کے عرصہ میں کی جاتی ہے۔

شاخ تراشی کے لیے ضروری ہدایات

بیمار اور خشک شاخوں کو کاشتے وقت شاخ کا تھوڑا سا تندرست حصہ بھی کاشنا چاہیے۔ تندرست اور سبز حصہ سے کافی ہوئی شاخوں کی بڑھوتری اچھے طریقے سے ہوگی۔ کاث چھانٹ کا عمل کسی تیز دھار آ لے سے کرنا چاہیے کندازوں سے کاث چھانٹ کا عمل صحیح طریقے سے نہیں ہو پاتا اس سے پودے کا چھلکا رخنی ہو جاتا ہے۔ بیمار پودوں کی شاخ تراشی کرنے کے بعد کافی ہوئی شاخوں کو پودوں کے نیچے نہیں پڑے رہنے دینا چاہیے بلکہ ان کو کسی دوسری جگہ اکٹھا کر کے جاد دینا چاہیے تاکہ بیماری کے جرا شیم کامل طور پر ختم ہو جائیں۔ پت جھاڑ پودوں میں شاخ تراشی کا عمل انکے پھل لانے کی عادت کے مطابق کرنا چاہیے ورنہ اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ شاخ تراشی کے بعد موٹی شاخوں کے سروں پر بورڈو پیسٹ لگائیں اور پودوں کو بورڈ میکس کس پر یا کسی پچھوندی کش دو املاٹا پس انہیں کا پس پر کریں۔



کُمر اور شدید گرمی سے پھلدار پودوں کی حفاظت

کہر سے پودوں کو نقصان پہنچاتا ہے

کہر سے پودوں کو کافی نقصان پہنچاتا ہے خصوصاً آم، کیلما اور پیپتا کے پودے کہر سے متاثر ہوتے ہیں شدید کہر پڑنے کی صورت میں ان پودوں کے پتے خشک ہو جاتے ہیں اور اگر پودے چھوٹی عمر کے ہوں تو پھر سارے کاسارا پودا خشک ہو جاتا ہے اور بہت سا چھل خود بجود میں پر گرجاتا ہے کہر سے نوزائیدہ چشمے مر جاتے ہیں اور اگر بڑے چشمے زیادہ عرصہ تک کہر کی زدیں رہیں تو انہیں بھی نقصان پہنچاتا ہے چشمے مر نے سے پودے کی بڑھوٹری پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ موسم بہار میں کہر پڑنے سے چھلوں والے چشمے ضائع ہو جاتے ہیں جس سے چھل کی پیداوار میں خاصی کی واقع ہو جاتی ہے زیادہ سردی کا اثر بڑے تھے پر بنگی ہوتا ہے تنے کا چھلاکا پھٹ جاتا ہے جب سردی کا زور ہوتا ہے تو زمین کا درج حرارت نقطہ انجما دے بھی گرجاتا ہے اس صورت میں پودے کی جڑوں میں موجود پانی بر ف کی شکل میں جم جاتا ہے اور پودے کے اندر خوارک کی تسلیں کا نظام متاثر ہوتا ہے بعض صورتوں میں سارا پودا ہی ضائع ہو جاتا ہے درج بالانقصانات کے پیش نظر پھلدار پودوں کی کہر سے بروقت اور مناسب حفاظت اشہد ضروری ہے ذیل میں دیئے گئے مختلف طریقوں سے ہم اپنے باغات کو کسی حد تک کہر کے مضرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

حائلی تدابیر

- 1۔ کہر پڑنے کا صحیح اندازہ موئی حالات سے لگایا جاسکتا ہے مثلاً جب مطلع صاف ہو دن کے وقت خٹھڈی ہوا چل رہی ہو آسان پر بادل نہ ہوں اور رات کے وقت ہوا بند ہو جائے تو اس رات کہر پڑنے کا بہت امکان ہوتا ہے اس کے بر عکس اگر مطلع اب آلوہ ہو اور ہوا چل رہی ہو تو کہر کا امکان بہت کم ہوتا ہے ان چیزوں کو دیکھ کر والی رات باغ میں دھواں کرنے سے (Smudging) باغ اس کے اثر سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے کیونکہ باغ کے اوپر دھوکیں کی ایک تہہ بن جاتی ہے جو پودوں کو کہر سے محفوظ رکھتی ہے۔
- 2۔ کہر کے ایام میں پودوں کی آپاشی کر دی جائے جس سے درجہ حرارت نقطہ انجما دے نہیں گرتا اور پودے اس کے مضرات سے محفوظ رہتے ہیں۔
- 3۔ چھوٹے پودوں کو کہر سے بچانے کے لیے انہیں پرالی سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ ڈھانپتے وقت یہ ایقیاط کرنی چاہیے کہ دن کے وقت پودے کو دھوپ بھی لگے۔ اس مقصد کے لیے پودوں کو مشرق کی جانب سے نگاہ رکھا جاتا ہے اور دوسری طرف سے سرکنڈے وغیرہ سے تیار کیا گیا چھپر پودے کو کہر کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔
- 4۔ بڑے پودوں کے تنوں کے گرد تالاٹ یا پرالی وغیرہ لپیٹ دی جاتی ہے اس سے بھی پودے کافی حد تک سردی کے اثر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔
- 5۔ باغ کے ارد گرد ہوا توڑ بڑیں لگانے سے صرف باغ تیز آندھیوں کے اثر سے محفوظ رہتا ہے بلکہ کہر سے بھی کافی حد تک پچاؤ ہو جاتا ہے اس مقصد کے لیے جامن کے پودے زیادہ مفید رہتے ہیں کیونکہ جامن کے پودوں سے سردیوں میں بھی پتے نہیں جھپڑتے اس لیے یہ ہوا کے گزر نے میں رکاوٹ بننے ہیں اس کے علاوہ یہری بھی اس مقصد کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے۔
- 6۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ کہر کا اثر زیادہ تر کمزور پودوں پر زیادہ ہوتا ہے تند رست پودے اسکے اثر سے کافی حد تک محفوظ رہتے ہیں اس لیے باغ کی مناسب بگہد اشت سے پودوں کو صحت مندا اور تو انرا کھا جائے تاکہ کہر کے برے اثرات سے محفوظ رہیں۔

شدید گرمی سے پودوں کو نقصان

کہر کی طرح شدید گرمی بھی پودوں کے لیے نقصان دہ ہے تیز دھوپ سے تنے کا چھلاکا پھٹ جاتا ہے اور لمبے چھلکوں کی صورت میں اترنے لگتا ہے تیز

دھوپ سے پھل کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے آم کا پھل دھوپ کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے پھل کا وہ حصہ جس پر برادہ راست سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں خنک ہو کر سیاہ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ پھل کی شکل اور کوئی خراب ہو جاتی ہے ترشادہ چلوں میں اسکا اثر نگترے اور کنور ہوتا ہے پھل کے اس حصے کی جس پر سورج کی شعاعیں برادہ راست پڑتی ہیں بڑھوٹری رک جاتی ہے اور دوسرا حصوں کی بڑھوٹری جاری رہتی ہے جسکے نتیجے میں پھل بدشکل ہو جاتا ہے۔

زیادہ گرمی کے دنوں میں پودے کے مختلف حصوں سے پانی کے اخراج کی شرح بہت بڑھ جاتی ہے اگر اس وقت پودوں کی مناسب آپاشی نہ کی جائے تو پودے مر جاتے ہیں اگر اس وقت پودے کو پھل لگا ہوا ہوتا ہے پھل چھوٹا رہ جاتا ہے اور بہت سا پھل لکنے سے پہلے ہی جھٹر جاتا ہے اور پیداوار میں خاصی کی واقع ہو جاتی ہے ان باتوں کے پیش نظر پھلدار پودوں کو تیز دھوپ سے بچانے کی اشہد ضرورت ہے۔

حفاظتی تدابیر

- 1- کہر کی طرح گرمی کا اثر بھی زیادہ تر کمزور پودوں پر ہوتا ہے اس لیے پودوں کی مناسب نگہداشت کی جائے ان کو مناسب کھاد دی جائے اور بر وقت آپاشی کی جائے پودوں کو کمیٹے اور بیماریوں کے حملے سے بچایا جائے تاکہ پودے صحت منداور توانا ہوں اس طرح پودوں پر گرمی کا اثر کم ہو گا۔
- 2- چھوٹے پودوں کو جنوب مغرب کی طرف سے سرکنڈے سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ سورج کی برادہ راست شعاعوں سے حفظ ہوں۔
- 3- پودوں کی مناسب شاخ تراشی کی جائے شاخ تراشی پودے کے اندر کی جانب زیادہ کرنی چاہیے تاکہ زیادہ پھل پودے کی اندر وہی طرف لگے اور دھوپ کے اثر سے محفوظ رہے۔
- 4- گرمی کے موسم میں باغات کو قوڑے و قنے سے پانی دیتے رہیں عام طور پر گرمیوں کے دنوں میں ہفتہ و آپاشی کی سفارش کی جاتی ہے۔
- 5- پودوں کے تنوں کے گرد سفیدی کرنے سے پودے کافی حد تک گرمی کے اثر سے محفوظ رہتے ہیں گرمیوں میں دو مرتبہ پودوں کو سفیدی کر دینا چاہیے۔ یہ طریقہ بہت موثر ثابت ہوا ہے۔
- 6- باغات میں دوسری فصلیں کاشت کرنے سے بھی پودوں پر گرمی کا اثر کم ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے چلی دار فصلوں کا انتخاب کیا جائے۔ باغات میں بزریوں کی کاشت انتہائی موزوں ہے۔



اہم پھلدار پودوں کی کاشت آم

آم کو چھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس میں حیا تین (الف) اور (ج) کشید مقدار میں پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ دیگر اجزاء کی بھی مناسب مقدار پائی جاتی ہے۔ آم ذات کے اعتبار سے بھی دوسرا چھلوں میں ممتاز مقام رکھتا ہے پاکستانی آم ذات کے اور معیار کی بناء پر پوری دنیا میں مشہور ہیں پاکستان میں صوبہ پنجاب کو آم کی کاشت اور پیداوار کے لحاظ سے ایک خاص مقام حاصل ہے پنجاب میں اسکی کاشت زیادہ تر ملتان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور رحیم یار خان ڈویشن میں کی جاتی ہے۔

آب و ہوا

آم سطح سمندر سے 280 میٹر کی بلندی سے لیکر 950 میٹر کی بلندی تک کاشت کیا جاتا ہے مگر زیادہ سردی نقصان دہ ہے۔ آم اگرچہ گرم مرطوب استوائی خطوط کا پھل ہے جہاں بارشیں سارا سال ہوتی رہتی ہیں مگر ایسے علاقے میں پیداوار کم ہوتی ہے اور پھل کی خاصیت بھی اچھی نہیں رہتی۔ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ گرم خشک علاقوں میں اگائے گئے آموں کی خاصیت بہت بہتر ہوتی ہے مگر ایسے علاقوں میں گرمیوں میں اور سردیوں میں کہر سے نو عمر پودوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے پھول آنے کے وقت بارش، بادل، تیز ہوا، دھنڈا یا خراب موسم آم کے لیے مضر ہے۔

زمین کا انتخاب

آم کے باغ کے لیے گہری میراز میں جس میں پانی کا انکاس بہتر ہوا چھی تصور کی جاتی ہے ڈیڑھ میٹر گہرائی تک رہت، لکر یا سخت تہہ نہیں ہونی چاہیے ریتیلی اور کلراٹھی زمینوں کے علاوہ باقی زمینوں پر آم کی کاشت کی جاسکتی ہے۔

آم کے باغ کی داعیٰ میں

آم کو کھیت میں لگانے سے پہلے زمین کی اچھی طرح تیاری بہت ضروری ہے۔ زمین کو ہمارا کرنے کے بعد اگر دیسی کھاد میسر ہو تو اس میں یہ کھاد اچھی طرح ڈال دیں اور پانچ چھوٹے فیل چلا کر اور سہا گہری کھلا چھوٹ دیا جائے۔ آم عموماً مرتع طریقے سے لگایا جاتا ہے جس میں پودے سے پودے اور قطار سے قطار کا فاصلہ برابر ہوتا ہے۔ چھوٹے تدارکم پھیلاؤ والی اقسام 9.5 میٹر کے فاصلہ پر لگائی جائیں جبکہ زیادہ قدر اور زیادہ پھیلاؤ والی اقسام 12 میٹر کے فاصلے پر لگائی جائیں۔ روایتی طریقے پر باغات کی کاشت کے لیے آم کی مختلف اقسام کا درمیانی فاصلہ اور ایک ایکٹ پودوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام قسم	پودے سے پودے کا فاصلہ	پودوں کی تعداد
انور ٹول، دسہری اور سنیش	9.5 میٹر	32
لٹکڑا، شمر، بہشت چونس، سندھڑی اور فجری	12.5 میٹر	25

آج کل فی ایکٹ پودوں کی تعداد زیادہ لگانے کا رجحان ہے۔ ایک ایکٹ میں 60 تک پودے بھی لگائے جا رہے ہیں۔

گڑھ کھو دنا اور بھرنا

پودوں کی نشاندہی کرنے کے بعد جہاں پودا لگانا ہو وہاں 1X1X1 میٹر سائز کا گڑھ کھو دا جائے۔ گڑھ کھو دتے وقت اور پر 30 سم کی مٹی ایک طرف رکھیں اور نیچے 60 سم مٹی الگ رکھیں۔

گڑھ اس پندرہ دن کھلا کر جائے تاکہ ہوا اور دھوپ کے اثر سے مضمون کے جراحتیں مرجائیں اس کے بعد ایک حصہ اور پر کی 30 سم مٹی ایک حصہ بھل اور

ایک حصہ گور کی گلی سڑی کھاد ملا کر گڑھا بھر دیں خیال رہے کہ گڑھا بھرتے وقت ارد گرد کی زمین سے گڑھے کی سطح تھوڑی تی اوپر رہے تاکہ پانی لگانے کے بعد مٹی نیچے بیٹھنے کی صورت میں مزید مٹی نہ ڈالنی پڑے۔

پودے لگانا

وتر آجائے پر پودے کی گاچی کے برابر گڑھا کھود کر پودے لگادیں اور ارد گرد کی مٹی اچھی طرح دبادیں مگر خیال رہے کہ پودے کے ارد گرد مٹی دباتے وقت پودے کی گاچی ہرگز نہ ٹوٹے۔ پودا لگانے کے فوراً بعد پانی لگادیا جائیے۔ آم کے پودے موسم خزاں اور بہار دونوں موسموں میں لگائے جاسکتے ہیں گر موسوم بہار میں تبدیل کئے گئے پودے کم مرتے ہیں اور یہی موسم ہتر خیال کیا جاتا ہے۔ آم کے باغ میں کوئی اور پودا نہ لگایا جائے وہ اس لیے کہ مختلف چلوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں اس طرح کاشتی عوام میں وقت پیش آتی ہے البتہ پہلے چند سالوں تک سبزیاں کاشت کی جاسکتی ہیں۔

افراہیں نسل

آم کے پودے کی افزائش زیادہ تر بذریعہ گنجلی بغل گیر یوند، ٹی بڈنگ، ونیر کرافنگ اور ٹی کرافنگ سے کی جاتی ہے۔ گنجلی سے تیار کئے گئے پودے صحیح لسل نہیں ہوتے اور دیر سے پھل لاتے ہیں۔ پھل کی کواٹی بھی اچھی نہیں ہوتی چنانچہ گنجلی کا استعمال صرف روٹ شاک تیار کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

آم کے باغات کی آپاشی

وقت	مہینہ	آپاشی	کیفیت
1- پھول نکلنے وقت	فروری مارچ	بہت کم پانی میں ایک بار	اس طرح زیادہ پھول بننے ہیں
2- پھول بننے پر	اپریل سے آخر جون	خوب آپاشی میں 1-2 بار آخر جون کم از کم تین بار	ا۔ پھل جلد تیار ہوتا ہے۔ ا۔ پھل کم گرتا ہے
3- موسم بررسات	جولائی اگست	میں ایک دوبار پارشوں میں نہیں	پودوں کی بڑھتی اور نئی شاخوں کے نکلے میں مددویتی ہے
4- موسم خزاں	ستمبر، اکتوبر	کم آپاشی میں ایک بار	کم آپاشی اگلے سال کے لیے پھول بننے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔
5- موسم سرما	نومبر، دسمبر اور جنوری	کم آپاشی مگر کہر پڑنے کی صورت میں ضرور آپاشی کریں	کہر کے اثرات سے پودے کافی حد تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔

آم کے پودوں کی غذائی ضروریات

(الف) پھل آنے سے قبل آم کے پودے کے لیے کھادوں کی سالانہ ضروریات

عمر پودا	گور کی کھاد (کلوگرام)	یوریا (کلوگرام)	پارا (کلوگرام)	امونیم سلفیٹ (کلوگرام فی پودا)
پہلا سال	---	---	---	---
دوسرے سال	10-15	0.25	---	0.50

چالوں کی کاشت

0.25		0.35	15-20	تمہرے سال
1.00		0.50	15-20	چوتھا سال
1.50		0.75	20-25	پانچواں سال

نوت: گوبر کی تازہ کھاد ہر گز استعمال نہ کریں تاکہ دیمک کے مکنہ حملے سے بچا جاسکے۔

(ب) بار آور پودوں کے لیے کھادوں کی سالانہ ضرورت (کلوگرام)

پودے کی عمر	گوبر کی کھاد	بیور یا	سنگل سپر فسفیٹ	پونٹ ایم سلفیٹ
6-7 سال	30-40	1.00-1.50	1.00	0.75
8-10 سال	60	2.00-2.75	2.50	1.00
10-14 سال	80	3.00	6.00	2.00
14 سال سے زائد	120	4.00	8.00	3.00

آم کے پودوں کا موسم سرمایکے برے اثرات سے بچاؤ

سخت سردی اور سخت گری دونوں موسم آم کے پودے کے لیے نقصان دہ ہیں۔ پودے سخت گری تو کسی حد تک برداشت کر لیتے ہیں بشرطیکہ پانی کی کمی نہ آنے دی جائے مگر سخت سردی برداشت نہیں کر سکتے اگر پھول آنے کے وقت اچانک موسم سرد ہو جائے تو اکثر پھول سوکھ جاتے ہیں آم کے پودوں کو سخت سردی سے بچانے کے لیے درج ذیل طریقہ استعمال کرنے چاہئیں۔

نمری کا بچاؤ

- جولائی اگست میں مناسب فاصلے پر جنتراشت کریں۔
- پودوں کو سر کنڈا، پرالی یا پولی ٹھیسین سے ڈھانپ دیں۔
- کھروالی راتوں میں پانی لگادیں اور روز آنے پر گوڑی کر دیں۔

برے پودوں کا تحفظ

- کھروالی راتوں میں گھاس پھوس جلا کر باغ میں دھواں کر دیں۔
- کھر کی متوج راتوں میں آپاشی کریں۔
- نومبر میں پودوں کے نتوں کے گرد پونا اور نیلا ٹھوچمالا کر سفیدی کریں۔
- نومبر میں پودوں کے نتوں کے گرد پٹ سن کی بوری وغیرہ پیش دی جائے۔
- باغ کے ارد گرد سدا بہار پودوں کی باڑ گائیں۔
- آپاشی کے بعد گوڑی کریں تاکہ کثی محفوظ رہنے کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت زیادہ نہ گرے۔
- اگلیں اقسام باغ کے اندر کی طرف اور پہنچتی اقسام بہر کی طرف لگائیں۔
- برے اثرات کے مقابلے کے لیے پودوں کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ اسکے لیے پودوں کی مناسب گھبراشت کریں۔
- کھر سے متاثرہ پودوں کی خشک شاخیں کاٹ دیں اور ان پر بورڈ و پیسٹ لگادیں۔

آم کی مشہور اقسام

مالدہ

یا ایک اگیت قسم ہے اس کا پھل جوں کے شروع میں پک جاتا ہے سائز درمیانہ ہے اس کا چھکلا سبز ہوتا ہے جس کے اوپر زرد ہے ہوتے ہیں۔ گودے کا رنگ سرخی مائل زرد، ریشم کم خوبصوردار، ذائقہ میٹھا، کواٹی عمدہ، گھٹلی موٹی، پیداوار تقریباً 80 کلوگرام فی پودا ہے۔

لکڑوا

یہ درمیانے موسم میں پکنے والی قسم ہے اس کا پھل آخر جوں سے وسط جولائی تک پک جاتا ہے پھل کا سائز درمیانہ چھکلا سبز اور بلکا پیلا، گودے کا رنگ سرخی مائل زرد، ریشم کم، جلد گھلنے والا، رس دار، گھٹلی پتلی اور چھوٹی پیداوار 110 کلوگرام فی درخت ہے۔

دہبری

یہ درمیانی قسم ہے اس کا پھل آخر جوں سے وسط جولائی تک پک جاتا ہے۔ سائز درمیانہ، چھکلے کا رنگ زرد، گودے کا رنگ گہرا زرد، ریشم کم، خستہ خوبصوردار، بے حد شیریں، بہترین کواٹی، گھٹلی پتلی اور چھوٹی، اوسط پیداوار 60 کلوگرام فی درخت ہے۔

انورڑول

یہ بھی درمیانی قسم ہے اس کا پھل شروع جولائی سے وسط جولائی پک جاتا ہے پھل کا سائز چھوٹا، چھکلے کا رنگ سبزی مائل زرد، گودا سرخی مائل زرد بغیر ریشم کے خوبصوردار، شیریں، گھٹلی موٹی اوسط پیداوار 50 کلوگرام فی درخت ہے۔

سندرہزی

سندرہ میں یہ درمیانی قسم ہے جبکہ پنجاب میں یہ قسم اگیت ہے پھل جولائی کے آخر سے وسط اگست تک پکتا ہے سائز بڑا چھکلے اور گودے کا رنگ گہرا زرد، گھٹلی درمیانی، گودا زیادہ، کواٹی عمدہ، پیداوار 260 کلوگرام فی درخت ہے۔

ثمرہ بہشت (چونسہ)

یا ایک درمیانی قسم ہے۔ پھل جولائی کے آخر سے وسط اگست تک پکتا ہے سائز درمیانے سے بڑا، کواٹی نہایت ہی عمدہ، پیداوار 110 کلوگرام فی درخت ہے۔

نجری

یہ بھی پچھیت قسم ہے۔ پھل اگست کے آخر میں پکتا ہے پھل کا سائز بڑا ہوتا ہے، چھکلا سبزی مائل، گودا زدی مائل سرخ کم میٹھا مگر کافی رس دار، کواٹی درمیانہ اوسط پیداوار 120 کلوگرام فی درخت ہے۔

سینیشیش

یہ بھی پچھیت قسم ہے پھل اگست کے آخر میں پکنا شروع ہوتا ہے اور اس کو تمبر کے آخر تک درختوں پر رکھا جاسکتا ہے پھل کا سائز درمیانہ، چھکلے کا رنگ سرخی مائل جامنی، گودے کا رنگ زرد، ریشم کم، گھٹلی کا سائز بڑا، کواٹی درمیانہ، حکم سے تجارتی پیمانے پر کاشت کرنے کی سفارش نہیں کرتا کیونکہ ایک تو اس پر فروٹ فلائی کا حملہ زیادہ ہوتا ہے دوسرا بے قاعدہ مر آوری کا راجحان اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ پھل کی کواٹی بھی زیادہ اچھی نہیں ہوتی۔

سفید چنسہ

یا ایک پچھتی قسم ہے جو کہ برآمد کے لیے بہت ہی موزوں اور منافع بخش ہے۔ وسط اگست سے ستمبر تک چھل کی برداشت ہوتی ہے اور چھل کو درخت پر زیادہ دیر سے روک رکھنے کی صلاحیت ہے۔ پچھلے چند سالوں میں چند دیگر اقسام مثلاً پچھتی سندھڑی، رٹے والا وغیرہ بھی مقبولیت حاصل کر رہی ہیں۔

آم کی بیماریاں اور ان کا انسداد

سفید چھوندی

اس کے لیے چھوٹوں کے موسم میں سازگار حالات، زیادہ نرمی اور زیادہ درجہ حرارت ہیں، اگر بارش کے بعد موسم خشک رہے تو یہ بیماری تمیزی سے پھیلتی ہے بیماری کی صورت میں پتوں، چھوٹوں اور چھل پر سفید رنگ کے دھبے بن جاتے ہیں۔ چھوٹوں پر حملہ کی صورت میں چھوٹوں اور چھل گر جاتے ہیں۔

مدارک

جب 20 سے 30 فیصد چھوٹوں آجائیں تو ناپس انیم یا بیبلیٹ کا پسپر کریں اور اس کے بعد دوپرے 15 دن کے وقت سے کریں۔

آم کا سواک

اس کے لیے سازگار حالات زیادہ نرمی اور زیادہ درجہ حرارت ہیں۔ اس بیماری میں پتوں کے اوپر والے حصے پر پتے کے کنارے پر یا کسی بھی درمیانے حصے پر چھوڑے رنگ کے بے شکل دھبے بن جاتے ہیں اور پتا سوکھ جاتا ہے چھل پر ڈھمل کے قریب سیاہ رنگ کے بے شکل دھبے بن جاتے ہیں جو چھل کے اندر گھٹکی تک پہنچ جاتے ہیں۔

اسکے انسداد کے لیے متاثر ہو چکے اور شاخوں کو کاٹ کر جلا دیں یا دبادیں۔ پچھوندی کش دوائی ناپس انیم کا سپر کریں۔

آم کا بٹور

آم کی بیماریوں میں سب سے زیادہ خطرناک آم کا بٹور ہے۔ یہ بیماری ابھی تک لاعلاج شمار ہوتی رہی ہے۔ چند سالوں سے یہ بیماری آم کی صفت کے لیے کافی نقصان کا باعث بن گئی ہے اور روز بروز بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس بیماری کی علامات یہ ہیں کہ بور کے سٹوں کی ساخت خراب ہو جاتی ہے اور چھلداری ایک بڑی مخروط نما کچھ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ مخروطی کچھ بعد میں سیاہ ہو کر آم کے بیٹوں پر کافی عرصہ تک لٹکتے رہتے ہیں۔ بعض حالات میں ان چھوٹے مخروطوں میں سبز پتیاں بھی ملی ہوتی ہیں ان میں چھل بالکل نہیں بنتا علاوہ اسیں یہ غلط ساختہ چھلداریاں دیگر ضرر رسان حشرات کے قیام کے لیے مثالی پناہ گاہ مہینا کرتی ہیں۔ پاکستان میں آم کے باغوں کا سروے کرنے سے معلوم ہوا کہ جہاں کہیں بھی آم کے باغ ہیں اس بیماری کا حملہ دیکھنے میں آیا ہے وہاں آم کی قسم لٹگڑا، سندھڑی اور نیلم میں اس بیماری کا حملہ کم پایا گیا ہے جبکہ سرہشت، گلاب خاص، سہارنی، فجری، انور روں اور دہبری زیادہ متاثر پائی گئی ہیں۔ بعض گلگھتی آموں میں بیماری 90 سے لے کر 100 فیصد تک، کبھی گئی ہے گر 40 سے 50 فیصد تک تو یہ عام باغات میں دیکھی گئی ہے۔ پاکستان، مصر اور انڈیا میں کئی ماہرین نے بٹور کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کو اس میں کوئی خاص کامیاب حاصل نہ ہوئی ہے۔ کچھ محققین نے مائٹ کو اس کا ذمہ دار تھا لیکن محققین کے ایک دوسرے گروہ نے اس خیال کو درکردیا اور انکشاف کیا کہ یہ بیماری واڑس سے پھیلتی ہے البتہ اس واڑس کو مائٹ یا کوئی اور کیڑا اپھیلا سکتا ہے ماہرین امراض کے ایک دوسرے گروہ نے اس واڑس کو مائٹ والے نظریہ سے اتفاق کیا کیونکہ ان کی نظر میں یہ بیماری نہ تو پچھوندی سے پھیلتی ہے اور نہ ہی بیکٹیریا سے ایک اور ماہر نے اس نظریہ سے اختلاف کیا اور انکشاف کیا کہ یہ بیماری ماگکو پلازا ما (Mycoplasma) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے ایک زرعی ماہر کے مطابق آم کا بٹور متعدد اقسام کے نظریہ (Fungus) سے بنتا ہے ایک قسم کی نظریہ آم کے درخت کی جڑوں کے اردوگرد ہوتی ہے اور دوسری قسم کی نظریہ ہوا سے پتوں اور بور پر حملہ آور ہوتی ہے۔ یہ دونوں مل کر بٹور پیدا کرتی ہیں اگر جڑوں کے

گردو نواح والی فطر یہ کوڑا نکلو پاک اور اسپر گوناگی مرکبات کو نندم کے بھوسے کے ساتھ ملا کر پودے کے پھیلاؤ کے نیچے جڑوں میں گہری گوڑی کر کے ملا دیا جائے تو بُور کم بنتا ہے۔ اگر یہ عمل ایک باغ میں کردیا جائے اور دوسرے نزدیکی باغ میں نہ کیا جائے تو بھی حملہ دیکھنے میں آتا ہے اس لیے انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ اگر بہت سے باغبان مل کر اپنے باغوں میں بیک وقت یہ عمل کریں تو کسی حد تک اس بیماری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عناصر صفری خصوصاً زنک کا پار بوران کی کمی سے یہ بیماری پھیلتی ہے بعد میں اس نظریہ کو بھی روکر دیا گیا۔ تاہم بُور شدہ شاخوں اور تدرست پھلدار پودوں کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوا کہ بُور شدہ شاخوں میں کاربوبہائیڈریٹ زیادہ اور ناٹروجنی مادہ کم تھا تدرست پھلدار پودوں میں کاربوبہائیڈریٹ کم اور ناٹروجنی مادہ زیادہ دیکھا گیا ہے۔ غیر متوازن کاربوبہائیڈریٹ زیادہ اور ناٹروجنی مادہ اس بیماری کا موجب تنبیہ خہرا یا جاسکتا۔ مگر اس بیماری کی نامعلوم علت پر اثر انداز ضرور ہوتے ہیں، بُور شدہ پھلداری اور تدرست پھلداری کی فارماوجی سٹڈی سے معلوم ہوا کہ بُور شدہ پھلداری میں ز پھلوں کی تعداد 99 فیصد زیادہ تھی جب کہ تدرست پھلداری میں کم بُور شدہ پھلداری کی لمبائی بھی تدرست پھلداری کی نسبت کم تھی اسی طرح بُور شدہ پھلداری میں چھوٹی شاخوں کی تعداد بھی بُور شدہ پھلداری میں تدرست کی نسبت زیادہ تھی اس طرح ان دونوں پھلداریوں میں واضح فرق پایا گیا مگر ان کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

ماہرین اشار کے مشاہدے میں آیا ہے کہ یہ بیماری زیادہ پرانے باغات خصوصاً ایسے باغات میں جن کی دلیل بھال اچھی طرح نہیں کی جاتی ان پر اس کا حملہ زیادہ ہوتا ہے جہاں نرسی کافی سالوں سے لگی ہوئی ہے وہاں بھی اس بیماری کا حملہ پھوٹے پودوں پر بھی دیکھنے میں آیا ہے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ صرف پھلداری کا بُور نہیں بنتا بلکہ پتوں والے شاخوں نے بھی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں صحیح پتوں کی بجائے، چھوٹی چھوٹی پیتاں گھوٹوں کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں جو بعد ازاں آہستہ آہستہ خنک ہو کرخت ہو جاتی ہیں۔

اہمیتی تداہیر اختیار کر کے اس مسئلے پر کسی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

- 1- جیسے ہی بُور شدہ پھلداری نظر آئے اس فوراً کاٹ کر جلا دیا جائے یا ز میں میں گہرا دیا جائے۔
- 2- پینڈ کاری میں یا اختیاط برتنی جائے کہ پینڈ کاری والی لکڑی بالکل تدرست درخت سے لی جائے۔
- 3- پودوں کی صحیح نشوونما کے لیے محلہ زراعت کے سفارش کردہ کاشتی عوامل پر تھیت سے عمل کیا جائے۔

آم کا ایمبل

اس کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ بڑی قسم کے بالغ نر و طی شکل کے اور میا لے زردر رنگ کے جبکہ چھوٹی قسم کے بچے زردوی مائل رنگ کے ہوتے ہیں اور زیادہ چست ہوتے ہیں بالغ اور بچے دونوں آم کے پتوں، نرم ٹہنیوں اور بور سے رس چوتے ہیں اور لیس دار مادہ خارج کرتے ہیں جس سے پتوں میں خوراک بننے کا عمل متاثر ہوتا ہے اس کیڑے کی سال میں دو ففعل کشی ہوتی ہے پہلی فروری مارچ اور دوسری اگست ستمبر میں۔

انداد

- 1- گھنے باغات سے فالتو پودے نکال دیں۔
- 2- درختوں کی کاٹ چھانٹ کرتے رہیں تاکہ سورج کی روشنی اور ہوا اچھی طرح گزر سکے۔
- 3- حملے کی صورت میں درج ذیل زہروں میں سے کسی ایک کا سپرے کریں۔

(i) تھائیڈ ان

(ii) سپر اسائید

(iii) میٹا سٹاکس

(iv) میتھا کل پیر تھیان

آم کی گدھیڑی

یہ کیڑا آم کو بہت نقصان پہنچاتا ہے اس کا جسم چیٹا اور سفید سفوف سے ڈھکا ہوتا ہے۔ یہ کیڑا پودوں پر سے رینگتا ہوا ان کے سروں کی شاخوں پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ پودوں سے رس چوتا ہے جس کے نتیجے میں پودے کمزور ہو جاتے ہیں اور پھل کی پیداوار میں بہت کمی آ جاتی ہے یہ کیڑا ایک لیس دار مادہ بھی خارج کرتا ہے جس پر سیاہ پھونڈی حملہ ہو جاتا ہے جس سے پتوں میں ضایا تالیف کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

اسداد

آم کی گدھیڑی کو تلف کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کے جاسکتے ہیں۔

انڈوں کو تلف کرنا

آم کے پودوں کی گہری گوڑی کرنے سے انڈے زمین کی سطح پر آ جاتے ہیں اور وہ خود بخوبی اثرات سے تلف ہو جاتے ہیں پرندے بھی ان انڈوں کو تلف کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

پودوں کے تلوں پر زکاوٹی بندگانا

گدھیڑی کو پودوں پر چڑھنے سے روکنے کے لیے تلوں کے گرد مختلف اقسام کے بندگانے جاتے ہیں۔ یہ بند عموماً سطح زمین سے تقریباً ایک میٹر کی بلندی پر لگائے جاتے ہیں بندگانے کے لیے دببر کا آخری ہفتہ میوزوں ہے عام طور پر دو قسم کے بند استعمال کیتے جاتے ہیں۔

بھٹنے والے بند

اس مقصد کے لیے عموماً پولی تھین کافنڈ کی تقریباً 15-10 سم چوٹی پٹی استعمال کی جاتی ہے اس پٹی کو میخوں کے ساتھ تلوں کے اوپر اچھی طرح لگادیا جاتا ہے اسکی سطح پر نکہ بہت ملائم ہوتی ہے اس لیے یہ کیڑا اس سے پھسل جاتا ہے اور پودے کے اوپر چڑھنیں پاتا پودوں کو گدھیڑی سے بچانے کے لیے بہت ہی سادہ اور کم خرچ طریقہ ہے۔

چپکانے والے بند

اس مقصد کے لیے چپکانے والی چیز کا 10-8 سم چوڑا بندتنے کے گرد لگایا جاتا ہے گرد بند پر پہنچتی ہے تو اس سے چپک جاتی ہے گرد و غبار پڑنے سے اس بند کی افادیت ختم ہوتی ہے اس بند میں شیرہ یا تار کوں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے انکے علاوہ گندابیر و زہ اور انڈ کا تیل، ہم وزن لیکر گرم کرنے سے ایک لیس دار مادہ بن جاتا ہے جو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے ان سب میں اسٹیکو (Ostico) بہت اچھا ثابت ہوا ہے۔

پودوں پر دوائی چھڑکانا

اگر گدھیڑی پودوں پر چڑھ جائے تو اس کو تلف کرنے کے لیے میلا تھیان یا تھائیون بجسا سب 45 لیٹر پانی میں ملا کر 10-15 دن کے وقتے سے 2-3 سپرے کریں۔

آم کے پھل کی کھیاں

یہ عام طور پر دو قسم کی ہوتی ہیں دونوں اقسام کا رنگ بھورا ہوتا ہے ایک قسم کی کمی کی گردان پر لمبے زرد رنگ کی دو لکیریں ہوتی ہیں جبکہ دوسرا قسم کی کمی پر یہ لکیریں نظر نہیں آتیں۔ ان کمیوں کی سندیاں پھل کے اندر گودا کھار نشوونما پاتی ہیں جس سے پھل گل سڑ جاتا ہے اور استعمال کے قابل نہیں رہتا۔ ان کی افزائش و سط مارچ سے ماہ اکتوبر نومبر تک جاری رہتی ہے ایک سال میں اس کی سات نسلیں ہوتی ہیں۔

اندراو

- 1۔ حملہ شدہ گلے سڑے پھل اکٹھا کر کے زمین میں دبادیں۔
- 2۔ درختوں کی مناسب کاث چھانٹ کریں۔
- 3۔ باغات کو جڑی بوٹیوں سے پاک رکھیں۔
- 4۔ حملہ شدہ درختوں کے نیچے بار بار گوڑی کریں یا بل چلاں میں تاکہ زمین میں موجود کوئے تنفس ہو جائیں۔
- 5۔ باغات میں جنسی پھندے لگائیں۔ زنگھی کے لیے میتها کل یو جینال استعمال کریں۔ مادہ کے لیے پروٹین ہائیڈرولائیکسٹ پتوں پر سپرے کریں۔
- 6۔ حملے کی صورت میں درج ذیل ادویات کا سپرے کریں۔

☆ ڈپریکس ☆ میلاتھیان

آم کا سکیل

مادہ سکیل گول ہوتی ہے اس کا جسم موی اور چکلے سے ڈھکا ہوتا ہے زسکیل مادہ کی نسبت چھوٹا ہوتا ہے یہ درختوں، پتوں اور نرم ٹھیکیوں پر حملہ کرتے ہیں اور زیادہ حملے کی صورت میں پتے خشک ہو جاتے ہیں اور پودا کمزور ہو جاتا ہے اس کیڑے کا دوران زندگی 31 تا 35 دن میں مکمل ہو جاتا ہے اور اسکی سال میں تقریباً 10 نسلیں پر وان چڑھتی ہیں۔

اندراو

- 1۔ حملہ شدہ شاخوں اور پتوں کو درختوں سے کاٹ کر جلا دیں۔
- 2۔ پودوں کی کاث چھانٹ کریں۔
- 3۔ حملے کی صورت میں وہی زہریں استعمال کریں جو کہ آم کے تسلیکے خلاف استعمال کی جاتی ہیں۔

آم میں بے قاعدہ شر آوری اور اس کا تارک

عام مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ آم کے پودے ہر سال یکساں طور پر بار آور نہیں ہوتے انکو ایک سال پھل کم لگتا ہے اور دوسرا سال زیادہ۔ پھر لگاتا رہو تین سال کم پیداوار دیتے ہیں اور پھر بھر پور پیداوار دیتے ہیں اس سے با غبان حضرات کو کافی نقسان پہنچاتا ہے۔ آم کے پودے پر ایسی شاخیں جن پر اگلے موسم بھار میں پھول آنے ہوں یا نہ آنے ہوں ان کی تقسیم اگست ستمبر میں ہی ہو جاتی ہے آم کے پودوں میں پھول اور نباتاتی بڑھوڑتی والی شاخوں میں ایک تناسب ہوتا ہے اور اگر یہ تناسب خشکگوار حد تک قائم رہے تو پیداوار میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر اس تناسب میں زیادہ فریق آجائے تو ہر دو صورتوں میں با غبان کو نقسان اٹھانا پڑتا ہے۔ آم میں بے قاعدہ شر آوری کی کئی وجہات ہیں مثلاً اگر موسم بھار میں جب پودوں پر پھول آرہے ہوں تو اس وقت بارش یا یاڑا باری یا آنہ گھی کی وجہ سے پھول ضائع ہو جائیں تو اس سال پیداوار میں زبردست کی ہو گی۔ اس سال پودے کی ساری خوراک بنا تاتی بڑھوڑتی پر صرف ہو گی اور اگلے سال پودے بھر پور پیداوار دینے گے۔ اسی طرح اگر کیڑے کلوڑے یا بیماریوں کے شدید حملے کی وجہ سے پھول ضائع ہو جائیں تو پھر بھی یہ صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر موسمی حالات بہت سازگار ہوں تو اس سال پودوں کو خوب پھل لگے گا اور پودوں کی بیشتر خوراک ان پھلوں کو پکانے میں صرف ہو گی نتیجہ اس سال پودے پر نباتاتی بڑھوڑتی بہت کم ہو گی اور اگلے سال بھل بہت کم لگے گا۔ پودوں کی پھول آنے کے وقت اگر آپاٹی کردی جائے تو اس سے بھی نباتاتی بڑھوڑتی زیادہ ہو جاتی ہے جس سے پھول کم لگتے ہیں اسی طرح جڑی بوٹیوں کی تلفی پر عدم تو جی ہی اور کھادوں کا نامناسب استعمال بھی بے قاعدہ شر آوری کا سبب بن سکتے ہیں۔

اگر کسی بھی وجہ سے ایک صورت حال پیدا ہو جائے جس میں پھلوں والی شاخوں اور غیر پھلوں والی شاخوں کا تناسب بگز جائے تو پھلوں والی شاخوں یا

غیر پھولوں والی شاخوں (جو بھی زیادہ ہوں) کو کاٹ کر اس تناسب کو خوشگوار حد تک لایا جائے اس کے علاوہ پودوں کے بھر پور بیداری سال میں پودوں کو اضافی کھاد دی جائے۔ باتا تی بڑھوڑی کی زیادتی کی صورت میں پودوں کے توں میں چھکلے میں کٹ لگانے سے بھی اس مسئلے پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے اسکے علاوہ باغ میں کاشتی عوامل، پودوں کی مناسب آپاشی اور ضررساں کیٹرے اور پباریوں سے بروقت حفاظت بھی بے قاعدہ تر آوری کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

آم کی برداشت و فروخت

آم کی برداشت اس وقت شروع کی جائے جب آم کا پیکا شروع ہو یعنی پھل پکنے کے بعد خود بخود گرنا شروع ہو جائے اس وقت پھل ایک مخصوص سائز کا ہو جاتا ہے اور اس کی رنگت میں بھی تبدیلی آجائی ہے آم کی اگیتی، درمیانی اور پچھتی اقسام کو ان کی برداشت کے موسم کے مطابق توڑنا چاہیے۔ اگیتی اقسام جون کے شروع میں برداشت کے قابل ہو جاتی ہیں درمیانی اقسام آخر جون سے جولائی تک اور پچھتی اقسام آخر جولائی سے اگست تک برداشت کرنی چاہئیں۔ اگیتی اقسام کو دیر سے توڑنے اور پچھتی اقسام کو وقت سے پہلے توڑنے سے پھل کی کواٹی متاثر ہوتی ہے تجربات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ چلول کو وقت سے پہلے توڑنے سے ان میں ترشی زیادہ ہوتی ہے ذائقہ بھی اتنا اچھا نہیں ہوتا اور پھل پر جھریاں پڑ جاتی ہیں اس طرح کا پھل منڈی میں کم داموں فروخت ہوتا ہے۔

پھل توڑتے وقت کافی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے برداشت کے دوران پھل زمین پر نہیں گرنا چاہیے۔ اگر کوئی پھل زمین پر گرجائے تو ان کو دوسرے چلولوں میں نہیں ملانا چاہیے، پھل توڑ کر اس کوڈھیر کی شکل میں نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اسے پھیلا کر سایہ دار جگہ میں رکھیں۔ پھل کو کریٹوں میں بند کرنے سے پہلے اس کی دفعہ بندی کرنی چاہیے۔ ایک کریٹ میں ایک ہی قسم اور ایک ہی سائز کے پھل کو نہ چاہئیں۔ پھل کو کریٹوں میں بند کرتے وقت ان میں خشک گھاس پھوس اور اخباری کاغذ لگانا چاہیے۔ کریٹ میں پھل کی اتنی زیادہ تہیں بھی نہیں رکھنی چاہئیں جس سے یونچے والا پھل بوجھ سے خراب ہونے کا احتمال ہو۔

آم کے باغات کی دیکھ بھال کا سالانہ کیلئے در

جنوری

- ☆ آم کی گدھیڑی کے اندوں کو تلف کرنے کے لیے پودوں کی گہری گوڑی کریں۔
- ☆ گدھیڑی کے خلاف پودوں کے توں کے گرد بندھیں۔
- ☆ اعلیٰ نسل کے پودوں کے حصول کے لیے قابل اعتماد سریوں سے رابطہ کریں۔
- ☆ پودوں کو گہرے سے بچائیں۔

فروری

- ☆ باغ لگانے کے لیے زمین تیار کریں۔
- ☆ سبز کھاد والی فصلوں کو بیل کے ذریعے زمین میں ملا کیں۔
- ☆ آخری ہفتے میں چھوٹے پودوں کو گہرے سے بچاؤ کے لیے لگایا گیا سرکند اوپر ہاتا رہیں۔
- ☆ آخری ہفتے میں پودوں کو کیمیائی کھاد دے کر پانی لگادیں۔

مارچ

چلوں کی کاشت

آم کی گدھیری، تیلہ، سفید پھونڈی اور جھساؤ کے خلاف زہروں کا استعمال کریں۔

نئے پودے اس ماہ کے وسط میں لگانا شروع کریں۔

بڑی بوٹیاں تلف کریں۔

آم کا بٹور مسلسل کاٹتے رہیں۔

بغل گیر یوند اور سائینڈ گرافنگ کا آغاز کریں۔



اپریل

کیڑے مکوڑے اور بیماریوں کیخلاف سپرے جاری رکھیں۔

آپاٹی 15 دن کے وقٹے سے کریں۔

ناشہ، جنی کھاد کی باقی ماندہ متفارڈاں کر پانی لگائیں۔

سبز کھاد کے طور پر استعمال ہونے والی نصلیں کاشت کریں۔

پودوں کے تنوں کو بورڈو پیسٹ لگائیں۔



مئی

پھل کی کمھی کو تلف کرنے کے لیے باغ میں Pheromone پھندے لگائیں۔

باغ گدھیری کو تلف کریں۔

دھوپ سے بچاؤ کے لیے چھوٹے پودوں کو ڈھانپ دیں۔

سات سے دس روز کے وقٹے سے آپاٹی کریں۔



جون

آپاٹی 10-7 روز کے وقٹے سے جاری رکھیں۔

ایقٹی اقسام مثلاً مالدہ وغیرہ کی برداشت کریں۔

نسری تیار کرنے کے لیے گھلیاں لگانے کے لیے زمین تیار کریں۔



جولائی

دریمانی اقسام کی برداشت۔

بارشوں کو مدد نظر کر باغ کو پانی دیں۔

نیاباغ لگانے کے لیے منصوبہ بنندی کریں۔

روٹ ٹاک تیار کرنے کے لیے گھلیاں لگائیں۔



اگست

باغات کو دس دن کے وقٹے سے آپاٹی کریں۔

رس چنسے والے کیڑوں اور بیماری کے خلاف باغات اور نسری پر بہ طابق حالات پرے کریں۔

پھل کی کمھی کے خلاف مناسب سپرے کریں۔



☆ کھٹی کی نسری کے لیے یہ بہترین وقت ہے، صحتنامہ پھل اکٹھا کریں اور نیچے کا ال کراچی طرح پانی سے دھوئیں پھر سائے میں خنک کریں اور خنک ہونے پر بوئیں۔

☆ سبز کھاد کے طور پر جو فصلیں کاشت کی گئی ہیں ان کو زمین کے اندر رہنا وہی کی مدد سے دہادیں۔
☆ اگست کے آخری ہفتے میں کھٹی کی پیوند شروع کی جاسکتی ہے لیکن پیوند کی اونچائی ایک فٹ سے کم نہ ہو۔

ستمبر

☆ نئے پودے لگائیں اور ناخن پھر کریں۔
☆ آم کے سوکے کے خلاف ناپس ان ایم یا ایم اکال کا سپرے کریں۔
☆ بیمار شاخوں کی شاخ تراشی کریں۔
☆ آپاشی روک دیں ضرورت پڑنے پر دو تین ہفتے کے وقٹے سے پانی لگائیں۔
☆ پیوند کاری جاری رکھیں۔

اکتوبر

☆ سبز کھاد کے لیے بریم وغیرہ کاشت کریں۔
☆ باغ میں ہل چلا کیں۔
☆ چھوٹے پودوں میں بزریاں کاشت کریں۔
☆ آپاشی تین ہفتے کے وقٹے سے کریں۔

نومبر

☆ کہر سے بچانے کے لیے چھوٹے پودوں کو سرکندے وغیرہ سے ڈھانپیں۔
☆ چار ہفتوں کے وقٹے سے پانی لگائیں۔

دسمبر

☆ نیاباغ لگانے کے لیے گڑھے کھو دیں۔
☆ پودوں کو گوبر کی گلی سڑی کھادوں لیں۔
☆ پودوں کو کہر سے بچائیں۔
☆ تنے کے گرد جمع گدھیڑی کے انڈوں اوتلف کرنے کے لیے پودوں کی گہری گودی کر کے بی ایچ سی پاؤڈر کا دھوڑا کریں۔

ترشاوہ پھل

پاکستان میں رقبے اور پیداوار کے لحاظ سے ترشاوہ پھل پہلے نمبر پر آتے ہیں ان کا پیشتر رقبہ صوبہ پنجاب میں ہے۔ ترشاوہ باغات سے زیادہ پیداوار لینے کے اعتبار سے برازیل پہلے نمبر پر آتا ہے جبکہ پاکستان دسویں نمبر پر ہے۔ ہمارے ہاں ترشاوہ چلاؤ کی اوسط پیداوار صرف 9.2 ٹن فی ہکٹر ہے جبکہ امریکہ اور برازیل میں فی ہکٹر پیداوار 20 سے 30 ٹن ہے۔ ترشاوہ چلاؤ کی کم پیداواری صلاحیت کے ساتھ ساتھ ہمارے باغات کی تجارتی پیانے پر پھل دینے کی اوسط عمر بھی کم ہے امریکہ میں ترشاوہ باغات 40 تا 50 سال تک، بہترین پیداوار دینے ہیں جبکہ ہمارے ملک میں 15 سے 20 سال کے بعد پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے۔ باغات کی اوسط اور پیداواری صلاحیت میں کمی کی وجہات ہیں جن میں زمین اور پانی کے تجزیے کے بغیر باغات لگانا، باغات کی دیکھ بھال میں عدم توجیہ، کھادوں کا سفارشات کے مطابق استعمال نہ کرنا، باغات میں منوع فصلوں کی کاشت، کیڑوں اور بیماریوں کی نامناسب روک تھام خاص طور پر قبل ذکر ہیں۔ ان تمام وجہات کے باوجود ترشاوہ چلاؤ کی صنعت کا مستقبل روشن ہے کیونکہ ترشاوہ چلاؤ اور انکی مصنوعات کی مشرقی وسطی، جاپان اور دیگر ممالک میں مالگ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دوسرا پیداواری صنعتوں کی طرح ترشاوہ چلاؤ کی صنعت کی بھی باقاعدہ منصوبہ بندی کی جائے اور جدید تقاضوں کے پیش نظر کاشکار بھائی اپنے وسائل کے بہترین استعمال سے فی ہکٹر پیداوار بڑھائیں۔

آب و ہوا

ترشاوہ چلاؤ کی بہترین نشوونما کے لیے کم از کم درجہ حرارت 12.5 ڈگری سینٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 39 ڈگری سینٹی گریڈ ہے لیکن یہ پودے منی 2 ڈگری سینٹی گریڈ سے 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک کا درجہ حرارت برداشت کر لیتے ہیں پنجاب میں سرگودھا، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سگھ، ساہیوال، ملتان، خانیوال اور بہاول پور کے علاقوں میں ترشاوہ چلاؤ کے زیادہ باغات ہیں۔

زمین کی خصوصیات

زیادہ پیداوار کے لیے زرخیز میراز میں جس کی گہرائی کم از کم 2 میٹر ہو سب سے زیادہ موزوں ہے لیکن عام زمینوں سے بھی بہترین گہدراشت کے ساتھ زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ باغات لگانے سے قبل زمین کا باقاعدہ تجزیہ کروانا بہت ضروری ہے۔ ترشاوہ باغات کے لیے زمین کی اساسیت (pH) 8.5 سے کم اور تبادل سوڈیم کا تناوب 15 فیصد کم ہونا چاہیے۔

پانی کی خصوصیات

باغات کے لیے نہری پانی بہترین ہے۔ زیر زمین پانی (ٹیوب ول) کا استعمال میں لانے سے پہلاں کا لیبارٹری میسٹ ضروری ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

☆ کل حل شدہ نمکیات (TSS) 750ppm سے زیادہ نہ ہوں۔

☆ باقی ماندہ سوڈیم کاربونیٹ / 25me 25 سے زیادہ نہ ہو۔

☆ سوڈیم جذب ہونے کا تناوب 8 سے زیادہ نہ ہو۔

زمین کی تیاری اور داع غ میل

باغات لگانے سے قبل زمین کو بالکل ہموار کرنا چاہیے، زمین میں نامیاتی مادے کی مقدار بڑھانے کے لیے اس میں ایک دفعہ بزرگھاد کے طور پر گوارا، جنتروں گیرہ کاشت کریں۔ ترشاوہ چلاؤ کے باغات لگانے کا سب سے کامیاب طریقہ مریخ نما کاشت ہے۔ جس میں پودوں کا فاصلہ برابر ہوتا ہے۔

گڑھوں کی تیاری

باغات لگانے سے کم از کم ایک ماہ پہلے داغ بیل کرنے کے بعد نشان زدہ جگھوں پر ۱۵ ایکٹر کے گڑھے تیار کریں جن کو ۱۰ سے ۱۵ دن تک کھلا چھوڑ دیا جائے تاکہ زمین میں موجود مضر کیڑے مر جائیں اور پھر ان کو ایک حصہ بھل، ایک حصہ گور کی گلی سڑی کھادا اور ایک حصہ گڑھے کے اوپر والی مٹی سے بھر دیں اور کھیت کو پانی لگا دیں۔ گڑھوں میں وتر آنے پر مناسب مقدار میں مٹی ڈال کر انکی سطح باقی کھیت کی سطح کے برابر کر لیں اور نشانہ دہی کے لیے گڑھوں کے درمیان میں سرکنڈ اون گارڈیں۔

پودوں کا انتخاب

پودوں کے انتخاب میں سے اہم فیصلہ قسم کے چناؤ کا ہے اس وقت ترشاہوں کی بہتر اقسام درج ذیل ہیں۔

☆ سنگٹرہ کتو، فیوٹرل ارلی

☆ مالٹا، مسگی، جافا، بلدر ریڈ، پائن ایپل اور ولینیشیا لیٹ۔

☆ گریپ فروٹ، مارش سیڈ لیس، فاسٹر، ڈنکن

☆ لیمن، یوریکا لیمن، نر بن

سنگٹرہ کی نئی اقسام میں نئی میڈر رن، مالٹا میں شکری اور روپی ریڈ قابل ذکر ہیں۔ یہ اقسام اپنی خصوصیات اور پیداواری صلاحیت کی وجہ سے بہت مقبول ہو رہی ہیں۔

پودوں کے چناؤ میں دوسرا اہم چیز یہ ہے کہ یہ کثیرے اور بیماریوں سے پاک ہوں پوچھے ہمیشہ چھوٹی عمر کے اور اونچی پیوند (کم از کم 30 سم) والے خریدیں۔ آخری بات یہ ہے کہ پوچھے کسی باعتقاد نرسری سے خریدیں۔ بہتر ہو گا کہ نرسری خود تیار کی جائے۔

افزاں نسل

ترشاہوں کے پودوں کی افزائش نسل قدرتی طریقہ یعنی بذریعہ بیج اور نباتاتی طریقہ یعنی بذریعہ قلم، داب اور پیوند سے کی جاتی ہے جس کا طریقہ نرسری تیار کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کاغذی لیموں کی افزائش نسل بذریعہ داب کی جاتی ہے۔ مٹھا اور لیمن قلم سے تیار کئے جاتے ہیں جبکہ سنگٹرہ، مالٹا، گریپ فروٹ اور لیمن بذریعہ چشمہ تیار کئے جاتے ہیں۔

پیوند کے ذریعے پوچھے تیار کرنے کے لیے تجھ روت شاک کا استعمال بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بھل دار درخت کی بار آوری اور عمر کا انحصار کافی حد تک روت شاک پر ہوتا ہے۔ ترشاہوں کے چند روت شاک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جی کھٹتی

یہ پودا جلد برھوتری کرتا ہے اور بچلیا وہ میں کافی ہوتا ہے پہنچنے ہلکے سبز رنگ کے اول بموڑے ہوتے ہیں بڑے پتے کے ساتھ والی ماحقہ پیتاں قد و قامت میں چھوٹی ہوتی ہیں بچوں کی پتوں کا رنگ گلابی ہوتا ہے، بھل پکنے پر زرد رنگ کا ہوتا ہے اور بچل کا نچلا سراچوچنچ کی مانند ہوتا ہے بھل کے چھلکے کی موٹائی درمیانہ اور گودے کا رنگ سفیدی مائل ہوتا ہے ایک بچل میں بچوں کی تعداد اوسط چھوٹیں ہوتی ہے یہ روت شاک ترشاہوں خاندان کے بھلواں اور خاص طور پر مالٹا، بلدر ریڈ کے لیے بہت ہی موزوں ہے اس پر پیوند کئے ہوئے پوچھے کافی حد تک شکل سالی اور بیماریوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پوچھے اونچے قد کے ہو جاتے ہیں۔ اس روت شاک میں نقص یہ ہے کہ بھاری زمینوں میں بالکل کامیاب نہیں ہوتا۔

کھڑنا کھٹا

یہ پودا اپنی شکل و شباهت میں جی کھٹتی سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے پتوں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ بڑے پتے کے ساتھ والی چھوٹی پیتاں قد و قامت میں

کھٹی سے بڑی ہوتی ہیں بچوں کی پتوں کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ پھل شکل و شابہت میں موکڑی کے بچوں سے متاثرا ہے۔ پھل کے چکلے کی موٹائی زیادہ ہوتی ہے اس کے پھل کے سرے پر موکڑی کی طرح لمبی چوچی ہوتی ہے گودے کا رنگ مائل کے گودے سے متاثرا ہے ایک پھل میں اوسٹا چھتیں بیج ہوتے ہیں۔ یہ شاک ذخیرے میں بہت جلد بڑھتا ہے اور جلدی پیوند کاری کے قابل ہو جاتا ہے۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ اس روٹ شاک پر مالٹا و بینیشا لیٹ اور گریپ فروٹ مارش سیڈلیس سے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ مالٹا بلدر یڈ اور جاف کے لیے یہ شاک بالکل موزوں نہیں ہے۔

کھٹا

یہ شاک امریکہ میں بہت مستعمل ہے یہ نمدا اور بھاری زمینوں میں کامیاب رہتا ہے لیکن اسکی بڑھوٹری کم ہوتی ہے اس پر پیوند شدہ پودوں کا پھل اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے مگر پاکستان میں صرف پشاور کے علاقہ میں بطور روٹ شاک استعمال ہوتا ہے میدانی علاقوں میں یہ روٹ شاک کامیاب نہیں ہے۔

کھٹی کے بیج کاشت کرنا

بیج کاشت کرنے سے پہلے تمام گھاس اور جڑی بولیاں میں چلا کر تنفس کر لیں۔ جب زمین اچھی طرح تیار ہو جائے تو اس کی کیاریاں بنالنی چاہئیں۔ اس کے بعد کیاریوں میں مناسب پڑیاں جن کی لمبائی عموماً 2 میٹر، چوڑائی 1 میٹر اور اونچائی 15 سے 22 سم ہوتی رکی جاتی ہیں۔ ان پڑیوں پر بیج کو لائنوں میں جن کا آپس میں فاصلہ 8 سم ہو، ایک سم گہر کا شست کرنا چاہیے۔ بیج سے بیج کا فاصلہ تقریباً 2.5 سم ہونا چاہیے۔ جب پڑیوں پر بیج کاشت ہو جائے تو ان کے اوپر بھل یا پھول کی لگلی سڑی کھاد کی ایک تہ بچھا دیں چاہیے۔ پڑیوں پر روزانہ فوارے سے بیج و شام پانی ڈالنا چاہیے۔ احتیاط یہ رکھیں کہ زمین خشک نہ ہونے پائے۔ تقریباً 3 ہفتے بعد بیج اگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب تمام بیج آگئیں تو کھلا پانی دینا چاہیے۔ خیال رکھیں کہ پودا پانی میں ڈوب نہ جائے کیونکہ اس سے پودے مرنے کا احتمال ہوتا ہے۔ وقت فیما پودوں میں سے گھاس اور تمام جڑی بولیاں نکلتے رہنا چاہیے۔ زیادہ گرمی اور سردی ان چھوٹے پودوں کو نقصان پہنچاتی ہے اس لیے کیاریوں میں مناسب فاصلے پر جنت کاشت کر دینا چاہیے۔ زیادہ سردی کے ایام میں بیجی کو سرکند اورغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیے۔

گودام میں رکھنے اور اگاؤ کے متعلق تجربات سے پتہ چلا ہے کہ اگر بیجوں کو 15 دن تک گودام میں رکھا جائے تو 50 فیصد تک اگاؤ کم ہو جاتا ہے۔ تین ماہ کے بعد ان بیجوں کی قوت اگاؤ بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے بیجوں کو بچلوں سے نکالنے کے فوراً بعد ہی کاشت کر دینا چاہیے۔

پودو کو تبدیل کرنا

جب یہ پودے 15 سم قد کے ہو جائیں تو تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں ان پودوں کو ستمبر۔ اکتوبر یا فروری اماریچ میں بلاٹوں میں منتقل کیا جاتا ہے پوکو منتقل کرنے سے پہلے زمین کوہل چلا کر اچھی طرح تیار کر لینا چاہیے۔ پودے کے لیے زمین کی خاصیت عدمہ، باریک اور میرا ہونی چاہیے۔ منتقلی سے قبل زمین میں تین چالیس گلڈے گوبکی لگلی سڑی کھادی ایکڑا ڈانی چاہیے۔ جب زمین تیار ہو جائے تو اس کی کیاریاں بنانے کو ڈوری کی مدد سے لائنوں کے نشان لگانے چاہئیں۔

پودو کو تبدیل کرنے سے پہلے پڑیوں کو پانی دینا چاہیے۔ درجہ بندی کے بعد تمام پودوں کو ہاتھ یا کسٹی کی مدد سے اکھاڑ لینا چاہیے۔ زیادہ کمزور پودوں کو ضائع کر دینا چاہیے۔ قد کے مطابق پودوں کی درجہ بندی کریں۔ درجہ بندی کے مطابق پودوں کو مختلف کیاریوں میں درج ذیل فاصلے پر لگائیں کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے قد کی کھٹی کمزور کھٹی کی نسبت جلد پیوند کے قابل ہو جاتی ہے۔

پودے سے پودے کا فاصلہ (22 سم)

قطار سے قطر کا فاصلہ (60 سے 120 سم)

پودو کو ایک لوہے کے موٹے سوئے کی مدد سے زمین میں سوراخ کر کے لائنوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھیں کی جڑیں سوراخ میں

ٹیکھی نہ ہوں اس کے بعد پودے کے ارد گرد مٹی کو اچھی طرح دبادیا جائے۔ پونٹل کرنے کے فوراً بعد آپاشی کرنی چاہیے۔ وتر آنے پر زمین میں دراثیں پڑ جاتی ہیں ان کو فوراً بند کر دینا چاہیے کیونکہ زمین کی رطوبت وہاں سے خارج ہوتی رہتی ہے اور جڑیں اپنا کام نہیں کر سکتیں۔ اس لیے شروع شروع میں آپاشی تھوڑے تھوڑے وقٹے سے کرنی چاہیے تاکہ پودے اپنے پاؤں جمالیں۔ عموماً ایک سال کے بعد پودا پیوند کے قابل ہو جاتا ہے اس دوران کھٹکی کی گودی کرتے رہنا چاہیے۔ اگر پود پر کسی بیماری یا کیڑے وغیرہ کا حملہ ہو تو اس کا انسداد کرنا چاہیے۔

افراش نسل بذریعہ چشمہ

ترشاہوہ چللوں میں افراش نسل کے بنا تائی طریقے میں ٹی بڈنگ ایک معیاری طریقہ ہے جب کھٹکی کا پودا پنسل کی موٹائی کے برابر ہو جائے تو یہ پیوند کے قابل ہو جاتا ہے۔ پیوند فروہی امارچ یا اگست / تمبر میں جب اس کا رس چل رہا ہو کیا جاتا ہے۔ روٹ شاک اور سائن میں رس کا چلنا ایک خاص مناسبت میں ہونا چاہیے۔ رس شاک میں سائن کی نسبت پہلے چلنے چاہیے اور مقصود کو حاصل کرنے کے لیے امویں سلفیٹ کھٹکی کی پیروی میں 100 تا 120 گلواہ رام نی ایکڑ کے حساب سے پیوند کرنے کے موسم سے دو ہفتے پیشتر ڈالنی چاہیے۔

پیوندی لکڑی کا انتخاب

بہت سے باغات کے مشاہدے کے بعد معلوم ہوا کہ حد درجہ احتیاط کے باوجود کھٹکی بہت سے درخت کم پیداوار اور ناقص قسم کا پھل دیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ ناقص قسم کی پیوند لکڑی کا استعمال ہے اس لیے اعلیٰ خاصیت کا پھل حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پیوندی لکڑی کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہدایات درج ذیل ہیں۔

1۔ پیوندی لکڑی کے انتخاب کے لیے ضروری ہے کہ ایک نسل (Progeny) باع ہو۔ جس کے ہر پودے کی نسل، پیداوار اور پھل کی خاصیت کا کئی سال کا ریکارڈ معلوم ہو جو درخت اعلیٰ قسم کے اور سب سے زیادہ پھل دے رہے ہوں اور صحت مند، تندرست اور تو انہوں ان درختوں سے پیوندی لکڑی حاصل کی جائے۔

2۔ درخت کے علاوہ شاخوں کا چنانہ بھی ضروری ہے۔ ابھی درختوں پر بھی بعض شاخیں ایسی ہوتی ہیں جو پیداوار اور خاصیت کے لحاظ سے پھل پیدا نہیں کر پاتیں۔ بعض دفعہ ایک شاخ کے پھل اپنی نسلی خصوصیات تبدیل کر دیتے ہیں جن کو ”میومنٹ“ کہتے ہیں۔ زیادہ تر ترشاہوہ خاندان انہی تبدیلی کے لیے مشہور ہیں۔ ایسی شاخوں سے بالکل پیوندی لکڑی نہیں لینی چاہیے۔ پیوندی لکڑی موجودہ سال کی پختہ شاخ سے جس پر جشنے نکلنے کا عمل ابھی شروع نہ ہوا ہو حاصل کی جائے کچھ لکڑی یا بہت موٹی یا نرم رسیلی لکڑی پیوند کے لیے منتخب نہ کی جائے۔ ایسی لکڑی جس کے ساتھ کا نٹا ہو (مالٹا، سگترہ) وہ بھی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ کچھ گلوں سے بھی پیوندی لکڑی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔

3۔ درخت کے چنانہ میں قسم اور خاصیت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت درخت کی بنا تائی بیماریوں، کیڑوں اور وائرس کے حملے سے پاک ہونے پر دینی چاہیے۔ بہت سی بیماریاں بالخصوص وائرس کی بیماریاں پیوند کے ذریعے ہی نشوونما پاتی ہیں ایک دفعہ بیماری کی ابتدائی لکڑی کے ذریعے ہو گئی تو اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے پیوندی لکڑی ایسے درختوں سے منتخب کی جائے جو بیماری، کیڑے اور وائرس کے حملے سے بالکل پاک ہوں۔

مختلف ترشاہوہ پودوں کی پیوندی لکڑی کی خصوصیات

مالٹا، سگترہ، گریپ فروٹ، لمیوں میں پختہ پیوندی لکڑی 9 سے 12 ماہ کی پنسل جتنی موٹی اور گول ہوتی ہے اس لکڑی کا رنگ بہرہ ہوتا ہے اور اس پر سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔ پیوندی لکڑی پر پتوں کا ہونا بھی ضروری ہے اگرچہ نکنا شروع ہو گئے ہوں تو وہ پیوند کے قابل نہیں رہے گی۔ گریپ فروٹ، مٹھا، لمین کے چشمے کے ساتھ کا نٹا بھی ہوتا ہے کا نٹی لمیوں کا چشمہ بسا اوقات جھیڑ جاتا ہے۔ اس لیے لکڑی لیتے وقت یہ ضروری دیکھ لینا چاہیے کہ چشمہ بھی موجود ہو مٹھا کے لیے کچھ تکونی پیوندی لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔

چشمہ کاری کا طریقہ

چشمہ عموماً ت، نما طریقے سے شاک پر چڑھایا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین سے 15 سے 22 سم بلند شاک کے چھلکے میں چاقو سے زمین کے متوازی ایک کٹ لگایا جاتا ہے پھر اس کے درمیان سے نیچے کی طرف 1.25 سم لمبا فتح کٹ لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد پوندی لکڑی 2.50 سم لمبا چھلکا اتارا جاتا ہے جس کے وسط میں چشمہ ہوتا ہے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر چشمے کے ساتھ کا نشاپیست ہو تو چشمہ کے نیچے سے لکڑی نہیں اتارنی چاہیے کیونکہ اس طرح چشمہ رخی ہو جاتا ہے لیکن دوسری صورت میں لکڑی اتار دینی چاہیے۔ چھلکے کے دونوں سروں کو باریک کر لیا جاتا ہے تاکہ وہ کٹ کے اندر آسانی سے جاسکے۔ جب چشمے کا سراکٹ کے اندر چلا جائے تو چشمے کو پتے کی ڈنڈی کی مدد سے نیچے کی طرف بادیا جاتا ہے۔ جس جگہ وہ اچھی طرح پھنس جائے وہاں پاؤ سے سوتی کی مدد سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کے اوپر شاک کو کاث دیا جائے تاکہ چشمہ جلدی پھوٹ سکے۔ شاک سے دوسری پھوٹ توڑ دینی چاہیے۔ اگر گودی اور آپاشی وغیرہ کا خیال رکھا جائے تو یہ پوادا ایک سال میں باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس عرصے میں تمام فال تو شاخیں اچھی طرح سے توڑتے رہنا چاہیے۔ اس طریقے میں 80 سے 90 فیصد تک کامیابی ہوتی ہے۔

افزاں نسل بذریعہ قلم

ترشاہ و چھلوں میں صرف مٹلے اور یمن کی افزائش نسل اس طریقے سے کی جاتی ہے قلمیں جنوری افروزی میں ایک سالہ شاخ سے حاصل کی جاتی ہیں۔ قلمیں 15 سے 22 سم لمبائی کی لے کر چھوٹے چھوٹے بنزوں میں باندھ کر بھل میں الٹی دبادی جاتی ہیں۔ ایسا کرنے سے ان کے زخم مندل ہو جاتے ہیں۔ اس عمل کو کلینگ کہتے ہیں۔ قلمیں تیار کرنے میں احتیاط یہ کرنی چاہیے کہ نیچے والا کٹ گول اور چشمے کے بالکل قریب ہو اور اپر والا کٹ چشمہ سے 2.50 سم اور چشمے کی خلاف سمت میں ترچھا ہونا چاہیے۔ ایک قلم کرکم ازکم تین چشمے ہونے چاہئیں۔ پندرہ میں روز کے بعد قلم کے زخم بھرجا میں تو نکال کر اچھی طرح تیار شدہ زمین میں لائنوں میں 22 سم کے فاصلے پر لگادینی چاہئیں اور قطار سے قطر کا فاصلہ 30 سم ہونا چاہیے۔ قلمیں لوہے کے سوئے کی مدد سے لگانی چاہئیں۔ ان کو زور سے نیچے دبانا چاہیے ورنہ چشمہ رخی ہو جائیں گے اس طرح لگانی چاہیے کہ اس کا دو تہائی حصہ زمین میں ہو اور ایک تہائی حصہ زمین سے باہر ہو اور پوالے کٹ کا رخ شمال مشرق کی جانب ہونا چاہیے تاکہ سورج کی روشنی برہار است اس پر نہ پڑ سکے۔ قلم لگانے کے بعد اس کے اطراف کی مٹی کو اچھی طرح دبادیا چاہیے اس کے بعد فوراً آپاشی کر دینی چاہیے۔ ایک ماہ بعد قلمیں پھوٹنا شروع ہو جائیں گی اس وقت تک زمین کی گودی اور نالائی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے قلمیں بل جاتی ہیں اور جڑیں پکڑتیں۔ آپاشی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے جو قلمیں پھوٹ آئیں ان سے تیار شدہ پودے ایک سال کے بعد باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس طریقے میں عام طور پر 60 سے 70 فیصد کامیابی ہوتی ہے۔ اگر ان قلموں کو دوائیوں مثلاً انڈوں ایٹک ایسڈ، انڈوں بیوڑک ایسڈ اور سیرا ایسڈ میں بھگوکر لگایا جائے تو شرح کامیابی بڑھ جاتی ہے۔

افزاں نسل بذریعہ داب

اس طریقے سے کاغذی یہوں اور یورپین یمن کی افزائش نسل کی جاتی ہے اس غرض کے لیے انگلی جتنی موٹی شاخ جو کہ عموماً ایک سالہ ہوتی ہے منتخب کی جاتی ہے اور پھر اس شاخ پر سے نصف انچ چوڑا چھلا اتارا جاتا ہے یا شاخ کو نصف موٹائی تک ترچھا چیرا دے کر اس میں کنکر کھدی جاتی ہیں تاکہ شاخ اور پر نہ اٹھنے پائے۔ زمین کی نبی تمام عرصہ قائم رکھنی پڑتی ہے دواڑھائی ماہ بعد اس حصے سے جڑیں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اس شاخ کو درخت کی طرف سے کاث دیا جاتا ہے اور پودے کو ذخیرے میں لگادیا جاتا ہے یہ عمل دونوں موسموں بھار (افروزی، مارچ) اور موسم برسات (جو لاٹی، اگسٹ) میں کیا جاسکتا ہے۔ موسم برسات میں عموماً زیدہ کامیابی ہوتی ہے۔ اگر مناسب شاخیں زمین کے نزدیک میسر نہ ہوں تو عمل ہوا میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مناسب شاخ کو زخم دینے کے بعد ایک بوری کے لکڑے میں گور اور مٹی لے کر اس زخم کے گرد پیٹ دیتے ہیں اس شاخ کے اوپر ایک برتن جس کے پیندے میں سوراخ ہوتا ہے پانی ڈال کر لکھا دیا جاتا ہے اور اس سوراخ میں سے رستی لزار کر بوری سے باندھ دی جاتی ہے۔ پانی رس رس کر گور اور مٹی کو گیلا رکھتا ہے

جس سے جڑیں نکل آتی ہیں۔ اس طریقے میں وقت ہوتی ہے کہ برتن میں پانی روزانہ ڈالنا پڑتا ہے جڑیں نکلنے کے بعد شاخ کو درخت سے علیحدہ کر کے نرسی میں لگادیا جاتا ہے اس طریقے میں ایک ترمیم ہوئی ہے وہ یہ کہ شاخ کے گرد گورا موٹی پیشے کی بجائے لکڑی کے برادے کے اوپر پولی تھیں لپیٹ دیا جاتا ہے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ برادے کا پانی خارج نہیں ہوتا لیکن ہوا کی آمد و رفت جاری رہتی ہے اس لیے اس کے اوپر پانی کا برتن لٹکانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تین ماہ کے بعد جب جڑیں نکل آتی ہیں تو شاخ کو کاٹ کر بطور پودا استعمال کیا جاتا ہے۔ احتیاط رکھیں کہ شاخ کو ایک وقت میں نہیں کاٹ لینا چاہیے۔ تھوڑا تھوڑا اکر کے دس پندرہ روز میں کاٹنا چاہیے۔ اس طریقے سے 60 سے 70 فیصد تک کامیابی ہوتی ہے۔

پودے لگانا

پودے لگانے سے قبل ان کا اوپر والا تہائی حصہ کاٹ دیں اس سے شاخوں اور جڑوں کا تناسب بہتر ہو جاتا ہے جو کہ پودے کی کامیابی کو بیٹھنی بنتا ہے۔ موسم خزان ترشادہ چکلوں کی کاشت کے لیے موسم بہار سے بہتر ہے۔ پودے ہمیشہ بعد و پہر لگانے چاہئیں۔ ان کا رخ قدرے جنوب مغرب کی طرف ہوا در لگانے کے فوراً بعد انہیں پانی دے دیا جائے۔

کسی بھی وجہ سے خشک ہونے والے پودوں کی جگہ اگلے موسم میں دوبارہ پودے لگادیے جائیں۔ زیادہ پچیلا و والی اقسام مثلاً گریپ فروٹ، لیمن، مٹھا اور آر لینڈ و ٹھبلو میں فاصلہ دوسرے پودوں کی نسبت زیادہ رکھنا چاہیے۔ اس اقسام میں پودوں کا فاصلہ 8 میٹر رکھیں۔ باقی اقسام میں پودوں کا درمیانی فاصلہ 7 میٹر ہونا چاہیے۔

آب پاشی

ترشادہ باغات کی آب پاشی سے متعلق درج ذیل باتوں پر توجہ دینی چاہیے۔

- ☆ باغات کے لیے نہری پانی سب سے موزوں ہے اگر زیر زمین پانی استعمال کرنا ہو تو نہری پانی سے ملا کر کریں۔
- ☆ پانی میں نمکیات کی صورت میں باغات کی آپاشی شام کے وقت کریں اور زیادہ مرتبہ ہلاکا پانی دینے کی بجائے کم مرتبہ زیادہ گہرا پانی دیا جائے۔
- ☆ ترشادہ باغات میں پانی کی زیادتی، پانی کی کمی سے زیادہ خطرناک ہے۔
- ☆ مصنوعی بارش کی صورت میں آپاشی سے قبل پانی میں نمکیات کی مقدار ضرور معلوم کر دیں۔
- ☆ حل شدہ نمکیات اگر 800 ppm سے 1000 ppm تک ہوں تو مصنوعی بارش کے طریقہ آپاشی سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- ☆ پانی ہمیشہ مناسب و قافی سے دیں۔ فروری میں 20 دن، چکلوں کے دوران 15 دن، سگی / جون میں 7 سے 10 دن، جولائی / اگست میں مقدار بارش کے مطابق ستمبر / اکتوبر میں 20 دن اور نومبر / دسمبر / جنوری میں 20 سے 25 دن کا وقفہ مناسب ہے۔ آپاشی میں وقفہ دیتے وقت زمین کی ساخت اور موسم ڈین میں رکھیں۔ ہلکی زمینوں اور خشک موسم میں وقفہ کم ہو جبکہ بھاری زمینوں اور بارش کی صورت میں زیادہ رکھنا چاہیے۔
- ☆ شدید سردیوں میں گہرا پانی لگا کریں اور گرمیوں میں زیادہ مرتبہ ہلاکا پانی لگا کریں۔
- ☆ باغات میں 24 گھنٹے سے زیادہ پانی کھڑانہ ہونے دیں۔

پودوں کی شاخ تراشی

چھوٹے پودے

ہمارے ہاں ترشادہ پودوں کی شاخ تراشی کی اہمیت اجاگرنہیں کی گئی حالانکہ پودوں کو متوازن اور طاقت ور بنانے کے لیے مناسب شاخ تراشی ضروری ہے۔ ابتدائی سالوں میں کھٹی کی بڑھوٹی یا تنوں پنچ شاخوں کو فرما ختم کر دینا چاہیے۔

تین سے چار سال کی عمر کے پودے

- ☆ ابھی ہوئی بیمار شاخیں مناسب طور پر کاٹ کر درست کریں۔
- ☆ زیادہ شاخ تراشی مت کریں۔

جو ان پوڈے

ہر سال باقاعدگی سے ماہ دسمبر / جنوری میں خشک بیمار، کمزور اور ابھی ہوئی شاخیں کاٹ دیں۔ پیوند کے نیچے سے پھوٹنے والی شاخوں یا زیادہ تیزی سے نکلنے والی شاخوں کو بھی کاٹ دیا جائے۔ لیکن کی مختلف اقسام میں باقاعدہ اور زیادہ شاخ تراشی کی ضرورت ہوتی ہے البتہ مٹے کے پودوں میں شاخ تراشی نہیں کرنی چاہیے۔

اختیارات

- ☆ خشک موسم اور پانی کی کمی کی صورت میں شاخ تراشی نہ کریں۔
- ☆ شاخ تراشی کے لیے ہمیشہ تیز دھار قیچی استعمال کریں اور شاخ کی کٹائی صاف ہو چکا بالکل نہ اترے اور کٹ ہمیشہ صاف ہو۔
- ☆ کسی شاخ کا قطر ایک انچ سے زیادہ ہونے کی صورت میں کسی بھی بچپوندی کا شدوائی کا پیٹ بنا کر لگائیں۔
- ☆ جوان اور حشرت مند پودوں کی کم شاخ تراشی کریں جبکہ پرانے پودوں کی زیادہ شاخ تراشی کریں۔
- ☆ بڑی یا مناسب شاخیں صرف سرد یوں میں کاٹیں موسوم گرمایں زیادہ شاخ تراشی سے پر ہیز کریں۔

کھادوں کا استعمال

حال ہی میں ہونے والی مختلف زمینوں کی تجزیاتی رپورٹ کے مطابق ہمارے 70 فیصد باغات میں نامیاتی مادے کی مقدار 0.5 فیصد سے بھی کم ہے ترشادہ باغات کی مناسب بڑھوڑی اور پیداوار کے لیے یہ شرح کم از کم ایک فیصد ضرور ہونی چاہیے۔

نامیاتی مادے کی مقدار بڑھانے کے لیے باغات میں ایک مرحلہ اور پروگرام کے تحت بزرگھاد کے طور پر کاشت کی جانے والی فصلیں مثلاً گوارا اور جنتر وغیرہ کاشت کی جائیں جو کہ پھول آنے سے قبل زمین میں اچھی طرح ہل چلا کر دبادیں۔ بزرگھاد گوبر کی کھاد اور مصنوعی کھاد کے ساتھ اس طرح کیا جائے کہ ہر ایک میں ایک سال بزرگھاد، دوسرے سال مصنوعی کھاد اور تیسرا سال گوبر کی کھاد دالی جائے۔

اس طریقہ کار سے زمین میں پودوں کی ضروریات کے تمام اجزاء موجود ہتے ہیں۔ عام طور پر ہمارے ترشادہ باغات میں نائز و جن، فاسفورس، زک، آئزن اور میگنیٹیم کی کمی پائی جاتی ہے۔ پودوں کو خوارک ان کی عمر کے لحاظ سے درج ذیل پروگرام کے تحت دینی چاہیے۔

پوٹاشیم سلفیٹ (کلوگرام)	سپرفائلیٹ (کلوگرام)	امونیم سلفیٹ (کلوگرام)	گوبر کی گلی سرزی کھاد (کلوگرام)	پودوں کی عمر (سال)
---	---	0.25	10	2 سال
0.25	0.25	0.75	30	4 سال
1.00	2.00	2.00	40	6 سال
1.00	4.00	3.50	60	8 سال سے زائد

وقت

گوبر کی کھاد پھول آنے سے دو ماہ قبل دسمبر یا جنوری کے پہلے ہفتے میں دینی چاہیے۔ مصنوعی کھادوں میں فاسفورس اور پوتاشیم کی پوری مقدار اور ناکٹروجن کی آڑی مقدار پھول آنے سے دو ہفتے قبل (آخر فروری میں) دینی چاہیے۔ ناکٹروجن کی بقیہ آڑی مقدار دو بار حصوں میں پھل لگنے کے بعد اور پھل کی بڑھوتوں کے دوران (محی میں) دینی چاہیے۔

جدید ترین تحقیقات کے مطابق ناکٹروجن کی آڑی مقدار ماہ تیر اور بقیہ آڑی دو بار حصوں پھول آنے سے پہلے اور پھل لگنے کے بعد دینے سے پیداوار میں مروجہ طریقہ کی نسبت بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔

طریقہ

پھلدار پودوں کے تنوں کے گرد تقریباً 45 سم تک کھاؤنیں ڈالنی چاہیے۔ اس سے باہر پودے کی چھتری تک اچھی طرح گوڈی کی جائے البتہ گوڈی کرتے وقت آدمی کامنہ یا پیٹھ پودے کے تنے کی طرف نہ ہوں طرح جڑیں کٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ گوڈی تنے کو بازو کی سیدھی میں رکھ کریں۔ گوڈی کرنے کے بعد کھاد ڈال کر دوبارہ اچھی طرح گوڈی کر کے پانی لگادیں۔

کھادوں انسے متعلق ضروری ہدایات

- ☆ ناکٹروجن کی کھاد کے لیے اموئیم سلفیٹ کا استعمال زیادہ مناسب ہے۔
- ☆ فاسفورس کی مقدار کم رکھیں البتہ ناکٹروجن کی کھاد ہر سال باقاعدہ استعمال کریں۔
- ☆ زنک کی کمی کی صورت میں زنک سلفیٹ 60 گرام فی پودا دیں۔
- ☆ آئزن کی کمی کی صورت میں آپاٹی کو بہتر کریں۔
- ☆ مینینگ نیز کی کمی کی صورت میں مینینگ نیز سلفیٹ 1.50 کلوگرام 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔
- ☆ کاپر کی بچپوندی کش ادویات کے باقاعدہ استعمال سے ختم ہو جاتی ہے۔

فصلوں کی کاشت

باغات میں چاول، بریم، ملکی، لگنا اور گندم وغیرہ بالکل کاشت نہ کریں البتہ دلیں مثلاً موگ مسورو غیرہ کاشت کی جاسکتی ہیں۔ آمدنی بڑھانے کے لیے اگر زیادہ ضروری ہو تو سردیوں میں مٹر، گاجر، مولی اور گرمیوں میں تربوز اور بجندی کاشت کی جاسکتی ہیں۔

کیڑے اور بیماریاں

ترشاوہ خاندان کے پھلدار پودوں کے لیے ایک کیڑے اور بیماریاں نقصان کا باعث بنتے ہیں ان میں سے زیادہ اہم درج ذیل ہیں۔

سگنٹرے کا تیله

یہ ترشادہ چلوں کی تمام اقسام کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ بھوری رنگت کا پھر تیلا کیڑے اسے جوتازہ کونپلوں اور شاخوں سے رس چوستا ہے۔

سرگ بناۓ والی سندھی

زردی مائل سفیدرنگ کی سندھیاں پتوں کو اندر سے کھاتی ہیں اور ان میں ٹیڑھی میڑھی سرگنیں بناتی ہیں۔ حملہ شدہ پتے چر مرٹ ہو جاتے ہیں۔ تازہ پتوں پر ان کا زیادہ حملہ ہوتا ہے۔ اس کی ایک سال میں تقریباً 16 نسلیں ہوتی ہیں۔

لیموں کی تلی

تلی کی زردی مائل بہر سندھ یاں نرم پتوں کو کھا جاتی ہیں۔ پہلے کناروں سے حملہ شروع کرتی ہیں۔ زیادہ متاثرہ پودوں میں بہت کم پھل لگتا ہے۔ اس کیڑے کی سال بھر میں چار سے پانچ نسلیں ہوتی ہیں۔

ترشاہ چلوں کی سفید مکّتی

رس چونے والا یہ سفیدرنگ کا چھوٹا سا کیڑا ترشاہ چلوں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ رس چونے کے علاوہ اس کے لیے دارماڈے کے اخراج کی وجہ سے پتوں پر چھپوںدی لگ جاتی ہے۔ مارچ/اپریل اور اگست/ستمبر میں حملہ زیادہ ہوتا ہے اور انہی موسوموں میں اس کی دو نسلیں ہوتی ہیں۔

جوئیں

یہ کیڑے پتوں اور پھل کی پیر و نی سطح پر ہوتے ہیں۔ پھل پر حملہ آور ہونے کی صورت میں پہلے معمولی گول دھنے بنتے ہیں جو بعد میں پھل کی سطح کو کالا کر دیتے ہیں اور پھل کی سطح خراب ہو جاتی ہے۔

پھل کی مکّتی

پھل میں سوراخ کر کے اندر امڈے دیتی ہے سندھ یاں بڑی ہو کر اندر ہی اندر پھل کو خراب کر دیتی ہیں اور پھل گرجاتا ہے۔

بیماریاں

شاخوں کا سوکا

اس بیماری کا حملہ شاخوں کے اوپر والے حصوں سے شروع ہوتا ہے۔ شاخیں خشک ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور ایسی شاخیں جلسی ہوئی رنگت اختیار کر لیتی ہیں۔

سرطان

تمام جوان شاخیں پتے اور پھل اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں۔ حملہ شدہ حصوں پر زرد دا نے نمودار ہوتے ہیں جو کہ بعد میں نوکیلے اور نسواری رنگت کے بن جاتے ہیں۔

گوموز

گوموز، کھال کا پھننا اور فٹ راث یا کپ ہی طرح کی تین بیماریاں ہیں ہر صورت میں متاثرہ حصوں سے گوند ناماڈہ نکلتا ہے گوموز میں زین کے ساتھ تنا متاثر ہوتا ہے۔ فٹ راث میں یہ علامات تنے کے زیر میں حصہ پر ہوتی ہیں اور چھال کا عام طور پر تنے کے اوپر کی جگہ پر پھٹ جاتا ہے۔

کیڑے ایسا بیماریاں	سفارش کردہ ادویات	مقدار فی 100 لیٹر پانی میں	ہدایات
تیلہ، لیف ماٹز لیموں کی تلی اور دوسرے رس چونے والے کیڑے	کنفیڈور تھائیوڈان	150 سے 200 ملی لیٹر 200 سے 250 ملی لیٹر	نئی پھٹ کے ساتھ ہی یہ کیڑے حملہ آور ہوتے ہیں ضد درت پڑنے پر سپرے کریں۔
جوئیں	استھیان	200 سے 250 ملی لیٹر	پودے کو ضرورت کے مطابق پانی دیں پودے پر پانی کا سپرے کریں
پھل کی مکّتی	ڈپریکس	100 سے 150 گرام	اگر برداشت دیر سے ہو تو ڈپریکس سپرے کریں۔

چالوں کی کاشت

<p>سوکھی شاخیں کا رٹ دیں۔ جولائی / ستمبر اور دسمبر / جنوری میں پرے کریں۔</p>	<p>4 پونڈ نیلا تھوڑا، 4 پونڈ آن بجھا چونا، 50 گیلین پانی میں حل کریں۔</p> <p>125 گرام</p> <p>400 گرام</p>	<p>بورڈ و مچر ٹیکسٹ کیوپروٹ</p>	<p>شاخوں کا سوکا</p>
<p>ایضاً</p>	<p>4 پونڈ نیلا تھوڑا، 4 پونڈ آن بجھا چونا، 50 گیلین پانی میں حل کریں۔</p>	<p>بورڈ و مچر ٹیناکسل + فینیکوزیب</p>	<p>سرطان</p>
<p>پھٹے ہوئے چھلکے کو کٹ کر بورڈ و مچر کا پیٹ کر کریں۔</p>	<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	<p>چھلکے کا پچھنا</p>
<p>پوتاشیم پرمیگنیٹ کا سپرے تنے کے اوپر چھلکا اتار کر کریں۔</p>	<p>ایضاً</p> <p>1-2 گرام</p>	<p>بورڈ و مچر اور زنک سلفیٹ ملا کر سپرے کریں۔</p> <p>پوتاشیم پرمیگنیٹ</p>	<p>گوموسز اور فٹ رات</p>

پودوں کی حفاظت کے لیے پیٹ بنانے کا طریقہ

پودوں کے تنوں اور چھلکے کی حفاظت اور کئی دیگر بیماریوں کی حفاظت کے لیے پودوں کے تنوں کو پیٹ کیا جاتا ہے۔ بہتر اور دیر پاؤ فونک کے لیے ایک پاؤ نڈ نیلا تھوڑا 5 لیٹر پانی میں حل کریں۔ پھر دو پاؤ نڈ آن بجھے چونے کو اڑھائی لیٹر پانی میں علیحدہ کریں اور بعد میں دونوں کو ملانکیں اور برش سے پیٹ کریں۔ اگر ایک اس میں تین کلو زنک سلفیٹ علیحدہ پانی میں حل کر کے مادا یا جائے تو ائے ایک بیماریوں کے لیے یہ سفیدی بہت مفید ہے گی۔

جزی بیٹیاں

جزی بیٹیوں کی تلفی کے لیے پودوں کی باقاعدگی سے گوڑی کریں اور قفاروں کے دونوں اطراف بیل چلا میں اگر پودوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو تو ان میں بھی گوڑی کریں۔ جزی بیٹیوں کے تیج بننے سے قبل ہی انہیں بیل چلا کر زمین میں دبادیں۔

پھل کی برداشت

- ☆ پھل ہمیشہ قیچی کی مدد سے توڑیں۔ ہاتھ سے کھینچ کر توڑنے سے پھل کا چھلاکا زخمی ہو جاتا ہے جس سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پودے کی شاخیں اور پتے بھی ساتھ ہی ٹوٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے اگلے سال پھل کم لگتا ہے۔
- ☆ ڈنڈی کو پھل کی سطح کے قریب سے کاٹیں تاکہ پیکنگ کے دوران دوسرا پھل کو نقصان نہ پہنچے۔
- ☆ پھل توڑنے کے لیے سینہی کا استعمال کریں پودے کے اوپر چڑھ کر پھل نہ توڑیں۔
- ☆ پھل کو توڑ کر کپڑے کی تھیلوں میں رکھیں اور زمین پر نہ رکھیں۔
- ☆ زیادہ منافع کے لیے پھل کی تین حصوں میں درجہ بندی کریں (بڑے۔ درمیانے۔ چھوٹے) الگ کر کے علیحدہ علیحدہ پیک کریں۔
- ☆ پھل کو کنکری کے کرٹیوں (30x30x45) میں پیک کریں اور ہر کریٹ کے اندر صاف کاغذ لگائیں۔

ترشاوہ باغات کی دیکھ بھال کا ماہوار پروگرام

جوری

- ☆ پیار، سوکھی اور دوسرا غیر ضروری شاخوں کی کاث چھانٹ کریں۔
- ☆ شدید سردی اور کورے کے نقصانات سے بچانے کے لیے ایک آپاشی ضرور کریں۔
- ☆ مائل، گریپ فروٹ اور یمن کی برداشت کریں۔
- ☆ باغات میں نانے والی جگہوں پر گڑھے نکالیں (سائز ۱۰x۱۰ ایکٹر) اور ان کو دو ہفتوں کے لیے کھلا رکھیں۔
- ☆ نئے باغات لگانے کے لیے زمین کی تیاری کریں۔ پودے لگانے کے لیے جگہوں کی نشاندہی کر کے گڑھے نکالیں۔ ۱۵ دن کھلار کھنے کے بعد ان کو ایک فٹ اور پواں گڑھے کی مٹی، ایک حصہ بھل اور ایک حصہ گلی سڑی گوبر ملا کر بعد میں پانی لگا کر جگہ ہموار کر لیں۔
- ☆ بہترین پودے خریدنے کے لیے اچھی نرسری کا انتخاب کریں۔

فروری

- ☆ بقیہ پودوں کی شاخ تراشی جاری رکھیں۔
- ☆ فروری کے تیسرا ہفتہ میں پودوں کو بخلاف عمر کھاد دیں۔
- ☆ شاخ تراشی کے بعد اور پھول نکلنے سے پہلے کیڑے اور بیماریوں سے تحفظ کے لیے سپریں کریں۔ سپرے لیبل پر دی گئی ہدایات کے مطابق کریں۔
- ☆ پھول آنے سے پہلے چند ہفتے پانی بند رکھیں لیکن فروری کے تیسرا ہفتہ میں ایک آپاشی ضروری کریں۔
- ☆ جافا کی برداشت کریں اور کنوں کے بڑے پھل مختلف اطراف سے اتاریں۔
- ☆ باغات کی برداشت کے بعد ان میں بیل چلانیں۔
- ☆ کھٹی کی نیبیری کی مقابلی کریں۔
- ☆ پرانی کھٹی کے پودوں کو پیوند کریں۔ پیوند کی اوپنچائی لازمی طور پر 12 انج یا زائد ہو۔
- ☆ نئے باغات لگانے کے لیے صحت مند پودوں کا انتخاب کریں اور ناخوں سمیت نئی جگہوں پر پودے لگائیں۔

مارچ

- ☆ پھل لگنے کے بعد مارچ کے آخری ہفتے میں ایک آپاشی کریں۔
- ☆ نرسری کو رس چونے والے کیڑوں مثلاً لیف مائنز، سٹریس سلا کے خلاف سپرے کریں۔
- ☆ کتوں کی برداشت جاری رکھیں اور ویلنٹیا لیٹ کی بھی برداشت کریں۔
- ☆ کھٹی کے پودوں پر مختلف اقسام کے ترشاوہ چلوں کی پیوند کاری جاری رکھیں۔

اپریل

- ☆ کھاد کی بقیہ مقدار (یوریا) اپریل کے دوسرے ہفتے میں دیں۔
- ☆ پودوں سے کچے گلے اور غیر معمولی بڑھوڑی والی شاخیں کاٹیں۔
- ☆ رس چونے والے کیڑوں خاص طور پر لیف مائنز پر نظر رکھیں اور ضروری ہو تو سپرے کریں۔
- ☆ آپاشی 15 دن کے وقفے سے کریں۔

کنوکی برداشت مکمل کریں۔

پیوند کا عمل مکمل کریں۔

باغات میں سبز کھادوں (جنتروں غیرہ) کی کاشت کریں۔

موسم گرمی کی شدت اور مختلف قسم کی یہاریوں سے بچاؤ کے لیے تین کو 3 پونٹ چونا + 3 پونٹ نیلا تھوڑا + 10 گلین پانی ملا کر سفیدی کریں۔

مئی

زنک کی کمی پورا کرنے کے لیے بہاریہ پھوٹ پر 0.3 فیصد زنک سلفیٹ کا سپرے کریں۔ شدید کمی کی صورت میں 0.45 فیصد زنک سلفیٹ سپرے کریں۔

نوت: بورڈ مکچر اور زنک سلفیٹ کے سپرے میں کم از کم ایک ہفتے کا وقفہ ضرور دیں۔

باغات کو 7 سے 10 دن کے وقفے سے آپاشی کریں۔ آپاشی سے پھل کی بڑھوڑی اچھی ہوگی اور پھل کم گرے گا۔

پودوں کے تنوں پر پیوند سے نیچے کھٹی والے حصے پر جوشگونے اور شاخیں نکلیں ان کو کاشتے رہیں۔

جون

موسم گرمی میں نکلنے والی نئی پھوٹ پر اگر زنک کی کمی کی علامات ظاہر ہو جائیں تو 0.3 فیصد زنک سلفیٹ کا سپرے کریں۔

آپاشی 7 تا 10 دن کے وقفے سے جاری رکھیں تاکہ پودے گرمی کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں اور ان سے پھل کم گرے۔

باغات میں جہاں پر نانے ہوں یا پودے منے لگانے ہوں وہاں گڑھے کھو دیں اور چار ہفتے کھلا رکھیں۔

جولائی

بورڈ مکچر کے چار سپرے پندرہ دن کے وقفے سے کریں تاکہ Stem End Rot یہاری کی وجہ سے پھل لوگرنے سے روکا جاسکے۔

آپاشی موکی حالات اور بارشوں کی مطابقت سے کریں۔

زیادہ بارش ہونے کی صورت میں باغات میں سے پانی ٹکال دیں۔

مٹے کی برداشت کریں۔

اگست

باغات کو 10 دن کے وقفے سے آپاشی کریں۔

رس چو سنے والے کیڑوں اور یہاریوں کے خلاف باغات اور نرسری پر حالات کے مطابق سپرے کریں۔

پھل کی مکثتی کے خلاف مناسب سپرے کریں۔

کھٹی کی نرسری ہونے کے لیے یہ بہترین وقت ہے۔ صحمند پھل اکٹھا کریں اور نیچے نکال کر اچھی طرح پانی سے دھو کیں۔ پھر سایہ میں شکر کریں اور خشک ہونے پر بوئیں۔

سبز کھاد کے طور پر جو فصلیں کاشت کی گئی ہیں ان کو زمین کے اندر روثا ویٹر کی مدد سے دبادیں۔

اگست کے آخری ہفتے میں کھٹی کی پیوند شروع کی جا سکتی ہے۔ لیکن پیوند کی اونچائی ایک فٹ سے کم نہ ہو۔

ستمبر

آپاشی 15 دن کے وقفے سے کریں۔

چالوں کی کاشت

<p>پودے لگانے کے لیے پہلے سے کھودے گئے گڑھوں میں پودے لگا دیں۔</p> <p>مالٹ کی مختلف اقسام اور مٹے کے پودوں کو ناٹر جن کی آدمی مقدار دیں جب کہ ترشادہ کی دوسری اقسام کے کمزور پودوں کو بھی ناٹر جن کھاد دیں۔</p> <p>پودوں کے تنوں پرنکنے والے شگوفے اور کچے گلختم کرتے رہیں۔</p> <p>چھل کی مکّتی کے خلاف مناسب پرے کریں اور لیف مانس زیاد گیر سچونے والے کیڑوں کے خلاف ضرورت کے مطابق پرے کریں۔</p> <p>کھٹّی کے پودوں پر پینڈ کاری جاری رکھیں۔</p>	<p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p>
	<u>اکتوبر</u>
<p>نئے باغات لگائے جاسکتے ہیں۔</p> <p>باغات کی آپاشی 15 دن کے وقفے سے جاری رکھیں۔</p> <p>تونوں پر نکنے والے شگوفوں اور دیگر غیر معمولی طور پر بڑھنے والی سیدھی شاخوں کو ختم کریں۔</p> <p>بیماریوں کے خلاف ٹرائی میڈیا کس، وٹی گران بلیو، ٹاپسن ایم، بورڈو ٹکچر میں سے کسی ایک کا چناو کر کے پرے کریں۔</p> <p>زسری کے پودوں میں ایک فٹ اونچائی پر پینڈ کا عمل جاری رکھیں۔</p> <p>کوشش کریں کہ نئے پودے کا کام اس ماہ کے آخر تک ختم ہو جائے۔</p>	<p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p>
	<u>نومبر</u>
<p>آپاشی ایک ماہ کے وقفے سے کریں۔</p> <p>فیٹرل ارلی، مسکی اور گریپ فروٹ کی برداشت کریں۔</p>	<p>☆</p> <p>☆</p>
	<u>دسمبر</u>
<p>آپاشی ایک ماہ کے وقفے سے جاری رکھیں۔</p> <p>فیٹرل ارلی کی برداشت مکمل کریں۔</p> <p>ترشادہ کی درمیانی اقسام کی برداشت جاری رکھیں۔</p> <p>لین کی برداشت شروع کریں۔</p> <p>جن پودوں سے پھل اتارا جا چکا ہے ان کی کاث چھانٹ شروع کر دیں۔ بیمار، مردہ اور دوسری غیر ضروری شاخیں کاٹ دیں خنک شاخیں کاٹنے وقت ایک انچ شاخ کا سبز حصہ ساتھ کاٹیں تاکہ بیماری کے جراحتیم کو چھیننے سے روکا جاسکے۔</p> <p>گور کی گلی سڑی کھاد دیں۔</p>	<p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p> <p>☆</p>

کھجور

کھجور کا شمارہ دنیا کے قدیم ترین چھلوں میں ہوتا ہے۔ چھلدار پودوں میں کھجور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرآن پاک کی سترہ سورتوں میں باہمیں دفعہ اس کا ذکر آیا ہے۔ کھجور اپنی غذا اور طبعی خصوصیات کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتی ہے اس میں تو ناتائی کی وافر مقدار پائی جاتی ہے اس کے ایک ملگرام بچھل میں 2870 حرارتی اکائیاں پائی جاتی ہیں۔

برو صیغہ پاک و ہند میں کھجور کی کاشت کا آغاز یا اس کی کاشت کے آثار 4000-3000 سال پرانے مندرجہ اڑو کے کھنڈرات سے ملتے ہیں۔ پاکستان میں بلوچستان کی کمکران ڈویژن، صوبہ سندھ کی خیر پور ڈویژن، صوبہ سرحد کی ڈی آئی خان ڈویژن اور صوبہ پنجاب کے ملتان، مظفر گڑھ، لیہ، ڈی جی خان، بہاولپور، رحیم یارخان اور جھنگ کے اضلاع کھجور کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔ رقبے اور پیداوار کے لحاظ سے کھجور پاکستان کا چوتھا اہم بچھل ہے پیداوار کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے کھجور کی برآمدہ کمیا جاتا ہے کل زیر کاشت رقبے میں پنجاب پہلے، سندھ دوسرے، بلوچستان تیسرے اور سرحد چوتھے نمبر پر ہے۔ پاکستان میں اس کی 100 سے زائد اقسام کا شاست کی جاتی ہیں۔

آب و ہوا

کھجور کی آب و ہوا سے متعلق ایک ضرب المثل ہے کہ اس کا سر آگ میں اور پاؤں زمیں میں ہوں۔ کھجور کے پودے کی بڑھوڑی کے لیے کم از کم درجہ حرارت 10 ڈگری سینٹی گریڈ ہے لیکن یہ پوادا 58 ڈگری سینٹی گریڈ تک کا درجہ حرارت برداشت کر سکتا ہے۔ پھول کھلنے کے وقت 8 درجہ سینٹی گریڈ اور بار آوری و پھل حاصل کرنے کے لیے درجہ حرارت 25 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ ہونا چاہیے۔ بہتر پھل حاصل کرنے کے لیے اس کو درجہ حرارت اور نئی دونوں کا ایک خاص تناسب درکار ہے کمنی سے خٹک اور خخت پھل حاصل ہوتا ہے جبکہ زیادہ نئی سے پھل کارگ ک اور کوئی خراب ہو جاتی ہے۔

پنجاب میں موں سون کی بارشیں کھجور کی پیداوار میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں کیونکہ پنجاب میں کاشت کی جانے والی اکثر اقسام اسی وقت پکتی ہیں۔ کھجور کے لیے بہتر آب و ہوا گرم خنک ہے۔ ایسے علاقے جہاں سالانہ اوسط درجہ حرارت 64 ڈگری فارن ہائیٹ ہو وہاں پر کھجور کی کاشت کا میاب نہیں ہوگی۔ کھجور کے لیے پھول نکلتے وقت خنک موم اور پھل پکنے کے لیے گرم موسم کی ضرورت ہوتی ہے۔

زمین کا اختیار

کھجور کی کاشت بہلی میرا اور بیتلی زمین سے لے کر بھاری زمینوں تک ممکن ہے۔ لیکن اچھے نکاس والی بہلی میرا زمین کا شاست کے لیے بہتر ہے۔ ایسی زمینیں جہاں دوسرے چھلدار درخت اور فصلیں کاشت نہیں کی جاسکتیں مناسب دیکھ بھال سے وہاں کھجور کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر زمین نمکیات کی شرح 0.5 فیصد سے کم ہونی چاہیے۔ سیم زدہ علاقوں میں مناسب توجہ سے اچھی پیداواری جاسکتی ہے۔ لیکن یہ علاقے اس کے لیے موزوں تصور نہیں کئے جاتے۔ کھجور کا پودا سفید کلروالی زمین کو برداشت کر سکتا ہے مگر سیاہ کلروالی زمین کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لہذا ایسی زمینوں پر کھجور کی کاشت سے اجتناب کرنا ہے۔

دائیں

کھجور کا باغ مرلیع نماطی لیقے سے لگایا جاتا ہے جس میں پودے سے پودے اور قطار سے قطار کا فاصلہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ اس میں فصلوں کی کاشت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ جس سے فی ایکڑ زیادہ آمدن حاصل کی جاسکتی ہے۔ پودے سے پودے کا فاصلہ 7 میٹر سے کم نہ رکھا جائے۔ دوسرے باغات میں کھجور کو راستوں کے دونوں اطراف میں یا کھالوں کے ساتھ لگا کر اضافی رقم کمائی جاتی ہے۔

گڑھ کھو دنا اور بھرنا

پودے لگانے سے تقریباً دو ماہ پیشتر نشان لا کر اداخیمیٹر سائز کے گڑھے کھو دینے چاہئیں۔ 15 دن تک گڑھوں کو خلا چھوڑ دیں تاکہ سورج کی شعاعیں اور ہوا گڑھوں کے اندر داخل ہو سکے۔ اس کے بعد گڑھے کی اوپر والی 30 سسمیٹی، اس کے باہر کھال کی پھل اور اتنی ہی گوبر کی اچھی طرح لگی سڑی کھاد ملا کر گڑھا بھردینا چاہیے۔

افراش

کھجور کے پودے بیج اور زیر بیچپے دونوں طریقوں سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ بیج سے حاصل ہونیوالے پودے تقریباً آدھے نزاور آدھے مادہ ہوتے ہیں اور صحیح انسل بھی نہیں ہوتے۔ ان میں پھل دیرے سے یعنی 8-10 سال بعد لگتا ہے اور میعاد بھی بہتر نہیں ہوتا۔ اس لیے بیج سے اگنے والے پودے نہیں لگانے چاہئیں۔ بلکہ زیر بیچپے استعمال کریں۔ زیر بیچپے ہر خلاط سے اس پودے سے مشابہ رکھتا ہے جس سے وہ علیحدہ کیا گیا ہو۔ کھجور کا پودا تقریباً 12 سال تک زیر بیچپے دیوار ہوتا ہے اور اس عرصے میں 20 تا 30 پودے پیدا کرتا ہے۔ زیر بیچپے علیحدہ کرنے سے قبل اس کی جڑیں ضرور چیک کر لینی چاہئیں۔ عموماً 4-5 سال کی عمر کے 18-20 کلوگرام وزنی جڑ والے زیر بیچپے کامیاب کاشت کے لیے بہترین تصور کئے جاتے ہیں۔ زیر بیچپے علیحدہ کرتے وقت احتیاط کریں تاکہ جڑیں اور گاچا (مرکزی حصہ) زخمی نہ ہو۔ علیحدگی کے بعد زیر بیچپے کے درمیانی 3-4 پتوں کے علاوہ باقی پتے کاٹ لیے جائیں۔ دور دار اسکے زیر بیچپے کو لے جانے کے لیے جڑوں کو گیلی بوری سے ڈھانپ دیں علاوہ اذیں اگر زیر بیچپے نکلنے سے قبل بڑے پودوں کو اچھی طرح پانی کا دیا جائے تو بہت مناسب ہو گا۔ اگر زیر بیچپے چھوٹے ہیں یا جڑیں زیادہ نہ ہوں تو ان کو پہلے ایک نرسی کی صورت میں لگائیں اور تقریباً 2 سال کے بعد ان کو اصل جگہوں پر لگایا جائے اس سے کامیابی کا تناسب بڑھ جاتا ہے اور وقت بھی پختا ہے یا درہے کہ زمین کے ساتھ پودے سے نکلنے والے زیر بیچپے زیادہ کامیاب ہوتے ہیں جبکہ تنے کے اوپر لگئے زیر بیچپے مناسب جڑیں نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ کامیاب نہیں ہوتے۔ تاہم ان کو نرسی کی شکل میں لگائیں اور کامیابی کی صورت میں اصل جگہ پر منتقل کریں۔ پودا لگانے کے بعد اس کے ارد گرد مٹی کو اچھی طرح دپا دیں۔ بخوبی میں اور ایسی جگہ جہاں دیک کے محلہ کا امکان ہو مناسب دوائی ریٹنلی اور بھاری زمینوں میں پودے لگانے سے پیشتر پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

آب پاشی

پودوں کے لیے پانی کی ضروریات کا زیادہ تر انحراف موئی حالات، زیر زمین پانی، زمین کی ساخت اور پودے کی عمر پر ہے۔ نئے لگائے گئے پودوں کو ابتدائی 40 دن ایک دن کے وقفے سے پانی دیں اور بعد میں ہر طابق ضرورت یہ ففہر چارتاسات دن بڑھا دیں۔ بڑے پودوں کو پھول آنے کے دوران آب پاشی روک دیں یا بہت کم رکھیں۔ پھل کی نشوونما کے دوران اپریل تا اگست، تمبر ہفتہ وار پانی دیں۔ پرانے باغات کو سردویں میں 25 تا 30 دن کے وقفے سے پانی دیں۔ ایسے علاقے جہاں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو تو پانی کی مقدار کم کر دیں۔ نئے لگائے گئے پودوں کی آپاشی کرتے وقت خیال رکھیں کہ پانی ان کے درمیانی حصے یا گوبھی میں نہ چلا جائے ورنہ پودے مر جائیں گے۔

کھادوں کا استعمال

ابتدائی 3 یا 4 سال تک پودوں کو گوبر کی کھاد تقریباً 20 کلوگرام فی پودا اور اموئیم سلفیٹ 250 گرام تا 500 گرام فی پودا دیں۔ پھلدار درختوں میں 60 کلوگرام گوبر کی گلی سڑی کھاد اور 1.5 تا 2 کلوگرام اموئیم سلفیٹ کی کھاد فی پودا دیں۔ اموئیم سلفیٹ کی آدمی مقدار پھول آنے سے قبل اور بقیہ آدمی مقدار پھل بننے کے بعد دیں۔ پھول آنے کے دوران آب پاشی روک دیں یا بہت کم رکھیں۔ پھل کی نشوونما کے دوران اپریل تا اگست، تمبر ہفتہ وار پانی دیں۔ پرانے باغات کی سردویں میں 25 دن کے وقفے سے پانی دیں۔ ایسے علاقے جہاں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو تو پانی کی مقدار کم کر دیں۔ نئے لگائے گئے پودوں کی آب پاشی کرتے وقت خیال رکھیں کہ پانی ان کے درمیانی حصے یا گوبھی میں نہ چلا جائے ورنہ پودے مر جائیں گے۔

زرپاشی

کھجور کے نر اور مادہ پودے الگ الگ ہوتے ہیں قدرتی طور پر زرپاشی کا عمل ہوا اور مکھیوں ہی سے سرانجام پاتا ہے لیکن اس طرح 100 فیصد زرپاشی نہیں ہوتی۔ پھل بغیر تین کے بنتا ہے جو وزن اور خاصیت میں کم تر ہوتا ہے اس طرح بیدار میں خاصی کمی واقع ہو جاتی ہے چنانچہ بہترین بیدار حاصل کرنے کے لیے زرپاشی مصنوعی طریقوں سے کرنی پڑتی ہے۔ فروری / امارچ میں پھولوں غلاف ya Spathe سے نکلتے ہیں۔ مادہ پھولوں غلام پھٹنے کے 8 تا 10 دن بعد تک تلی بخش عمل زیر گی کے لیے صحیح رہتے ہیں۔ ان دنوں میں جتنی جلدی ممکن ہو زرپھولوں لے کر زرپاشی کر دینی چاہیے۔ زرپاشی کے لیے زرپھولوں کی دو تین لاٹیاں مادہ پھولوں کے لیے صحیح رہتے ہیں۔ ان دنوں میں جتنی جلدی ممکن ہو زرپھولوں کے اوپر جھاڑنے سے بھی یہ عمل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں زرپھولوں کے اکثر زردانے ضائع ہو جاتے ہیں زرپھول کے زردانے خشک کر کے کسی شیشے کے بند مرتبان میں 8 ڈگری فارن ہائیٹ درجہ حرارت پر ایک سال تک سہور کے جاسکتے ہیں۔ یہ عام فرتیج میں 34-40 ڈگری فارن ہائیٹ پر بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں زرپاشی کے لیے تازہ دانے بھی ملانے چاہیے۔ زرپھول اول موسیم بہار میں نکلتے ہیں اور مادہ پھول عموماً دیر سے نکلتے ہیں۔ ترقی یا نہتہ ممالک اور مشرق و مغرب کے ممالک میں کئی بچکوں پر زرپاشی کا عمل مشینی طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ اگر زرپاشی کے دوران یا فوراً بعد بارش ہو جائے تو یہ عمل دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ مادہ پھولوں چونکہ وہ قلعوں میں نکلتے ہیں اس لیے یہ درخت پر کم از کم تین بار زرپاشی کرنی چاہیے۔

پھل کی برداشت

کھجور کی زیادہ اقسام جو لائی، اگست میں پک کر تیار ہو جاتی ہیں۔ باغبان حضرات کو چاہیے کہ وہ پھل اختیاط سے اتاریں۔ پھل کی درجہ بندی کریں یعنی کمپی، کچی اور خراب کھجور یہ علیحدہ کریں مٹی وغیرہ صاف کریں اور بعد ازاں پیک کر لیں۔ مناسب خشک کی گئی کھجور یہ جن میں 20 تا 25 فیصد نبی ہو 36 سے 40 ڈگری فارن ہائیٹ پر 2 سال تک سہور کی جاسکتی ہیں۔

شاخ تراشی

پھل کو برداشت کے فوراً بعد بچکے ہوئے اور بیمار پتوں کی کشائی کرنا بہت ضروری ہے۔ پتوں کی کشائی زیادہ نہ کی جائے ورنہ اگلے سال لگنے والے کھجولوں کو سہارا نہیں ملے گا تیز ہوا اور آندھی ایسے لٹکنے والے اور بے سہارا کھجولوں کو توڑ پھوڑ دے گئے۔ علاوه ازیں زیادہ پتے سرد یوں میں نی کوپنیلوں کو سردی سے بچاتے ہیں۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ کھجور کا ایک پتا پودے کے لیے تقریباً نصف کلوگرام تیار کر سکتا ہے۔ ایک جوان پودے پر 50 پتوں سے کم پتے نہ رکھ جائیں۔ کھجور سے زیادہ بیدار لینے کے لیے کھجور کے پودے پر زیادہ سے زیادہ پتوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ چھوٹے پودوں کی شاخ تراشی موسیم بہار میں کی جائے اور ان کے ساتھ 6 سے زیادہ زیر پتے نہ چھوڑے جائیں۔ ورنہ بڑے ہونے پر بیدار پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

کھجور کی مختلف اشکال یا حالتیں

ڈوکا

اس میں کھجور کا رنگ بزر سے پیلا ہو جاتا ہے۔ بعض اقسام سرخ ہوتی ہیں۔ پھل اسی حالت میں میٹھا اور کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

ڈنگ

اس میں کھجور پچھلی طرف سے پک کر نرم ہو جاتی ہے، رنگ بدل جاتا ہے، مٹھاں کافی ہوتی ہے۔ کیڑے کوڑوں کا حملہ زیادہ ہوتا ہے اور بارش سے بھی نقصان ہوتا ہے۔ اس حالت میں توڑ کر دھوپ میں رکھنے سے عام کھجور بن جاتی ہے اور دریک کھائی جاتی ہے۔

پنڈ

اس حالت میں کھجور پختہ ہو جاتی ہے اور درخت پر ہی خشک ہو جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں گرمی کم ہونے اور بارش ہونے سے درخت پر خشک

نہیں ہوتی۔

پھل کو بارشوں سے بچانا

کھجور کے پھل کو ڈگ حالت میں بارش نقصان پہنچاتی ہے لہذا زیادہ متاثر ہونے والی اقسام کو ڈوکا حالت میں چن لیا جائے تاکہ دوسرا پھل کا نقصان نہ ہوا سے بارش شروع ہونے سے قبل کھجور کے پھلوں سے بنی ہوئی چٹائی سے اس طرح ڈھانپا جائے کہ تمام خوشے اور پھل چٹائی کے اندر آ جائیں۔ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ چٹائی کا خوشوں اور پھل کی ٹھلی طرف والا حصہ کھلا رہتا کہ پھل کے اندر ہوا کا گزر جاری رہے۔

پھل کی برداشت و فروخت

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ ہماری کھجور کی پیداوار کا کافی حصہ برداشت و فروخت کے دوران لاپرواہی سے ضائع ہو جاتا ہے۔ کھجور کو ڈوکا کی حالت سے پہلے کسی طرح بھی نہ توڑا جائے۔ ڈگ کے بعد اگر زیادہ دریتک درخت پر رکھا جائے تو فروٹ فلاٹی کا حملہ ہو جاتا ہے اور پھل گل سرکر ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ یہ اشد ضروری ہے کہ پھل کو صحیح وقت پر اور پختہ حالت میں توڑا جائے۔ پھل کی چٹکی کی علامت یہ ہے کہ پھل کا رنگ پیلا یا سرخ ہو جاتا ہے۔ اس کے پہنچ کا وقت وسط جولائی سے اگست تک ہے پو دوں سے پھل سیری ہی کے ذریعے یا کسی ہمند آدمی کو رسے کی مدد سے اور چڑھا کر اتارنا چاہیے۔ کھجور کے ایک پودے سے اوسط 40 تا 120 کلوگرام پھل حاصل ہوتا ہے۔ پیداوار کا انحصار پودے کی نگہداشت پر ہوتا ہے۔ ایسی اقسام جن کا پھل بارش سے بری طرح متاثر ہوتا ہے مثلاً شامران زیریں، خودروی وغیرہ کو ڈوکا حالت میں برداشت کرو اکر ایک چھپنک ایک چھپنک سرکار 2 چھپانی کا محلوں بن کر 5 کلوگرام کھجور میں ڈال کر اچھی طرح ہلانے کے بعد بوریوں یا ٹوکریوں میں بند کر کے منڈی میں بیججا جاسکتا ہے۔ اس طرح کھجور کا پھل 12 سے 14 گھنے بعد نرم پنڈ بن جاتا ہے اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے مگر زیادہ دریتک سورنہیں کیا جا سکتا کیونکہ پھل میں مخصوص قسم کی بوائی شروع ہو جاتی ہے اور کھانے کے قابل نہیں رہتا۔

کھجور کے پھل کو خشک کرنا

کھجور کے پھل کو خشک کر کے پنڈ اور چھوبارے بنائے جاتے ہیں۔ پنڈ و طریقوں سے بنائی جاتی ہے۔

چٹائی پر خشک کر کے پنڈ بنانا

پھل کو ڈگ حالت میں توڑ کر دھوپ میں چٹائی پر بچا دیں سورج غروب ہونے سے پہلے کسی خاص کمرے میں رکھ دیں تاکہ اس سے نج جائے۔ اس طرح سات دن تک پھل بنے جائے گا پھل کو گرد و غبار سے بچانے کے لیے اور پاریک ململ کا کپڑا ڈال دیا جائے تو بہتر ہے۔

ایٹک ایڈنڈنک سے خشک کر کے پنڈ بنانا

ایک نیصد ایٹک ایڈنڈنک 8 فیصد نمک کا محلوں تیار کر کے اس میں کھجور کو دو منٹ ڈبوئیں اور پھر چٹائی پر بکھیر دیں۔ پانچ چھو دن دھوپ میں رکھنے کے بعد پنڈ تیار ہو جائے گا۔ اب اسے ڈبوں میں بند کر دیں۔

چھوبارے بنانا

چھوبارے تقریباً ہر قسم کے بنائے جاسکتے ہیں تاہم بعض اقسام کے نہایت لذیز اور اعلیٰ قسم کے چھوبارے بننے ہیں۔ جس سے زیریں، ڈگلت نور، اصلی، ڈکی وغیرہ۔ بعض اقسام کے چھوبارے بن تو جاتے ہیں مگر زیادہ اچھی کوائی کے نہیں ہوتے۔ پھل کو ڈوکا حالت میں توڑ کر اس کو ململ کے کپڑے میں ڈال کر ابليتے ہوئے پانی میں ڈبودیں۔ چھوٹے سائز کی کھجوریں مثلاً شامران، خودروی، زیریں وغیرہ کو 2-3 منٹ اور بڑے سائز کی کھجوریں مثلاً ڈکی، چھوبارا، اصلی وغیرہ کو 5 منٹ تک ڈبوئے کھلیں پھر چٹائی پر بکھیر کر ہفتہ تک دھوپ میں خشک کریں تو چھوبارے تیار ہو جائیں گے۔

چالوں کی کاٹت

کھجور کی مشہور اقسام

نمبر شمار	قلم	رنگ ڈوکا حالت میں	پکنے کا وقت اوسط	پیداوار فی پودا (کلوگرام)	کس حالت میں رکھی جاتی ہے
-1	شامران	گلابی گہرا زرد	جو لائی	120±80	ڈنگ و پنڈ
-2	حلاوی	سنہری زرد	وسط جو لائی	150±120	ڈوکا و پنڈ
-3	ڈور اسرخ	سرخی مائل نیلا	شروع جو لائی	120±100	ڈنگ
-4	ڈورا پیلا	سرخی مائل زرد	آخر جو لائی	80±20	ڈنگ
-5	جامن	سرخی مائل نیلا	جو لائی / اگست	80±60	ڈوکا و ڈنگ
-6	چھوہارا	پیلا	اگست	150±120	پنڈ
-7	ڈلکٹ نور	سنہری زرد	اگست	150±120	ڈنگ
-8	اصیل	پیلا	اگست	120±80	ڈنگ
-9	سیب	سنہری زرد	اگست	30±20	ڈنگ
-10	مکران	زردی مائل سرخ	اگست	150±120	ڈوکا
-11	خودروی	زردی مائل بزر	وسط اگست	120±100	ڈنگ و پنڈ
-12	قطار	سبزی مائل زرد	آخر اگست	80±60	ڈنگ
-13	بے رجی	سبزی مائل زرد	آخر اگست	60±40	پنڈ
-14	اخروٹ	گہرا سرخ	آخر اگست	150±120	ڈوکا
-15	زیری	اورنج سرخ	آخر اگست	150±120	ڈنگ و پنڈ
-16	اگور	پیلا بزر	آخر اگست	80±20	ڈوکا
-17	زیدی	سبزی مائل زرد	اگست	150±120	ڈنگ و پنڈ
-18	ڈی این سینڈنگ	پیلا سرخ	آخر اگست	150±120	ڈوکا و ڈنگ
-19	بیر	پیلا بزر	تمبر	100±80	ڈوکا
-20	بادام	پیلا	تمبر	100±80	ڈوکا و ڈنگ
-21	ڈکی	سبزی مائل زرد	تمبر	150±120	ڈنگ و پنڈ

کیڑے اور بیماریوں سے محفوظ

ضرر رسان عوامل	علامات نقصانات	طریقہ انداد
1- چھوڑ کی سرنخ بھونڈی	یہ کیڑا سیاہ یا سیاہی مائل گہرے نسواری رنگ کا ہوتا ہے یہ سندھیاں تینے میں سنگیں بنائے کر نرم گودے کو کھاتی ہیں۔ سوراخوں سے کچھڑا لیپ کر دیں۔	فاثا کسن یا ڈینیا گیس کی گولیاں سوراخوں میں ڈال کر اوپر تیل تو ریا۔ 900 ملی لیٹر ہنگ۔ 450 گرام۔ پانی 9 ملی لیٹر مخلوں بنائے کر سوراخوں میں ڈالیں
2- چھوڑ کی گینڈا بھونڈی	اس کی سندھیاں اور بھونڈیاں دونوں چوٹی کے نرم پتوں کو کھاتی ہیں عموماً بھونڈیاں رات کو نقصان کرتی ہیں۔ چوٹی کے پتے کھا کے تلف کریں کسی نوکدار تار سے پتوں کے نرم حصوں میں سے سندھیاں ختم کریں۔	سندھیاں گوبر کے ڈھیروں میں ہوتی ہیں۔ ان کو الٹ پلٹ کر جانے کی صورت میں درخت سوکھنے لگتے ہیں۔
3- چھوڑ کا سکیل	گول باریک چھوڑے رنگ کا رس چوسنے والا کیڑا ہے۔ بچے اور بالغ کیڑے دونوں نقصان دہ ہیں یہ کیڑے پھل اور نرم و نازخ حصوں سے رس چوک کر ان کو نقصان دیتے ہیں۔ سیاہ لیدار مادہ چھونڈی کے جملے کا باعث بنتا ہے۔	تحابیو ڈان 100 ملی لیٹر 100 ملی لیٹر پانی میں ملا کر پرے کریں۔
4- پھل کی سندھی	مادہ بالغ پروانے پھل پرانٹے دیتی ہیں۔ میاں سفید رنگ کی سندھی اٹھے سے نکتے ہی پھل کے اندر داخل ہو جاتی ہے ذخیرہ شدہ پھل میں زیادہ نقصان ہوتا ہے۔	ہمیشہ اچھی طرح سے خشک کھجور یا ٹھنڈی اور خشک جگہ پر سشور کریں۔
5- چھوڑ کی بلاعیٹ	یہ ایک چھونڈی والی بیماری ہے جس میں پتوں پر باریک زرد رنگ کے بے شمار دانے ابھر آتے ہیں۔	بیٹا لیکسل + مینیکو زیب یا کیومولس (Cuimulus) کا سپرے کریں۔

کھجور کے باغات کی گھنہداشت کا ماہانہ پروگرام

جنوری

- پودوں کو گور کی کھاد دیں اس کے علاوہ آدمی نائٹر جن اور فاسفورس و پوتاشیم کی پوری مقدار دیں۔
- موسم بہار میں لگائے جانے والے پودوں کے لیے زمین تیار کریں۔ پودے لگانے کے لیے گڑھے کھودنا شروع کریں۔

فروری / اکتوبر

- کھجور کے زیر بچپ علیحدہ کر لیں۔
- علیحدہ کئے گئے زیر بچپوں کو نرسی میں لگائیں۔
- گڑھوں کوٹھی، بھل اور کھاد سے بھر کر زیر بچپ لگائیں۔
- مادہ کھوڑ میں زیر پاشی کریں۔

اپریل

- 1 زر پاشی کا عمل جاری رکھیں۔
- 2 نائٹ رو جمن کی بقیہ آڈی مقدار دیں۔
- 3 خالی گہم میں پھلی داراجناس اور چارہ جات بودیں۔

مئی / جون

- 1 آب پاشی اور گوڑی کا خیال رکھیں۔
- 2 نئے پودوں کو گرمی سے بچانے کے لیے انتظامات کریں۔

جولائی / اگست

- 1 داغ بیل کے بعد گڑھے کھوڈنا شروع کر دیں۔
- 2 پھل کی برداشت کریں۔
- 3 پھل توڑنے کے بعد زائد پتوں کی کاث چھانٹ کریں۔

ستمبر / اکتوبر

- 1 کھجور کے پودوں سے زیرینچھے علیحدہ کریں۔
- 2 زیرینچوں کو نرسی میں لگا کریں۔
- 3 گڑھوں کو مٹی، بھل اور گویر کی کھاد سے بھردیں۔

نومبر / دسمبر

- 1 پھچھوندی والی بیماری کے خلاف بورڈوکچر کا سپرے کریں۔
- 2 نو عمر پودوں کو کہر سے بچانے کے انتظامات کریں۔



کیلا

کیلا غذائیت سے بھر پور پھل ہے جس میں تقریباً تمام اجزا موجود ہوتے ہیں۔ کیلے کی کاشت بصیر پاک و ہند میں صدیوں پرانی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق کیلے کا اصلی وطن بھگد دلش ہے۔ چٹا گامگ کی پہاڑیوں میں نیچ والے کیلے اب بھی پائے جاتے ہیں۔ سکندر عظیم کے حمل وقت پتوہی صدی قبل مسح کے شروع میں کیلے کی کاشت وادی سندھ میں کی جاتی تھی۔

آب و ہوا

کیلے کی اعلیٰ اقسام ان گرم میدانی علاقوں میں کامیابی سے کاشت کی جاسکتی ہیں جہاں کہرنہ پڑتی ہو گرم لو سے محفوظ ہوں، دریا بڑی نہر یا چیل کے قریب ہو اور سالانہ بارش 100 سم کے قریب ہو۔ موسم سرما میں درجہ حرارت 61 سے 63 ڈگری فارن ہائیٹ اور گرمی کے موسم میں درجہ حرارت 70 سے 75 ڈگری فارن ہائیٹ اس پھل کے لیے موزوں ہے۔ کم درجہ حرارت پر پھل کی کوالٹی اچھی نہیں رہتی کہراو گرم لو سے بچانے کے لیے کیلا باغ کے درمیانی حصہ میں لگانا چاہیے۔

زمین

کیلے کی جڑیں کم گہرائی تک جاتی ہیں۔ اس لیے اسے کافی پانی اور زرخیز زمین درکار ہوتی ہے۔ ایسی زمین جس میں پانی اچھی طرح جذب ہو سکے۔ کیلے کی کاشت کے لیے نہایت موزوں ہے۔ کیلے کی کاشت کے لیے کافی مقدار میں کھاد اور بنا تانی مادہ درکار ہوتا ہے۔ اس لیے زمین کا زرخیز ہونا ضروری ہے۔

افزائش

کیلے کی افزائش دو طریقوں کی جاتی ہے۔

- ۱۔ رائزوم کے ٹکڑوں سے
- ۲۔ زیر یچوں سے
- ۳۔ رائزوم کے ٹکڑوں سے

کیلے کی افزائش کے لیے رائزوم ان پودوں کے استعمال کرنے چاہیں جن سے ابھی پھل نہ لیا گیا ہو کیونکہ پھل دینے کے بعد کیلے کا پودا کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی اس کمزوری کا اثر زیر یچوں پر بھی پڑتا ہے۔ جو کمزور ہو گئے اور بڑھتی اچھی نہیں ہو گی۔ رائزوم کا ٹکڑا 21 سے 5 کلوگرام وزن کا اور اس پر کم از کم دو آنھیں ہوئی چاہیں۔ تیز چاتویا کسی اوزار سے رائزوم کے ٹکڑے کاٹ کر ستمبر / اکتوبر یا افروری / امارچ میں لگانے چاہیں اور پانی کا خاص خیال رکھیں۔

2۔ زیر یچوں سے

زیر یچوں کی لمبائی تقریباً ایک میٹر اور اس کے پتے بند ہونے چاہئیں۔ اس کے زیر یچے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک توارنما اور دوسرا چوڑی یہیں۔ اس کے زیر یچے کو نیل، بہت جاندار اور جڑ بہت موٹی ہوتی ہے۔ توارنما زیر یچوں کو چڑے یہیں پر ترتیج دی جاتی ہے۔ کیلے کا پودا زمین میں لگانے سے پھل دینے تک پندرہ سے اٹھاڑہ ماہ کا عرصہ لیتا ہے۔ کیلے کا باغ لگاتے وقت ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کیلے کا پھل ایسے وقت میں آئے جب اس کی قیمت منڈی میں زیادہ سے زیادہ ہو۔ جب ہم پھل حاصل کرنے کے بعد کیلے کے بڑے پودے کا ٹٹے ہیں تو دوزیر یچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان یچوں کی عمر میں چھ ماہ کا وقفہ ہونا چاہیے۔ مادری پودوں کے ساتھ زیر یچے مختلف سستوں میں ہونے چاہیے۔ مادری پودوں کے ساتھ زیر یچے ایک سال ایک طرف اور دوسرا سال دوسری طرف چھوڑ نے چاہئیں۔ اس سے پودے لائنوں میں رہیں گے اور قلبہ رانی میں آسانی رہے گی۔

زمین کی تیاری

کیلے کی کاشت سے قبل زمین میں چار سے چھ بارہ چلا کر اسے پوری طرح تیار کرنا چاہیے۔ زمین تیار کرنے کے بعد میٹر سائز کے گڑھے کھو دیں۔ گڑھوں کو پندرہ سے بیس دن تک کھلا رہنے دیں۔ اس کے بعد اچھی طرح تیار کی ہوئی گور کی کھاد کم از کم بیس کلوونی گڑھامی میں ملا کر ڈال دی جائے اور اس کے بعد پانی لگادیا جائے۔ تاکہ کھاد اچھی طرح زمین کے اندر گل سڑ جائے اور اس کی گرمی پودوں کو نقصان نہ پہنچائے۔

پودے لگانا

پودوں کا درمیانی فاصلہ 2 تا 5 میٹر ہونا چاہیے۔ اس طرح پودے کو گڑھے کے درمیان میں رکھ کر اس کے ارگرڈ کی جگہ میں مٹی ڈال کر اچھی طرح سے دبادیا چاہیے تاکہ پودا زمین میں ملنے نہ پائے۔

آب پاشی

کیلے کی آپاشی کے لیے کافی پانی کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ کیلے کے پتے بہت لمبے چھوڑے ہوتے ہیں اور پانی ان کی سطح سے بخارات بن کر اڑتا رہتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں ہر ہفتہ یا تیسرا چوتھے دن اور سردویں میں 12 سے 15 دن کے وقفے کے بعد پانی دیا جائے۔

کھاد

پودے لگاتے وقت 50 ٹن دیکھی کھادی ایکٹر کے حساب سے ڈالنی چاہیے اور اس کے بعد ہر سال فروردی کے مبنی میں کھاد دیں۔ پودا گانے کے دو ماہ بعد اپریل میں 25 کلوگرام ناٹر جن فی ایکٹر، اموشیم سلفیٹ کی شکل میں دیں۔ کھاد کی اتنی مقدار تمبر کے مبنی میں دوبارہ ڈالنی چاہیے۔ پھر ہر سال دو دفعہ اسی مقدار میں کھادا ہبی میں میں ڈالتے رہنا چاہیے۔

شاخ تراشی

جون کے مبنی میں ہر بڑے پودے کے ساتھ دوزیر ینچے چھوڑ کر باقی زیر ینچے نکال دیں۔ اس کے علاوہ خشک پتے بھی کاٹ دیں۔

پیداوار

نئے لگائے ہوئے بارغ کی پہلی پیداوار کم اور دوسرے سال تین سے چار گنا زیادہ اور اس کے بعد پیداوار کیساں ہو جاتی ہے۔ اوسط پیداوار 20 سے 25 کلوگرام فی پودا ہے۔

اقسام

حیدر آباد ریجن میں (خیروپور، حیدر آباد اور کراچی ڈویشن)

- 1۔ بصرائی
 - 2۔ امرت ساگر
 - 3۔ ولیم ہابرڈ
- پشاور ریجن میں (پشاور اور ڈیہہ اسمائیل خاں ڈویشن)
- 1۔ کبوری
 - 2۔ ھبوری
 - 3۔ چمپ
 - 4۔ چینی چمپ

امروہ

غذائی اعتبار سے امروہ کافی اہمیت کا حامل ہے اس میں حیاتین "ج" کی وافر مقدار کے علاوہ دیگر غذائی اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ امروہ میں حیاتین "ج" کی مقدار 350 ملی گرام فی 100 گرام پھل ہوتی ہے۔ اس کے بیچ میں لوہے، فسفر اور چونے کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔ امروہ میں اعلیٰ قسم کی پکش پائی جاتی ہے جس سے عمدہ قسم کی جیلی تیار کی جاتی ہے۔ امروہ کا پودا سال میں دو دفعہ پھل دیتا ہے اور کافی آمدن کا باعث بنتا ہے۔ پاکستان میں اس پھل کی کاشت حیر آباد، بہاولپور، ملتان، سرگودھا، گوجرانوالہ، لاہور، فیصل آباد، ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈوبنگز میں بکثرت ہوتی ہے۔

آب و ہوا

اس پھل کے لیے گرم مرطوب و نیم گرم آب و ہوا درکار ہوتی ہے جو ان پودے پانی کی کم برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چھوٹی عمر کے پودوں کے لیے زیادہ سردی نقصان دہ ہوتی ہے۔ خصوصاً درجہ حرارت 27 سے 30 ڈگری فارن ہائیٹ تک گرجائے تو چھوٹے پودوں کے پتنے اور کوپٹیں سوکھ جاتی ہیں۔ اگر درجہ حرارت زیادہ ڈنوں تک برقرار رہے تو پودے مرکھی کتتے ہیں۔ پھول نکلنے کے وقت ابر الود موسم اور زیادہ بارش نقصان دہ ہوتی ہے۔

زمین

امروہ ایک سخت جان پودا ہے۔ جس کی جڑیں زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں۔ یہ کم زرخیز زمینوں سے لے کر اچھی زرخیز ہر قسم کی زمین پر لگایا جاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ ٹھوڑی بہت گیلی اور نمکیات والی زمین بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر 4.5 سے 8.5 تیزابیت کی ریٹنگ میں آسانی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال بہتر پیداوار کے لیے زرخیز درمیانی زمین جس میں نامیانی مادہ معقول مقدار میں موجود ہواں کی کاشت موزوں رہتی ہے۔

افراہنسل

امروہ کی افزائش بذریعہ بیچ، بذریعہ پیوند کاری اور بافت کاری سے کی جاسکتی ہے۔

بذریعہ بیچ

عدمہ قسم کے پھل لے کر ان کا بیچ نکال لیا جاتا ہے۔ بیچ کو اچھی طرح دھوکر گودے سے علیحدہ کر لیں۔ تازہ بیچ بونے سے بہتر تنائج حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے بیچ کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے اور اگنے میں کافی وقت پیش آتی ہے۔ زیادہ اگاؤ حاصل کرنے کے لیے امروہ کا بیچ ڈس سے پندرہ روز کے لیے پانی میں رکھا جاتا ہے ہر روز پانی بدل دینا چاہیے۔

دو سراطِ ریقہ یہ ہے کہ امروہ کا بیچ پچاس فیصد ایکٹل ایسٹڈ میں لصف سے ایک منٹ کے لیے رکھ کر پانی میں دھولیا جاتا ہے۔ اس طرح روئیدگی زیادہ اور جلدی ہو جاتی ہے بیچ کیاریوں یا کھلیلوں میں بیویا جاتا ہے۔ کھلیلوں کی لمبائی عموماً 15 میٹر، چوڑائی ایک میٹر اور اونچائی 20 سے 25 سینٹی میٹر تک ہے۔ بیچ کی گہرائی آدھ سسم ہونی چاہیے۔ بیچ کو پھل سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ بیچ اگنے کے لیے چار سے پانچ ہفتے درکار ہوتے ہیں۔ جب پودے 8 سے 10 سم اونچے ہو جائیں تو انہیں کیاریوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار شدہ پودے صحیح انسل نہیں ہوتے اور پھل کی خصوصیات یکساں نہیں ہوتیں۔

بذریعہ پیوند کاری

ایک سال کے بیچ پودے پر ماہ اپریل یا اگست / ستمبر میں بہترین اقسام کا پیوند لگایا جاسکتا ہے۔ نئے تجربات اور مشاہدات کے نتیجے میں پیوند کاری کے درج ذیل طریقے نے بہتر تنائج دیتے ہیں۔

بافت کاری (ٹوشکچر)

پودوں کی افزائش کا یہ نیا طریقہ دریافت کیا گیا ہے اس طریقے سے پیدا شدہ پودے صحیح انسل اور تمام بیاریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس طریقے

سے پودے کے چند خلیوں سے کم وقت میں زیادہ پودے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے پھل دار پودوں کی افزائش بذریعہ بافت کاری (Tissue Culture) کو ابھیت دی ہے اور اس طریقے پر کام شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں فیصل آباد میں کئے گئے تجربات سے اس پھل کی افزائش میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس طریقے افزائش میں پودے کے سروالے شگوفے سے خلیے لے کر انہیں میٹ ٹیوب میں منتقل کیا جائیں میں مخلوتوں میں رکھا جاتا ہے۔ یہاں ان کی جڑیں، شاخیں اور پتے اُگ آتے ہیں پھر ان پودوں کو مخلوتوں میں تبدیل کیا جاتا ہے امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں امرود کے صحیح انسل پودوں کی افزائش آسان ہو جائے گی۔ (نوٹ) امرود کی قلموں کے ذریعے افزائش نسل پر بھی تحقیق ہوئی ہے اس کے لیے بڑھوڑی والے ہار موز آئی۔ بے۔ اے یا انڈوں بیوناٹرک ایسٹڈ کا استعمال کیا جاتا ہے اور قلموں کو زیادہ نمی والا محول مہیا کیا جاتا ہے۔
نوٹ:- امرود کی قلموں کے ذریعے افزائش نسل پر بھی تحقیق ہوئی ہے اس کے لیے بڑھوڑی والے ہار موز آئی۔ بے۔ اے یا انڈوں بیوناٹرک ایسٹڈ کا استعمال کیا جاتا ہے اور قلموں کو زیادہ نمی والا محول مہیا کیا جاتا ہے۔

پودوں کی باغ میں منتقلی

دوسرے سدا بہار درختوں کی طرح امرود کے پودے لگانے کا موسم بھی فروری / امارچ یا ستمبر / اکتوبر ہے۔ کھیت میں پودے لگانے سے پہلے زین میں کو اچھی طرح تیار کر کے تقریباً 8 میٹر کے فاصلے پر 1x1x1 میٹر سائز کے گڑھے کھودے جاتے ہیں اور گڑھوں میں ایک حصہ پھل، ایک حصہ گلی سڑی گورکی کھاد اور ایک حصہ گڑھے کے اوپر واٹی ملکر بھردیئے جاتے ہیں۔ پھر کھیت کو پانی لگادیا جاتا ہے اور وہ آنے پر پودے کی گاچی کے مطابق چھوٹا گڑھا کھود کر پودے لگادیئے جاتے ہیں اور پودے کے ارڈر مٹی کو اچھی طرح دبا کر پانی دیا جاتا ہے۔

آب پاشی

چھوٹے پودوں کا سارا سال کم وقوف کے ساتھ زین کی خاصیت اور آب و ہوا کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔ پودوں کو اس وقت پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جب ان پر پھل لگا ہو جب پھول آرہے ہوں تو اس وقت پانی کی مقدار کم کر دی جاتی ہے تاکہ بار اوری اچھی ہو جائے بڑے پودوں کو گرمی کے موسم میں وس دن اور سردی کے موسم میں ایک ماہ کے بعد پانی لگانا مفید ہے۔ کھر کے متوقع دنوں میں پانی لگانے سے پودوں کو کھر کے مضر اثرات سے بچایا جاسکتا ہے۔

کھاد

امرود کے پودے سال میں دو دفعہ پھل دیتے ہیں۔ اس لیے اچھی بیداری لینے کے لیے ضروری ہے کہ پودوں کو گورکی کھاد 40 کلوگرام، ناٹرودجن ایک کلوگرام، فاسفورس ایک کلوگرام اور پوٹاش آدھا کلوگرام فی پودا دی جائے۔ کیمیائی کھادیں پودے سے گرمیوں والا پھل توڑنے بعد اور نئے پھول آنے سے پہلے یعنی ماہ اگست میں دی جائیں تاکہ موسم سرما کی بھر پور فصل حاصل کی جاسکے۔ کھادوں کے استعمال میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ ناٹرودجن کے حصول کے لیے اموئیم سلفیٹ، اموئیم ناٹریٹ یا ناٹرودفاس کا استعمال کیا جائے اور یوریا کے استعمال سے جہاں تک ہو سکے گریز کیا جائے۔ گورکی کھاد ماہ دسمبر، جنوری اور کیمیائی کھاد ماہ اگست میں دینی چاہیے۔ کھاد پودے کے تمام پھیلاؤ میں ڈال کر گوڈی کر کے پانی دینا چاہیے۔

بار آوری

امرود کے پودے سال میں دو دفعہ پھل دیتے ہیں۔ یعنی موسم گرما اور موسم سرما میں۔ ماضی میں امرود کے کاشنکار گرمیوں کی فصل پر زیادہ توجہ دیتے تھے جبکہ اس موسم کا پھل کمی کے حملے کی وجہ سے بہت زیادہ ضائع ہو جاتا تھا اور جو بچتا تھا وہ بھی زیادہ تر محفوظ نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ پھل چند سالوں سے زرعی ماہرین کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے باطن حضرات گرمیوں کی فصل کو ضائع یا کم کر دیتے ہیں اور سردیوں کی بھر پور فصل حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح باطن حضرات اور صارفین دنوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جہاں کاشنکار کو اچھی اور زیادہ آمن حاصل ہوتی ہے وہاں صارفین کو اچھا اور تند رست پھل زیادہ

عرصے کے لیے کھانے کو ملتا ہے۔

یا ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ پتوں کی عدم موجودگی میں درختوں میں خوارک بنانے کا عمل رک جاتا ہے اور پودے کمزور ہو جاتے ہیں۔ نیز پودوں کے اندر ورنی خلیوں کا درجہ حرارت بھی بڑھ جاتا ہے کمزور پودوں پر کٹرے کموزے، پیاریوں اور دیگر جرامیں با آسانی غالباً آ جاتے ہیں۔ نیز پودوں کے اندر ورنی خلیوں کی عمر کم ہو جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ موسم گرم کی فصل کے پھول اور پھل کو چھڑیوں یا لبے عرصے کے لیے آپاشی روک کر ختم کرنے کی بجائے دوسرے بے ضرر طریقوں سے ختم کر دیا جائے تاکہ پودے کی صحت برقرار رہے اور باغات کی عمر بھی کم نہ ہو۔ بہتر ہے کہ موسم گرم کی فصل کے پھول اور پھل ہاتھوں سے توڑے جائیں تاکہ پودوں کا نقصان نہ ہو یا پھر موسم گرم کی فصل کے پھول اور پھل کیمیائی ادویات مثلاً نیفتھلین ایٹک ایڈ (Naphthalene Acetic Acid) 70 میلی لیٹر فنی 100 میلی لیٹر پانی کا سپرے کر کے ان کو ختم کر دیا جائے۔

درج بالا کسی بھی طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس بات کا خیال ہے کہ درخت پر اس قدر پھول اور پھل رہ جائیں کہ جس سے ۱۰۵ فیصد پھل حاصل ہو سکے۔ پھول اور پھل کو ہاتھوں سے توڑنے یا کیمیائی ادویات کا سپرے کرنے پر اخراجات یقیناً زیادہ ہوں گے مگر پودے کی صحت، کٹرے کموزوں اور بیماریوں سے بچاؤ اور پیداواری صلاحیت کو زیادہ عرصے تک برقرار رکھنے کے لیے یہ طریقہ ناگزیر ہے۔

کاث چھانٹ

امرود کے پودوں میں عام طور پر کاث چھانٹ نہیں کی جاتی لیکن چھوٹے پودوں کا ڈھانچہ سفارنے اور اسے مضبوط بنانے کے لیے ان کی شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ جوان پودوں میں صرف سوکھی ہوئی یا بیمار شاخوں کا کاٹا جاتا ہے۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لیے ہر سال اپریل میں بیمار، سوکھی ہوئی اور غیر ضروری شاخیں کاٹ دیں۔

اقام

سفیدا

اس کا پھل گول، رنگ سفید، سائز درمیانہ، چھلاکا صاف، ذائقہ کافی لنیزد اور میٹھا ہوتا ہے۔ پھل میں بیچ کافی ہوتے ہیں۔ اوسط پیداوار 57 سے 100 کلوگرام فی درخت ہے اس قسم کو الہ آبادی بھی کہتے ہیں۔

سرخا

اس کا پھل گول، چھلاکا صاف اور گودا سرخ ہوتا ہے گودے کے رنگ کی وجہ سے اسے سرخا کہا جاتا ہے۔ قسم سفیدے سے کم مٹھاں رکھتی ہے پھل پکنے کے بعد خراب ہو جاتا ہے اوسط پیداوار 75 سے 90 کلوگرام فی درخت ہے عام طور پر اس کا پھل مخصوصات بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

کریلا

اس کا پھل لبوڑا اور گردان صراحی دار ہوتی ہے اس کا چھلاکا کھر دار اور گودے کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ قسم لاڑ کا نہ میں زیادہ کاشت کی جاتی ہے اس میں بیچ کم ہوتے ہیں لیکن یہ قسم کم ذائقہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں مقبول نہیں۔ اوسط پیداوار 75 سے 90 کلوگرام فی درخت ہے حال ہی میں پنجاب میں امرود کے زیر کاشت علاقوں کے سروے کے دوران امرود کی چند اعلیٰ اقسام چتی گئی ہیں۔ جوز یہ مشاہدہ ہیں۔

کٹرے اور ان کا تدارک

اس پر قابو پانے کے لیے ایک ایکٹرے میں 4 سے 6 عدد جنسی پھنڈے لگا کر اس میں میتھاں کی یو جیناں کے زہر آسود پھنڈے رکھ دیئے جاتے ہیں جس سے کمھی پھنڈے میں آ کر مر جاتی ہے۔ زہر آسود دوائی ہر دس دن بعد تبدیل کر دینی چاہیے۔

چال کی کمی

امروہ کو سب سے زیادہ نقصان چال کی کمی پہنچاتی ہے جس کا زیادہ حملہ گرمیوں کے موسم میں ہوتا ہے۔ یہ کمی چال کے اندر اپنا ڈنگ دا خل کر کے اٹھے دیتی ہے جن سے سندھیاں پیدا ہوتی ہیں جو گودے کو گھانا شروع کر دیتی ہیں اور چال گل سڑکر زمین پر گرا جاتا ہے۔ گرے ہوئے چال کو زمین میں دبادینا چاہیے اور پودوں کے نیچے گوڈی کر دینی چاہیے جب امروہ بڑے سائز کا ہو جائے تو ڈپر کس یا کافینڈار کا سپرے بحساب 25 ملی لیٹرنی لیٹر پانی کریں۔

گدھیڑی

یہ کیڑا عام طور پر آم کے پودوں پر حملہ کرتا ہے لیکن امروہ اور کئی دوسرے چال دار پودے بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں ہیں۔ بالغ اور سچے دونوں ہی امروہ کے درخت کی شاخوں اور کونپوں سے رس چوتے ہیں اور پودوں کو نمزوں کر دیتے ہیں۔ جس سے چال گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ ماہ میں جون میں زمین کے اندر اٹھے دیتی ہے جس سے دسمبر یا جنوری میں نیچے نکل کر درختوں نکل کر درختوں پر چڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ عمل فروری تک جاری رہتا ہے۔

انساد

- 1- اٹھوں کی تلفی کے لیے حملہ شدہ پودوں کے نیچے جون سے دسمبر تک 8 سے 10 مرتبہ ہل چلانا چاہیے تاکہ زمین دوز اٹھے باہر آ کر سورج کی گرمی وغیرہ سے تباہ ہو جائیں۔
- 2- حملہ شدہ پودوں کے نیچے ماہ دسمبر کے آخر میں زمین میں گوڈی کر کے بی ایچ سی (BHC) ملا دیں تاکہ اٹھوں سے بچے نکلنے ہی مر جائیں۔
- 3- ماہ دسمبر کے آخر میں درخت کے تنے پر پوپی تھین کانڈنگ کی پی کس کر لیٹ دیں۔ گدھیڑی کے نیچے اس کے اوپر سے گزر کر درخت پر نہ چڑھ لیں گے۔
- 4- چکنے والے بینڈ گدھیڑی کے نکلنے سے پہلے دسمبر کے آخر تک پودوں کے تنے پر چکا دیں تاکہ اس کے سچے درخت پر نہ چڑھ لیں۔ اس مرحلہ پر یہ خیال رہے کہ پودے کی شاخیں زمین کو نہ چھوڑی ہوں۔
- 5- جب کیڑے میں کمینے میں درختوں سے نیچے اتر رہے ہوں تو ان کو تلف کرنا چاہیے تاکہ یہ اٹھے نہ دے سکیں۔

امروہ کا سوکا

چھلے چند سالوں سے امروہ کے پودوں کے سوکھ جانے کی مشکایت بہت آرہی ہے جو کہ بذات خود کوئی بیماری نہیں بلکہ چند ایک دوسرے کا شتی عوامل یا زمینی نفاذ کی وجہ سے موقع پذیر ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ بیماری صرف ایسے باغات جہاں سالہ سال سے مناسب کاشتی امور بجانہ لائے گئے ہوں یا پھر گرمیوں کا چال نامناسب طریقوں سے پتوں سمیت جھاڑا گیا ہو تو قوع پذیر ہوتی ہے۔

پودے سوکھنے کی دوسری وجہات پودے کی جڑوں یا زمین میں خرابی ہو سکتی ہیں اس لیے حکم تجزیہ اراضی یا شعبہ امراض نباتات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ان کو تجویز کردہ سفارشات پر عمل کر کے پودوں کو سوکھنے سے بچایا جاسکتا ہے۔

- 1- اگر پودے جڑوں کے گلشنہ سڑنے سے سوکھ رہے ہوں تو پودے کے تنے کے گرددور بنا کر پانی سے بھر دیں اور اس میں بخاطر عمر ۱۰۰ سے ۲۰۰ گرام ریڈو مل ملا دیں۔
- 2- پودے کی سوکھی ٹہنیوں / شاخوں کا بغور مشاہدہ کریں اگر اس میں سوراخ ہوں تو تنے کا گڑو وال اس کی وجہ بن سکتا ہے سب سے پہلے سوکھے تنے / شاخیں کاٹ لیں پھر پودے پر میٹا لیکسل + مینیکو زیب سپرے کریں۔ یہ سپرے ایک ماہ کے وقت سے تین دفعہ کرنا چاہیے۔
- 3- اگر پودے کی جڑیں بالکل ٹھیک ہوں اور تنے پر بھی کوئی سوراخ نہ ہو تو پھر یہ سوکا تنزیل (Decline) کی وجہ سے ہے اس کے لیے تاپس انہی بحساب 100 گرام 100 نی لیٹر پانی ملا کر تو قفعے سے تین سپرے کریں۔

لیچی

پیچی ایک لندنی پھل ہے۔ اس کا اصل وطن جنوبی چین ہے جہاں یہ آج سے دو ہزار سال قبل بھی کاشت کی جاتی تھی۔ اس کا درخت گھنا، زمین کی طرف جھکا ہوا اور گہرا بسرا ہوتا ہے جس کی اوپرچاری عام طور پر 5 سے 7 میٹر تک ہے گری بعض موزوں علاقوں میں 13 میٹر تک بھی ہو سکتی ہے۔ پھل سے لدا ہوا درخت بہت ہی خوبصورت منظر پیش کرتا ہے جس میں گلابی اور سرخ رنگ کے چھپوں کے بڑے بڑے چھپے لکھے ہوتے ہیں۔ موسم بہار میں جب اس پر زردی مائل سفید چھپوں نکلتے ہیں تو وہ بھی ایک خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ اس کا پھل ایک باریک مگرخت اور جلدی پھٹ جانے والا خول میں بند ہوتا ہے۔ کھانے والا حصہ عموماً سفید جیلی نما خوبصوردار اور میٹھا ہوتا ہے۔

آب و ہوا

پیچی ان علاقوں میں با آسانی اگائی جاسکتی ہے۔ جہاں سردیوں اور گرمیوں کے درجہ حرارت میں ایک واضح فرق ہو۔ گرم مرطوب آب و ہوا چھپوں کے کھلنے اور پھل کی بڑھوتری کے لیے نہایت موزوں ہے۔ سردیوں میں کچھ درجہ حرارت 4 سے 5 درجہ سینٹی گریڈ ضروری ہے۔ اس سے اس کی بڑھوتری رک جاتی ہے اور چھوپنے کا عمل تیز ہوتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں بارشیں خصوصاً اس کے لیے مفید ہیں۔ پیچی کا درخت زیادہ خشک گری اور خخت سردی قطعاً پسند نہیں کرتا۔ مگر بڑے درخت کم عمر پودوں کی نسبت سخت موسم مقابلاً زیادہ بہتر طور پر برداشت کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں دریائے راوی اور ستھن کے ارد گرد کے علاقے جن میں لاہور، شاخوپورہ اور قصور کے اضلاع شامل ہیں۔ پیچی کی کاشت کے لیے موزوں ہیں۔ دریاؤں کے آس پاس کئی دیگر علاقوں میں بھی پیچی کے باغات کامیابی سے لگائے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ملتان میں آم کے باغات کے اندر بھی پیچی کے درخت کامیابی سے پھل دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ پیچی کا پودا آم کے درخت کے سائے میں نہیں ہونا چاہیے اور ان کو ہر حال میں خوب دھوپ لکھا چاہیے۔

زمین

یہ درخت مختلف قسم کی زمینوں میں بڑی کامیابی سے لگایا جاسکتا ہے۔ تاہم ایسی زمین جو گہری اور میرا قائم کی ہو اور جس میں نی تائم رکھنے کی قوت بھی موجود ہو پیچی کے لیے نہایت ہی موزوں قرار دی جاتی ہے۔ بہترین ستھن حاصل کرنے کے لیے ایسی زمین کا انتخاب کرنا چاہیے جس میں باتاتی مادے کی مقدار اضافی ہو۔ تھوڑہ زمین میں پیچی کی تجارتی پیمانے کا شست سو دنہنیں ہوتی۔

افراش

پیچی کی افراش عام طور پر بذریعگی یا ہوائی داب کی جاتی ہے۔ یہ بہت ہی آسان طریقہ ہے لیکن اس میں وقت اور خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ چین میں اس کی افراش نسل بذریعہ بغل گیر پیوند ہوتی ہے۔

پاکستان میں اس کی افراش نسل بذریعہ ہوائی داب کی جاتی ہے۔ اس طریقے میں پختہ اور تقریباً پنل بختی موٹی شاخیں منتخب کی جاتی ہے۔ پتے کے قریب سے دوسم چوڑا چھال کا جھلے کی شکل میں اتار دیا جاتا ہے اور اس شاخ کو مخصوص گلے جس میں بھل اور پتوں کی گلی سڑی کھاد بھری ہوئی ہو، میں تار کے ذریعے گملے کے دونوں سروں پر باندھ دیا جاتا ہے۔ ان گملوں کو روزانہ دو فلم پانی دیا جاتا ہے۔ چار پانچ ماہ بعد اس شاخ کے گملے میں دلی ہو جگہ سے جڑیں نکل آتیں ہیں داب سے پچھے 5، 6 سم جگہ چھوڑ کر شاخ کو کاٹ دیا جاتا ہے گلوں کو سایہ دار مرطوب جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے۔ داب کا یہ عمل دوسروں میں یعنی بہار (فروری/مارچ) اور برسات (جو لوئی/اگسٹ) میں کیا جاتا ہے لیکن عام طور پر 5 جون سے 5 جولائی تک کامیابی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر شاخیں زمین کے قریب ہوں تو ٹھینیوں سے چھلانما طریقے سے چھاکا اتار کر زمین میں دبادیا جاتا ہے اور زمین کو باقاعدہ نمدار کھا جاتا ہے تاکہ جڑیں با آسانی نکل سکیں۔ چار پانچ ماہ بعد داب سے پچھے 5، 6 سم جگہ چھوڑ کر شاخ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

پودے لگانا

پیچی کے پودے فروری / اکتوبر میں لگائے جاتے ہیں پودوں کا درمیانی فاصلہ 8 سے 10 میٹر کھا جاتا ہے پوڈے لگانے کے لیے میٹر سائز کے گڑھے کھوکھا رہنے کو بھل، گڑھے کی اور کسی 30 سم سطح کی مٹی اور لگی سڑی کھاد ملا کر بھر دینا چاہیے۔ پوڈے لگانے کے فوراً بعد آپاشی کر دینی چاہیے۔

آب پاشی

پیچی کے پوڈے کو عام طور پر موسم بہار میں کھیت میں منتقل کیا جاتا ہے اس دوران ہفتے میں دو مرتبہ ہکانی لگانا چاہیے۔ یہ تقریباً ایک ماہ جاری رکھیں۔ اس کے بعد ہر ہفتے پانی دیتے رہنے سے پوڈوں کے مرنے کا احتمال بہت حد تک کم ہو جاتا ہے۔ پیچی کے جوان پودوں کو نہیں زیادہ پانی درکار ہوتا ہے مگر پانی کا کھڑا رہنا ہرگز مناسب نہیں۔ ہر حال زمین کو کھنک نہیں ہونا چاہیے خصوصاً جب پوڈا تمیزی سے بڑھوڑی کر رہا ہو۔ مگر پانی میں نمکیات کی کثرت مہلک ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ پیچی نمکیات کے خلاف بہت کم مدافعت رکھتی ہے۔

کھاد دلانا

پیچی کے پودوں کی بہتر نشوونما اور اچھی پیداوار کے لیے کھاد کا ایک بہتر پروگرام وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا پروگرام عموماً زمینی حالت کے پیش نظر ہی بنایا جاسکتا ہے اور وہی زیادہ کارگر ہو گا۔ مگر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ باغ میں لگائے گئے چھوٹے پوڈے لگائے گئے چھوٹے پوڈے آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اس لیے ان کی مناسب بڑھوڑی کے لیے گور کی گلی سڑی کھاد زیادہ مقدار میں مہیا کرنی چاہیے۔ تین سال بعد جب ایک محنت مند پوڈا چھوٹا ہو تو اس دوران کھاد کی مقدار زیادہ کر دینی چاہیے اور کیمیائی کھادیں خصوصاً نائٹرو جن، فاسفورس اور پوٹاشیم مناسب تباہ اور مقدار میں گور کی کھاد کے ساتھ ڈائی چاہیں۔ پیچی کا پوڈا تقریباً تین سے پانچ سال کی عمر کے بعد بچھل دینا شروع کرتا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اور پیداوار کی مقدار کی متناسب سے کھاد کی مقدار بڑھائی جاتی ہے عام طور پر ایک جوان پوڈے کو سب سے 100 کلوگرام قلی سڑی گور کی کھاد کے علاوہ 15 کلوگرام یوریا، 3 کلوگرام پوفاسفیٹ اور 1 کلوگرام پوٹاشیم سلفیٹ ڈائی چاہیے۔ نائٹرو جمنی کھاد کا نصف حصہ فاسفورس اور پوٹاش کی پوری مقدار کے ساتھ چھوٹا ہے سے 2 ہفتے پہلے اور نائٹرو جمنی کھاد کا باقی حصہ پھل بننے کے دو ہفتے بعد دینا چاہیے۔ کھاد دلانے کے فوراً بعد پانی لگانا چاہیے۔

کاث چھانٹ

ہر پھلدار پوڈے کی مناسب کاث چھانٹ کی جاتی ہے۔ کئی ایک میں شدید ہوتی ہے جبکہ بعض میں ہلکی۔ پیچی میں بھی ہلکی کاث چھانٹ کی جاتی ہے خصوصاً جب پوڈا ابھی بڑھوڑی کے ابتدائی مرحلہ میں ہو۔ شروع شروع میں پوڈے کو ایک خوبصورت اور طاقتور ڈھانچہ مہیا کرنے کے لیے اس کی کاث چھانٹ کی جاتی ہے جبکہ بعد میں اس ڈھانچے کو قائم کرنے کے لیے اور دیگر بیمار، سوکھ یا غیر مطلوبہ شاخیں اتارنے کے لیے کاث چھانٹ کا عمل ضروری ہے۔ پوڈے کی اونچائی مناسب حد تک رکھنے کے لیے بعض اوقات پوڈے کے سر کے اوپر سے بھی شاخ تراشی مناسب رہتی ہے۔

برداشت

بعض پھل مثلاً آم اور کیلے کلنے سے قبل ہی درخت سے اتار لیے جاتے ہیں جو کہ بعد میں پک کر میٹھے ہو جاتے ہیں مگر پیچی ایسا پھل نہیں۔ اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ پوری طرح پکا ہوا پھل ہی درخت سے توڑا جائے۔ اس کے لیے زمیندار کو اپنے حالات کے مطابق تجربے سے سیکھنا چاہیے کہ پھل کب توڑا جانا مناسب ہے۔ یہ پھل کلنے پر میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے جبکہ شیم پختہ پھل سخت اور کھٹکتا ہوتا ہے۔ زیادہ پکے ہوئے پھل کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے اور چمک غائب ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے مناسب وقت کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ پیچی کا پھل متی سے جولائی تک کپتا ہے۔ پھل توڑتے وقت اس کا مکمل گچھا کچھ پتوں کے ہمراہ توڑتا چاہیے۔ اختیاط لازم ہے کہ اس دوران پھل زندگی نہ ہو کیونکہ اس طرح پھل خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پیچی کا پکا ہوا پھل فریض میں 3، 4 ہفتے جبکہ فریض کے باہر 3، 4 دن تک رکھا جاسکتا ہے پیچی کا پھل خشک بھی کیا جاسکتا ہے جو کہ بہت مزیدار ہوتا ہے۔

پیداوار

پیچی کی اوسط پیداوار 50 سے 100 کلوگرام فن پودا ہوتی ہے۔

اقسام

صرائی، چھوئی نگل، ڈیرہ دون، گولہ، بیدانہ اور چانپا پاکستان میں زیر کاشت پیچی کی مشہور اقسام ہیں۔



لوكاٹ

لوكاٹ کا اصل طبع جین کو کہا جاتا ہے مگر اس کی ترویج و ترقی کا زیادہ تر کام جاپان میں ہوا اور اس کی پیشتر مشہور اقسام و ہیں دریافت ہوئیں۔ پاکستان میں لاہور، گوجرانوالہ، جہلم، (جنوب آسیدن شاہ، بلکر بھار) روالپنڈی، ہزارہ (ہری پور) اور مردان کے علاقوں میں لوكاٹ تجارتی پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کا قبزہ زیادہ نہیں ہے مگر یہ پھل منڈیوں میں سال کے اس حصے میں آتا ہے جب دوسرا پھلوں کی منڈی میں بہت نہیں ہوتی۔ لوكاٹ کا پودا عموماً 7 میٹر اونچا چھڑی نما اور سدا بھار ہوتا ہے۔ اس کے پتے لمبے جن کے اوپر والی سطح ملائم ہوتی ہے۔ پھلوں کی ڈنڈی کی لمبائی تقریباً 22 سم ہوتی ہے۔ پھلوں سفید اور خوشبو ردار ہوتے ہیں۔ مختلف اقسام میں پھل کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔ پھل کی لمبائی تقریباً 3 سم ہوتی ہے۔ پھل کا رنگ ہلکے زرد سے نارنجی ہوتا ہے۔ اس کے پھل کا چھلکا بہت پتائخت گمراہ آسانی کے ساتھ گودے سے الگ کیا جاسکتا ہے اس کے پھل کا گودا نرم اور سدار ہوتا ہے۔ جس میں ایک سے پانچ تک بیج ہوتے ہیں۔

آب و ہوا

لوكاٹ سدا بھار مگر خخت جان پودا ہے۔ معتدل آب و ہوا میں اچھی طرح نشوونما پاتا ہے۔ یہ گرم خنک ہوا برداشت نہیں کر سکتا۔ پھل کے کپٹے وقت سخت و ہوپ اور گرم ہوائیں اس کے پھل کی جامت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے پھل یا تو بہت چھوٹا رہ جاتا ہے یا پھر اچھی طرح پک نہیں سکتا۔ لوكاٹ ساید ارجمند میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے اس کو عارضی پودے کے طور پر دوسرا پھلدار پودوں میں لگایا جاسکتا ہے۔

زمین

لوكاٹ کے لیے زرخیز میراز میں جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو بہتر ہوتی ہے۔ ایسی زمین میں یہ خوب پھلانا پھولتا ہے جکنی اور بیتلی زمینوں میں اسے کاشت نہیں کرنا چاہیے۔ زمین کی چلکی سطح میں نکلر، پھر وغیرہ نہیں ہونے چاہیے۔

کھاد

لوكاٹ کے تین چار سالہ پودوں کو 10 سے 15 کلوگرام گوبر کی گلگی سڑی کھاد اور ایک جوان پودے کو 40 سے 60 کلوگرام گوبر کی کھاد ڈانی چاہیے۔ اس کے علاوہ 1.5 سے 2.5 کلوگرام ایکوئیم سلفیٹ، 2 کلوگرام پرفیسٹ اور 1 کلوگرام پوتاشیم سلفیٹ فی پودا ڈانے سے بیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے چونکہ لوكاٹ کے پھلوں نمبر دسمبر میں آتے ہیں۔ اس لیے گوبر کی کھاد اگست / ستمبر میں اور مصنوعی کھاد کو تبر کے پہلے یا دوسرا پودے ہفتہ میں دی جائے۔ مصنوعی کھاد دینے کے فوراً بعد پانی دیں۔ یاد رہے کہ گوبر کی کھاد یا مصنوعی کھاد کو تین سے 30 سے 45 سم کا فاصلہ چھوڑ کر درخت کے پھیلاؤ تک زمین میں ملا ناچاہیے۔

افراہیں نسل

لوكاٹ کی افزائش نسل کے لیے عمدہ قسم کے پودے کا پا ہوا پھل منتخب کر کے اس میں سے بیج نکال کر اسے کیاریوں یا گملوں میں بودیا جاتا ہے۔ بیج کو زیادہ گہرائیں بونا چاہیے۔ بیج کے اگاؤ کے لیے ان کیاریوں اور گملوں میں نبی برقرار رکھی جاتی ہے۔ عام حالات میں یہ جوں کو اگنے کے لیے تقریباً ایک ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ بیج کو گملوں میں بونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ان کو گرم ہواں اور بارش سے محظوظ کرنا آسان ہے جب نوزائدہ پودے تقریباً 10 سم کے ہو جائیں تو ان کو 15 سم کے گملوں میں تبدیل کر دینا چاہیے اور جب تھنی پودوں کا قد 45 سم تک ہو جائے تو ان کو 24 سم کے گملوں میں تبدیل کر دینا چاہیے۔ تقریباً تین ماہ بعد یہ پودے باغ میں تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

نباتاتی طریقہ (بغلگیر پوند)

جب تھنی پودے پنسل کی موٹائی کے برابر ہو جائیں تو ان کو فروری / مارچ یا جولائی / اگست میں عمدہ پودوں کے قریب لے جائیں۔ گملے سے تقریباً 15

سے 22 سم اور مناسب موئی سے 6 سم لمبا چھلاکا شاک اور سائنس کی شاخوں سے اتاریں اور دونوں شاخوں کو اس طرح ملائیں کہ ان میں کوئی خلا باتی نہ رہے۔ پھر ڈوری سے مضبوطی سے باندھ دیں اور اپر پولی تھیں کاغذ چڑھادیں تاکہ پیوندی جگہ پانی اور جراشیم سے محفوظ رہ سکے۔ پیوند شدہ گلوں کو باقاعدگی سے پانی دیتے رہیں۔ تین ماہ بعد ان کا جوڑ کمل ہو جائے گا۔ دیسی شاخ کو جوڑ سے 7 سم اور پیوندی شاخ کو جوڑ سے 7 سم نیچے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پھر ان پیوندی پودوں کو سایہ دار جگہ میں رکھ کر باقاعدگی سے پانی دیتے رہنا چاہیے۔

پودے لگانا

باغ کی داغ تیل کرنے سے پہلے زمین میں اچھی طرح سے ہل اور سہاگر سے تیار کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد پودوں کی نشاندہی بذریعہ مرلح طریقے یا شش پہلو طریقے سے 7 سے 8 میٹر کے فاصلے پر کی جاتی ہے۔ نشاندہی کے بعد گڑھے تیار کیے جاتے ہیں گڑھے کا سائز میٹر ہونا چاہیے۔ گڑھوں کو بھرنے کے بعد کھیت کو پانی دیں۔ وتر آنے پر گاچی کے مطابق گڑھا کھوکھو کر پودے لگائے جائیں۔ لوکاٹ کے پودے دوسرے پھل دار پودوں کی طرح فروری / امارٹ اور ستمبر / اکتوبر میں لگائے جاسکتے ہیں۔

آب پاشی

پودے کی اچھی بڑھوتری اور بار آوری کے لیے اسے باقاعدگی سے پانی دینا چاہیے۔ پانی کا وقہ ایک سے ڈیڑھ ہفتے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر پانی باغ میں کھڑا رہے تو پودوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ سردی کے موسم میں مبینے میں ایک دفعہ پانی دینا کافی ہوتا ہے۔

کاشتی عمل

پودوں کو صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ باغ میں قبلہ رانی / گوڑی کی جائے۔ ایسا کرنے سے زمین میں ہوا کا گزر آسان ہو جاتا ہے۔ نبی زیادہ دیر تک برقرار رہتی ہے اور جڑی بیٹیوں کی تلفی بھی ہو جاتی ہے۔

پھل کی چھدرانی

عمدہ پھل حاصل کرنے کے لیے پھل کی چھدرانی کر دینی چاہیے تاکہ پھل جنم میں بڑا اور خاصیت میں عمدہ ہو جائے۔ کچھ شاخیں بھی کاٹ دی جاتی ہیں تاکہ اگل سال نئی شاخیں نکل آئیں اور پھل کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

اقسام

اس وقت بہت سی تینی اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔ مگر ان میں سے بعض اقسام لذت اور ذائقے میں بہت اعلیٰ ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان میں سے اعلیٰ اقسام جو خاصیت اور ذائقے کے لحاظ سے عمدہ ہوں اور نقل و حرکت بھی برداشت کر سکتی ہوں منتخب کی جائیں۔ لوکاٹ کی اہم اقسام میں شاک، تھامن پرائیڈ، میچ لس اور امپروڈ گولڈن یا یلو گاس طور پر مقابل ذکر ہیں۔

فصل کی برداشت

لوکاٹ کا پھل آخر بہار میں پکتا ہے۔ پھل کے نرم اور نازک ہونے کی وجہ سے جلدی خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے پھل کو بڑی احتیاط سے ٹوکریوں میں بند کرنا چاہیے۔ ایک ٹوکری یا بکس میں پندرہ سے تج کلوگرام سے زیادہ پھل نہیں ہونا چاہیے۔

کیڑے اور بیماریاں

پاکستان میں لوکاٹ کے پودے شدید قیم کی بیماریوں اور کیڑوں سے محفوظ ہیں بعض اوقات ٹہنیوں کے سڑنے کی بیماری جو کہ کمزور پودوں پر حملہ کرتی ہے کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ ان شاخوں کو بیمار جگہ سے 30 سم نیچے سے کاٹ دیا جائے اگر پھل میں سوراخ کرنے والی مکھی کے حملے کا خطرہ ہو تو زمین پر گرے ہوئے پھل کو اٹھا کر کے دبادیں اور 450 گرام ڈپر کیس 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔

جامن

جامن ایک بلند قامت سدا بہار چلدار درخت ہے۔ اس کا پھل جامنی رنگ کا اور پھل کا گودا نرم ہوتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جامن بر صغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے پایا گیا اور پھر دنیا کے دیگر ممالک مثلاً جنوبی فلوریڈا، جنوبی کیلیفورنیا، الجزاير، انڈونیشیا، فلماں تھائی لینڈ اور برما وغیرہ میں پہنچا۔ جامن کا پھل غذائی اور طبی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اطباء سے زیادتیں میں مفید گردانے تھیں۔ علاوہ ازیں جامن کے پھل سے سرکہ شربت بھی بنایا جاتا ہے۔ جو کہ جسم کی گری اور ہاضمے کے لیے مفید تباہیا جاتا ہے۔ پاکستان میں جامن کے درخت عام طور پر سڑک کے کناروں یا کھیتوں کے ارد گرد لگائے جاتے ہیں یا پھر باغات کے گرد ہواتر باڑوں کے طور پر لگائے جاتے ہیں۔

آب و ہوا

جامن کی کامیاب کاشت کے لیے نیم گرم اور مرطوب آب و ہوا بہت موزوں تصور کی جاتی ہے۔ پھلوں کے موسم میں بارشوں کا ہونا نقصان دہ ہوتا ہے کیونکہ اس سے عمل زیرگی پر براثر پڑتا ہے۔ چھوٹے پودوں پر کہر براثر ڈالتی ہے۔ پھل کرنے کے وقت نشک سالی جامن کی پیداوار کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔

زمین

جامن کو مختلف قسم کی زمینوں میں لگایا جاسکتا ہے لیکن ریلنٹی، بخت تہہ والی اور سیم زدہ زمین اس کی کاشت کے لیے غیر موزوں ہے۔ اچھی بڑھوڑی اور پیداوار کے لیے گہری اور اچھی نکاس والی بھاری میرا زمین زیادہ موزوں ہے۔

افراش

جامن کی افرائش بذریعہ بیج اور باتاتی طریقے سے کی جاسکتی ہے۔ تخت پودے صحیح انسل نہیں ہوتے ان کو روٹ سٹاک کے طور پر استعمال کر کے اچھی نسل کے پودیز ریعیج چشمہ یا بغل گیر پینڈ تیار کیے جاتے ہیں روٹ سٹاک تیار کرنے کے لیے بیج کو جولائی / اگست میں 22 سے 30 سم فاصلے کی پیڑیوں پر 15 سم فاصلے پر لگا کر پانی دے دیں۔ نیچ دو تین ہفتوں میں اگ آتے ہیں۔ سردویں میں چھوٹے پودوں کو کہر سے بچائیں۔ اس مقصد کے لیے سرکنڈے وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نسری میں مناسب فاصلہ پر جنتر کے پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ تیار شدہ سٹاک کو فروڑی / مارچ یا جولائی / اگست میں گملوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد ان گملوں کو اعلیٰ اقسام کے پودے کے ساتھ بغل گیر طریقے سے پیوند کر دیا جاتا ہے۔

پودوں کا درمیانی فاصلہ

پودے دونوں موسموں یعنی خزان اور بہار میں لگائے جاسکتے ہیں۔ باغ لگانے کی صورت میں 12 سے 14 میٹر کا فاصلہ رکھیں۔ ہواتر باڑ لگانے کی صورت میں ان کو 5 سے 7 میٹر کے فاصلے پر لگائیں متنقلی کے وقت پودے کی عمر کم از کم دوسال ہو۔ گاچی کا لئے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ جڑیں کم سے کم کٹیں۔ جڑوں اور پتوں کا تناسب برقرار رکھنے کے لیے پودوں کو چوتھیں تھوڑا سا کاٹ دینا چاہیے پوڈے شام کے وقت باغ میں منتقل کریں اور متنقلی کے فوراً بعد پانی لگا دیں۔

آب پاشی

شروع شروع میں ہفتہ میں ایک بار پانی لگائیں جب پوڈا جڑ کپڑ لے تو دو ہفتوں کے بعد اور درخت بن جانے پر موسم سرما میں ایک بار پانی کافی ہوتا ہے البتہ موسم گرم میں دو ہفتے بعد پانی دیں۔ پھل کرنے کے دوان آپاشی کرنے سے پھل بڑا اور ذرا اچھا ہوتا ہے۔

کھاد

پودا لگانے کے بعد عام طور پر کھاد نہیں ڈالی جاتی لیکن اگر ہر سال جنوری / فروری میں گوبر کی گلی سڑی کھاد ایک سے چار سال کی عمر کے پودوں کو بشرط 10 تا 25 کلوگرام، 4 سے 8 سال کی عمر تک 30 تا 40 کلوگرام فی درخت دی جائے تو پودے کی یو صوتی خوب ہو گئی اور پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

گوڈی

باغ کی صورت میں سال میں تین چار مرتبہ گوڈی کرنے سے پودے خوب نشود نہ ملپاتے ہیں اور چلوں کی خاصیت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ ہوا توڑ باث کے طور پر لگانے گئے جامن کے درختوں کی بھی گوڈی کرنی چاہیے تاکہ سخت مٹی زم زم ہو جائے، پانی زیادہ جذب ہو سکے اور جڑی بولیاں بھی تلف ہو جائیں۔

شاخ تراشی

جامن کے چھوٹے اور بڑے پودوں کی شاخ تراشی بہت کم کی جاتی ہے پودے کی ابتدائی زندگی میں کاث چھانٹ ان کی شکل اچھی اور ڈھانچہ مضبوط بنانے کے لیے کی جاتی ہے۔ زمین سے 1.5 میٹر تک ایک ہی شاخ رکھنی چاہیے۔ ہوا توڑ باث کے لیے پودے کی شاخ تراشی نہ کریں لیکن اگر زیادہ اونچائی والے پودوں کی ضرورت نہ ہو تو ہر سال فروری / اپریل میں شاخوں کا اوپر سے کاٹنا چاہیے۔ درختوں سے بیمار اور خشک شاخیں کاث دینی چاہیے۔ موسم برسات میں جامن کی بڑی بڑی شاخیں از خود یا آندھیوں سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ درخت کو صحیح حالت میں لانے کے لیے ان ٹوٹی پھوٹی شاخوں کی ضرور شاخ تراشی کریں۔

چلوں کی برداشت

جامن کو عام طور پر اپریل / اپریل میں پھول آتے ہیں۔ اس کا پھول کمبل ہوتا ہے۔ عمل زیر گی اکٹھ کیڑے مکوڑوں سے ہوتا ہے۔ چلوں میں لگتا ہے اور ہر گچھے میں تقریباً دس پندرہ چلوں لگتے ہیں۔ چلوں جو لائی / اگست میں پک جاتا ہے۔ چلوں ناٹک ہونے کی وجہ سے ہاتھوں سے اتارا جاتا ہے جو کہ ایک مشکل کام ہے۔ اس مقعد کے لیے بانس کی سیڑھیاں درخت کے باہر کی طرف لگائی جاتی ہیں۔ پاک ہوا چلوں سے توڑ کر کپڑے کے تھیلوں میں ڈال کر اتارا جاتا ہے۔ اس کے بعد ٹوکروں میں ڈال کر قریبی منڈی میں پکنایا جاتا ہے۔ ہوا توڑ باث کے طور پر لگانے کی وجہ سے درختوں پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی اس لیے پیداوار 80 سے 120 کلوگرام فی درخت سے زیادہ حاصل نہیں ہوتی۔

اقسام

پاکستان میں کوئی خاص اقسام نہیں پائی جاتیں البتہ جامن اور رنگ کے لحاظ سے جامن کی دو اقسام ہیں۔

- 1- جنگی قنم گودا کم اور سفید، گھٹلی بڑی ہوتی ہے۔
- 2- راقم گودا رس دار اور جامنی رنگ کا ہوتا ہے گھٹلی چھوٹی ہوتی ہے۔



بیر

بیر صغير کے قدیم ترین چالوں میں ایک ہے اور پاکستان میں بہت مقبول ہے۔ بیر کے درخت کا قد درمیانہ اور پھیلاؤ کافی ہوتا ہے۔ شاخیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس پر بہت زیادہ تعداد میں نوکدار کائیتے ہوتے ہیں۔ غذائی اعتبار اور قیمت میں ستا ہونے کی وجہ سے غریب لوگوں کا سیب کھلاتا ہے۔ یہ چال مارچ اپریل کے میونوں میں پک کرتیا ہو جاتا ہے۔ یہ ایسا وقت ہے جب بہت کم پھل منڈی میں دستیاب ہوتے ہیں۔ جو ملتے ہیں ان کا نزد انتظامیہ ہوتا ہے کہ انہیں ہر کوئی نہیں خرید سکتا۔ اس کے علاوہ اس پر کیڑے مکوڑے اور پیاریوں کا حملہ بھی کم ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں گہری ہونے کی وجہ سے خشک سالی کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کی کاشت ایسے گرم علاقوں میں بھی ممکن ہے جہاں بارش بہت کم اور آپاشی کے وسائل محدود ہوں۔ یہ چال آمدن میں بھی عام چالوں سے پیچھے نہیں ہے۔ ان تمام تر خوبیوں کے باوجود باغبان حضرات اس کی کاشت پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ اسے باغ کے ارد گرد ہوا توڑ باث۔ سڑکوں کے کنارے اور کھالوں کے ساتھ ساتھ بھی اگایا جاسکتا ہے۔

یہ چال ستا ہونے کے باوجود غذاخیت سے بھر پور ہے۔ اس کی مختلف اقسام میں حیاتین "ج" کی مقدار 100 گرام کھانے والے حصے میں 333 سے 526 ملی گرام تک پائی جاتی ہے۔ جو تراویہ چالوں سے بھی زیادہ ہے علاوہ ازیں اس میں حیاتین "الف"، "ب" اور دوسرے غذائی اجزاء کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آب و ہوا

بیر کا درخت سخت جان ہونے کی وجہ سے مختلف قسم کی آب و ہوا اور زمین میں بڑی کامیابی کے ساتھ اگایا جاسکتا ہے۔ اس کی جڑیں چونکہ بہت گہری ہوتی ہیں اس لیے اس کی کاشت ایسے گرم علاقوں میں ممکن ہے جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے اور آپاشی کے وسائل محدود ہیں البتہ بیر کی کامیاب کاشت کے لیے زیادہ مرطوب آب و ہوا اور کہرا چھپی نہیں ہوتی لیکن گاہے بگاہے بلکہ کھرپٹنے سے اس پر کوئی براثر نہیں پڑتا۔

زمین

بیر کی پیداوار کے لیے گہری اور بیتلی میرا زمین ضروری ہے لیکن معتدل شورزدہ اور سیم والی زمینوں پر بھی اس کی عدمہ کاشت مشاہدے میں آتی ہے۔

افراہنسل

چال میں اچھی خصوصیات برقرار رکھنے کے لیے دوسرے چالدار پودوں کی مانند بیر کے درخت کی افزائش بھی نباتاتی طریقے سے کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے مارچ اپریل میں پوری طرح پکے ہوئے چال سے گھٹلیاں نکال کر ان کو نسری میں لگادیا جاتا ہے۔ گھٹلیاں تین ہفتوں کے اندر انداگ آتی ہیں۔ یعنی پودے موسم برسات میں گاچی نکال کر مستقل جگہ پر لگادیے جاتے ہیں۔ دو سال بعد بیر کے یعنی پودے پیوند کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بیر کی پیوند کاری مختلف طریقوں یعنی بذری ڈنگ، رنگ ڈنگ اور شیلڈ گرافنگ کے سے کی جاتی ہے۔ اس کی افزائش کے لیے موقع پر چشمہ چڑھانے کا طریقہ بہتر ہے کیونکہ بیر کے پودے کی جڑیں اوائل عمر میں ہی زمین میں گہری چلی جاتی ہیں البتہ شروع میں بیر کی گھٹلیاں گملوں میں بھی کاشت کی جاسکتی ہے۔ جنہیں چھوٹی عمر میں ہی مستقل جگہ پر لگایا جائیے۔

روٹ شاک پیدا کرنے کے لیے دیسی بیر کی گھٹلیوں کو تربیح دینی چاہیے کیونکہ ان میں اونگے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ رنگ ڈنگ اپریل / مئی میں ٹی ڈنگ / شیلڈ گرافنگ مارچ / اپریل اور اگست / ستمبر میں کی جاتی ہے۔ انگلی حصتی موٹی شاخیں پیوند کے قابل ہوتی ہیں۔ پیوندی لکڑی حاصل کرتے وقت یہ یقین کر لینا چاہیے کہ درخت عمدہ، تندرست اور بکثرت چال لانے والی اقسام کے ہوں۔ اگر پیوند لکڑی دور دراز سے لانی ہوتا ہے کاٹ کر نمداد کپڑے یا پلاسٹک میں پیٹھ لینا چاہیے۔ علاوہ ازیں پیوندی لکڑی ایک سال پرانی شاخوں سے حاصل کرنی چاہیے۔ جن کے پتوں کی بغلوں میں نمایاں آنکھیں

ہوں۔ بیر کے جوان درختوں کو ان کے بالائی سرے کاٹ کر شیلڈ گرفتگ نما پینڈ سے بہتر اقسام میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ایسے درختوں کو موسم سرما میں اور پس سے کاش دیا جاتا ہے جو کہ شروع بہار میں خوب پھوٹتے ہیں۔ ہر کافی ہوئی شاخ پر صرف ایک شاخ کو بڑھنے دیا جاتا ہے جو کہ ماہ اگست میں جب وہ انگلی جتنی موٹی ہو جائے اچھی قسم سے پیوند کردی جاتی ہے۔ جڑوں کے مضبوط نظام کی وجہ سے پودے ایک سال میں ہی خوب پھیل جاتے ہیں۔

پودوں کا درمیانی فاصلہ

بیر کے پیوندی پودے خوب پھیلتے ہیں اور کافی جگہ گھیرتے ہیں لہذا پودوں کا درمیانی فاصلہ 10 سے 13 میٹر ہونا چاہیے۔ اکثر جگبیوں پر چونکہ بیر ہوا توڑ باڑ کے طور پر لگایا جاتا ہے ایسی صورت میں پودے سے پودے کا فاصلہ 7 سے 10 میٹر ہونا چاہیے۔

کھاد

عام طور پر بیر کے درختوں کو بھی کھار کھادوں اُنے کاررواج ہے۔ تاہم بہتر اور مسلسل بار آوری کے لیے دیجے گئے گوشوارے کے مطابق کھادوں انی چاہیے اس سے پودے کی نشوونما بہتر ہوگی۔ پھل بھی بڑے سائز کا لگے گا اور اس کی خصوصیات بھی عمدہ ہوں گی۔

پودے کی عمر	گوبر کی کھاد	یوریا یا امویم سلفیٹ	سنگل پر فسفیٹ	پونا شیم سلفیٹ	(کلوگرام)
پہلا سال	10	0.25	0.50	-	-
دوسرہ سال	10	0.25	0.50	-	-
تیسرا سال	10	0.35	0.25	-	-
چوتھا سال	15	0.50	1.00	-	-
پانچواں سال	10	0.75	1.50	-	-
چھ سے دس سال	30	1.50	2 تا 1.50	2 تا 1.50	1.50 تا 1
دس سال سے زائد	40	3 تا 2	-----	3 تا 2	2

آب پاشی

بیر کی جڑیں چونکہ کافی گہری ہوتی ہیں لہذا درخت کافی عرصے تک پانی کی کمی کو برداشت کر سکتا ہے۔ پھل کی جسامت بڑھانے کے لیے پانی کی بروقت فراہمی بہت ضروری ہے۔ کمزور زمین اور پانی کی مسلسل کمی کی وجہ سے پھل چھوٹا رہ جاتا ہے اور کافی پھل جھوڑ جاتا ہے۔

گوڑی

بیر کے پودوں کا کھادوں لئے کے بعد گوڑی کرنا یا ہل چلانا بہت مفید ہے اس سے نہ صرف جڑی بولیاں تلف ہو جاتی ہیں بلکہ پھل کی مکثتی کے لاروے اور انڈے بھی بتاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل برسات سے پہلے کرنا چاہیے۔

شاخ تراشی

بیر کے درختوں میں پھل سال روائیں کی نکلی ہوئی شاخوں پر ہی لگاتا ہے۔ اس لیے باتاتی افرائش بڑھانے کے لیے مناسب شاخ تراشی ضروری ہے۔ پرانی شاخوں کو کاش کر چھوٹا کرنا بہت ضروری ہے اس سے مسلسل اور کثیر مقدار میں پھل لگاتا ہے۔ بچے پودوں کے تنے مضبوط بنانے کے لیے ان کی مناسب شاخ تراشی کرنی چاہیے۔ بیمار اور خشک شاخوں کو بھی کاش دینا چاہیے۔

پھل کی برداشت

بیر کو سال میں دو مرتبہ میں جوں اور دسمبر / جنوری میں پھول لگتے ہیں۔ پھل کیتے میں ۳ سے ۲ مہینے لگتے ہیں۔ سردیوں کی فصل عام طور پر کمزور ہوتی ہے

جبکہ مارچ اپریل کی نصل اہم گردانی جاتی ہے۔ پھل سیر ہمی لگا کر ہاتھ سے توڑنا چاہیے۔

پیداوار

پیوندی اقسام کی اوسط پیداوار 100 سے 120 کلوگرام فی پودا ہوتی ہے۔

ضررسائیز

پھل کی ہمی

یہ کمی پھل میں سوراخ کر کے اس کے اندر انڈے دیتی ہے جن سے تین دن میں لا روئے نکل آتے ہیں اور پھل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسا پھل عام طور پر گرجاتا ہے اور کمی کے لا روے زمین میں داخل ہوجاتے ہیں ایسے پھل کو ضائع کر دینا چاہیے۔ اس کے علاوہ پھر کیس 450 گرام یا تھائیوڈان 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ علاوہ ازیں سردیوں کے دوران باغات میں اچھی طرح بلا چال کیں یا گوڑی کریں تاکہ زمین کے اندر انڈے تلف ہو جائیں۔

یہ کی بھومنڈی

یہ کی باغ بھومنڈی رات کے وقت پتوں میں سوراخ کر دیتی ہے شدید حملہ کی صورت میں پودوں پر پتنے نہیں رہتے جس سے پودے کی نشوونما نہیں ہوتی اور پھل بھی نہیں لگتا۔ میں سے اگست تک روشنی کے پھندے لگا کر اس پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ تھائیوڈان 450 ملی لیٹر پانی میں ملا کر میں سے اگست تک 2 سے 3 بھنے کے وقٹے سے سپرے کریں۔

بال دار سندیاں

بال دار سندیاں بھی یہ کو کافی نقصان پہنچاتی ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لیے باغ کے ارد گرد کھٹکی کی باڑ نہ لگائیں۔ نیز جنوری / فروری یا ستمبر کے مہینے میں ایڈا یا میکلشن کا سپرے کرنی چاہیے۔

اقام

پیوندی اقسام کے مقابلے میں تینی اقسام کے زیر کاشت رقبہ بہت زیادہ ہے۔ جنگل یا کاغذی ہر جو کہ نیم ترش ہوتا ہے بکثرت پھل دیتا ہے لیکن پھل اچھا نہیں ہوتا جبکہ پیوندی اقسام کا پھل اچھی جسامت اور عمدہ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ یہ کی اہم اقسام میں عمران 9، عمران 13 اور کرناں لکل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عمران 9

اس قسم کا پھل جسامت میں بڑا اور دیکھنے میں خوشنما ہوتا ہے۔ شکل لمبوری اور زیادہ پک جانے پر گہرا سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل پر لمبائی کے رخ دھاریاں ہوتی ہیں۔ گودا سخت ہوتا ہے۔ قسم اپریل میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ پھل بکثرت لگتا ہے خستہ اور شریں ہوتا ہے۔ اس کی اوسط پیداوار 100 کلو گرام فی درخت ہے۔

عمران 13

یہ بہترین گردانی جاتی ہے اور عمران 9 سے کچھ پہلے پکتی ہے اور پھل بکثرت لگتا ہے۔ اس کا چھکا پتلا اور گودا نرم اور شریں ہوتا ہے۔ پھل لمبا، چھکے کا رنگ زردی مائل سبز نوک سرخ اور پھل پر سرخ دھنے ہوتے ہیں۔ پھل زیادہ پک جانے کی صورت میں بالکل سرخ ہو جاتا ہے۔

کرناں لکل

اس کا پھل بیسوی شکل اور جسامت میں درمیانہ ہوتا ہے۔ اگرچہ پھل اتنا کش نہیں ہوتا۔ تاہم گودارس دار، شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ چھکا کھردا اور زردی مائل سبز سے سرخ ہوتا ہے۔ پھل پر سرخ دھنے ہوتے ہیں۔ پھل اپریل میں پکتا ہے۔ یہ قسم بھی خوب پھل دیتی ہے۔

پیٹا

پیٹے کا اصل وطن جنوبی امریکہ ہے۔ اپین کے سیاحوں نے اس کو پہلی دفعہ پانامہ اور میکسیکو میں ساہویں صدی عیسوی میں دریافت کیا تھا۔ اس کا پھل بر صغیر، ہندو پاکستان میں بھی ساہویں صدی میں دریافت ہوا اور چین میں 1636ء میں بطور ہندوستانی پودا لگایا اور اب فلور ڈیا، ہوائی، فلپائن، کینیا، جنوبی امریکہ، بیرون، ہندوستان، پاکستان، برما، ملایا کے جزاً اور کویز لینڈ میں بکثرت کاشت کیا جاتا ہے۔ غذائی اور ادویاتی اعتبار سے اس پھل کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اس پھل سے بہت سی مصنوعات جیسے اچار، مریب، ہمیں، جیلی وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔ اس کا رجس مختلف ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے پھل میں نظامِ ہضم کو درست کرنے، پیٹ د روکھیک کرنے اور پیشاب کو صاف کرنے کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ پیٹے کا شربت بلغم کے لیے مفید ہے اس کی جڑیں بواسیر کے علاج میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کے کچھ پھل سے حاصل ہونیوالی پیٹیں جسم کے داغ دھتوں کو صاف کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

آب و ہوا

پیٹے کے لیے گرم آب و ہوا موزوں ہوتی ہے۔ بڑے درخت معمولی سردی کو برداشت کر سکتے ہیں۔ شمالی پاکستان کے جن علاقوں میں اس نسل کا سردی سے بچاؤ ممکن ہو وہاں اس کی کاشت ممکن ہے لیکن جن حصوں میں متواتر سردی کا خطرہ ہو اس کی کاشت ناکام رہتی ہے۔ سرد ہوا میں پھل کو جلدی پکنے نہیں دیتیں جس سے پھل کا ذائقہ بھی پچھا اور کدو جیسا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں رہتی۔ پھول آتے وقت بارش اور ابر آسودہ عمل زیریگی کے لیے نقشان دہ ثابت ہوتا ہے۔ موسم گرم کی تیز ہوا میں بھی پودوں کے لیے نقشان دہ ثابت ہوتی ہیں اس لیے بازگنا ضروری ہے۔

پیٹا پاکستان کے ان علاقوں میں کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے جہاں گرمیوں میں درجہ حرارت 100 سے 110 درجہ حرارت فارن ہیٹ کے درمیان رہے اور سردیوں میں 40 درجہ فارن ہیٹ سے نیچے جاء اور سالانہ وسطیٰ ۳۷ فیصد ہو۔

زمیں

زرخیز میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو کاشت کے لیے اچھی ہوتی ہے لیکن اگر کمزور زمین میں کھاد کثرت سے دی جائے تو پیٹے کی کاشت ہو سکتی ہے۔ سہم زدہ یا جن زمینوں میں پانی کا نکاس اچھا ہو کاشت کے لیے موزوں نہیں۔

افراحت نسل

پیٹے کے پودے عموماً بیج سے تیار کیے جاتے ہیں۔ بذریعہ بیوند اور قلمبھی پودے تیار کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن ان کی نشوونما کی رفتارست ہوتی ہے اور پھل بھی کم اور چھوٹے سائز کا ہوتا ہے اس لیے بذریعہ بیج پودوں کا اگانے کا طریقہ عام ہے۔ بڑے قد کے کچھ ہوئے پھل سے بیج حاصل کیا جاتا ہے اور بیج کو اکھ سے مل کر اچھی طرح تیار کی گئی سطح زمین سے 15 سم اوپر کیا ریوں پر بوسا جاتا ہے۔ ابھی محنت پودے حاصل کرنے کے لیے بیج کو 2.5 سم کے فاصلے پر قطاروں میں جن کا آپس میں فاصلہ 15 سم ہو بودیا جاتا ہے۔ کیا ریوں کو روزانہ ہکا پانی دیا جاتا ہے۔ بیج ایک ہفتے کے بعد اگ آتا ہے۔ بیج اگنے کے 2 ہفتے کے بعد کمزور پودوں کو درمیان سے اکھاڑ دیا جاتا ہے تاکہ دو بیجوں کے درمیان کم از کم فاصلہ 5 سم رہ جائے۔ فروری کے مہینے میں لگائے ہوئے بیج سے پودے 15 سے 20 سم تک بڑے ہو جاتے ہیں اور پر 3، 4 بیتاں پھوٹ آتی ہیں۔ پودا لگنے کا موزوں ترین وقت مارچ اپریل ہے کیونکہ سردی آنے سے قبل پودے بچتہ ہو جاتے ہیں اور سردی اثر انداز نہیں ہوتی۔ پیٹے کے ایک ہی درخت پر زار ما دہ پھول والی اقسام کثرت سے نہیں پائی جاتیں۔ پاکستان میں صرف ان اقسام کی کاشت ہوتی ہے جن کے نر اور مادہ جدا جدار ختوں پر ہوتے ہیں مناسب زر پاشی کے لیے مادہ پودوں میں 10 فیصد زر پودے لگانے چاہیں۔ پودے لگانے سے قبل میٹر سائز کے گڑھے کھو دے جاتے ہیں اور ان میں 20 کلوگرام گوبر کی کھاد پودا لگانے سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ پودوں کو بمحظی

گل گی زمین سے نکلا جاتا ہے اور باغ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

کھاد

چارہ ماہ کے پودوں کو 40 سے 50 کلوگرام اچھی طرح لگی سڑی گور کی کھاد فی پودا دینی چاہیے۔ اچھی پیداوار کے لیے کیمپائی کھاد بھی دی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے 4 بوری امونیم سلفیٹ، 4 بوری سٹنکل سپر فاسفیٹ اور 2 بوری پوتاشیم فنی ایکڑا لئی چاہیے۔

آب پاشی

پودے لگنے کے بعد ہلاک سا پانی دیا جاتا ہے۔ ایک ماہ تک تیرے چوتھے دن آب پاشی کی جاتی ہے بعد میں 10، 12، 15 دن کے بعد سردیوں میں اور 6 سے 8 دن کے بعد گرمیوں میں آب پاشی کی جاتی ہے۔ سیتلی زمین میں میراز میں کی نسبت زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پانی باقاعدہ دیتے رہنا چاہیے کیونکہ کم نمی کی صورت میں پودے چھوٹے قد کے رہ جاتے ہیں اور پھل بھی کم آتا ہے۔ پودوں کے تنوں کے گرد مٹی چڑھادی جاتی ہے تاکہ تنالگنے اور یماری سے محفوظ رہے۔

پودوں کو تراشنا

پودوں میں صرف ایک بالکل سیدھا تنا ہوتا ہے اور شناسی بھی نکلتی ہیں۔ اگر چھوٹے چھلدار پودوں کی چوٹی والی کٹھی کو تراش دیا جائے تو اس میں سے شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔ ان شاخوں سے زیادہ پھل حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس صورت میں پودے دور دور لگائے جاتے ہیں۔ نر کے پودے کو اوپر سے کاٹنے یا جڑیں کاٹنے سے دنوں قدم کے پھول آنے سے پہلے پھل پیداوار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھول اور پھل

چاریاچھ ماہ کی مدد میں پھول آنے لگتے ہیں دس بارہ ماہ میں پھل لگانا شروع ہو جاتا ہے مادہ پھول تہبایا دو تین پھلوں کے گھوٹوں میں خودار ہوتے ہیں یہ تنے کے بالکل قریب اور پتے کی ڈنڈی کے نچلے سرے کے ساتھ لگتے ہیں اور زر پھول جو چھوٹے ہوتے ہیں لیں ڈنڈی کے نچلے سرے والے گھوٹوں میں لگتے ہیں۔ پھل کی شکل عموماً لمبتوتی یا قدرے گول ہوتی ہے اور رنگ بزری از رد پکے ہوئے مائل کی طرح ہوتی ہے۔ پھل زیادہ تر 10 سے 25 سینٹی میٹر لمبا اور 7 سے 15 سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ بیچ کافی تعداد میں چھوٹے اور کالے رنگ کے ہوتے ہیں بعض اوقات پھل بغیر بیچ کے ہوتے ہیں جو کہ بیچ والے پھلوں سے گھٹیا ہوتے ہیں۔ عمل زیریگی ہوا اور کیڑوں سے ہوتا ہے۔ اس لیے اگر نر اور مادہ علیحدہ درختوں پر ہوں تو مصنوعی عمل زیریگی ضروری ہے لیکن دنوں قدم کے پھول اگر ایک پودے پر ہوں تو زیریگی خود بخود ہوتی رہتی ہے۔

پھل توڑنا

جب پھل پر ہلاک سا پیلا پن ظاہر ہوتا ہے تو یہ اس کے پک جانے کی علامت ہے لیکن صحیح علامت پھل کو تھوڑا سا سازخی کرنے کے بعد اس سے نکلنے والے دودھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ دودھ پکے ہوئے پھلوں میں پانی کی مانند ہوتا ہے۔ ناخن یا نوک دار چھری سے پھلوں کو زخمی کر کے اس کے تیار ہونے کو پرکھا جاتا ہے تیار پھل لکڑی کے ڈبوں یا ٹوکروں میں پرالی یا خشک گھاس پھوس رکھ کر پیک کیا جاتا ہے اور دور دراز منڈیوں میں بھیجا جاسکتا ہے 2 سے 3 سال کے بعد پودے زیادہ سے زیادہ پیداوار دیتے ہیں اور 5 سال بعد پیداوار میں کمی شروع ہو جاتی ہے۔

اقسام

وشنگٹن (Washington)

یہ قدم پاکستان میں زیر کاشت ہے اس کی پتوں کے نٹھل لال اور پھول پیلے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل درمیانے سائز کا، خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

سولو (Solo)

یہ قسم ہوائی میں کاشت کی جاتی ہے اس کے زر اور مادہ چکول ایک ہی پودے پر ہوتے ہیں۔ چکل مستطیل اور بیضوی ہوتا ہے۔ وزن تقریباً 500 گرام اور خوشبودار ہوتا ہے۔

ہارٹس گولڈ (Hortus Gold)

اس کی کاشت جنوبی افریقہ میں ہوتی ہے۔ ذائقہ نہایت شیریں ہوتا ہے۔

بلیو سٹیم (Blue Stem)

یہ فلوریڈا کا پیتا ہے۔ زر اور مادہ چکول سمجھا پائے جاتے ہیں۔ چکل لمبی تر، وزن 3 کلوگرام گو دا زیادہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

ہنی ڈیو (Honey Dew)

یہ مشہور قسم میٹھی اور خوش ذائقہ ہے۔ اس کی سیالکوٹ میں بھی کاشت ہو سکتی ہے۔



فالسہ

فالسے کا شارپت جھاڑ پودوں میں ہوتا ہے۔ اس پھل کی دو معروف فرمیں ہیں ایک قسم اونچے پودوں والی ہے جو کہ بے ذائقہ ہوتی ہے جبکہ دوسری قسم کے پودے چھوٹے قدر کے ہوتے ہیں۔ جن کا پھل گول اور چھوٹا ہوتا ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ پھلوں کی مصنوعات بنانے والے کارخانوں میں اس کی بڑی مانگ ہے اس کی مصنوعات میں شربت اور سکواش خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آب و ہوا

فالسے کی کاشت سطح سمندر سے 1000 میٹر بلندی تک کی جاسکتی ہے۔ دوسرے پت جھٹر پودوں کی طرح کہا اور سردی اس کا نقصان نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس کی ضرورت ہے بہت سخت جان اور خشکی کو برداشت کرنے والا پودا ہے انہائی گرمی اور خشک ہواں سے پودے یا پھلوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔ سخت کہر پڑنے سے اگر پودے کی اوپر والی شاخیں سوکھ بھی جائیں تو سطح زمین سے پھرئی شاخیں بھوٹ آتی ہیں۔

زمین

تقریباً ہر قسم کی زمین میں کم آب پاشی سے پیدا کیا جاسکتا ہے البتہ میرا قسم کی زمین سے سب سے زیادہ موزوں ہے۔ قدر سے سیم تھوڑا میں زمینوں میں بھی کاشت کیا جاسکتا ہے۔

افراش

عام طور پر فالسے کی افراش نسل بذریعہ کی جاتی ہے۔ فالسے کا بذریعہ فصل کی برداشت کے بعد جوں یا جولائی میں کاشت کیا جاتا ہے۔ بیج صحت منداور کیساں پہنچتے پھل سے حاصل کرنا چاہیے۔ اس کے پھل سے سکواش بیالیا جاتا ہے اور بیج کو دھو کر سائے میں خشک کر لیتے ہیں اس کے بعد پٹریاں بنانے کا ریج قطاروں میں اس طرح بیالیا جائے کہ قطاروں کا فاصلہ 8 سینٹی میٹر ہو اور بیج زمین میں 1.25 سینٹی میٹر گہرائی میں ڈالے جائیں۔ بوائی کے 15 دن بعد بیج آنما شروع ہو جاتا ہے۔ پودا جنوری یا فروری تک دوسری جگہ منتقل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

پودے لگانا

چونکہ فالسے ایک پت جھٹر پودا ہے اس کی کاشت کے لیے شگونے نکلنے سے پہلے ماہ فروری کا آخری ہفتہ ہترین وقت ہے پوے بغیر گاچی کے زمین سے نکال کر دوسری جگہ لگادیجیے جاتے ہیں۔ پوے کو زمین سے نکالنے سے قبل اس کے کچھ بالائی حصہ کو کاٹ دینا چاہیے۔ اس کے پودے 3 میٹر کے فاصلے پر لگانے چاہیں۔ پوے لگانے کے فوراً بعد اس کو پانی دے دینا چاہیے۔

شاخ تراشی

فالسے میں شاخ تراشی کے عمل کو بہت اہمیت دی جاتی ہے چونکہ فالسے میں پھل تی شاخوں پر آتا ہے۔ شاخ تراشی کا عمل تی شاخوں کی زیادتی کا باعث ہوتا ہے اس لیے ہر سال فالسے میں زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے شدید شاخ تراشی نہایت ضروری ہے۔ شاخ تراشی ماہ فروری میں کرنی چاہیے تاکہ تی شاخیں سردی کے برے اثرات سے محفوظ رہیں۔ فالسے کے پوے شاخ تراشی کے 2 سے ڈھائی فٹ کی بلندی سے کاٹ دینے چاہیں۔

آب پاشی

اس میں کوئی خنک نہیں کہ فالسے میں خنک سالی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بد رجہ اُتم موجود ہے لیکن موسم بہار کے شروع ہوتے ہی اسے آب پاشی کی بہت ضرورت ہوتی ہے پھل کے دوران اگر اسے مناسب وقوف سے پانی دیا جائے تو پھل کا سائز بڑھ جاتا ہے موسم برسات میں اسے آب پاشی کی چند رات ضرورت نہیں ہوتی البتہ اگر میسر ہو تو موسم برسات میں ایک سے ڈیڑھ ماہ کے وقفے سے پانی دے دینا چاہیے۔

کھاد

دوسرے پودوں کی طرح اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فالے کے پودوں کو ہر سال باقاعدگی سے کھاد دی جائے۔ چھول آنے سے پہلے ذمہ بر کے مہینے میں گور کی کھاد بحساب 10 کلوگرام فی پودا ڈانی چاہیے۔ اس طرح چھول آنے سے پہلے فروری میں یورپی بحساب 1/4 کلوگرام سملگل سپر فاسٹیٹ 1/4 کلوگرام اور پونٹیم سلفیٹ 1/4 کلوگرام فی پودا ہر سال ڈانی چاہیے۔

چھل توڑنا

فالے کا پودا دوسال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ پکنے پر اس کے پھل کا رنگ گہر اسرخ اور ذائقہ کھٹا اور میٹھا ہوتا ہے جو نکہ تمام پھل ایک ساتھ نہیں پکتے اس لیے دو تین روز کے وقف سے پھل توڑا جاتا ہے جو نکہ اس کا پھل جلد خراب ہونا شروع ہو جاتا ہے اس لیے اسے توڑنے کے بعد جلد منڈی بھیج دینا چاہیے۔ اس کی پیداوار تقریباً دس کلوگرام فی پودا ہے۔

انجیر

انجیر سب سے پہلے جزوی عرب میں کاشت کی گئی جہاں اب بھی اس کی بہت سی اقسام کا شست کی جاتی ہیں یہ پھل عرب اور پرتغالی تاجروں کی وساطت سے مشرق و مغرب، امریکہ اور یورپ میں متعارف ہوا۔ مغرب میں یہ پھل خشک شکل میں مقبول ہوا۔ یونان میں انجیر کی کاشت سن ۹ ہجری سے پہلے شروع ہوئی۔ اٹلی کے لوگ بھی اس سے سن ۸ ہجری میں ہی واقع ہو چکے تھے اور وہاں یہ پھل اس قدر رغبت سے کھایا جاتا ہے جیسے کہ یہ ان کی خوراک کا، ہم جزو ہو۔ اٹلی کے سائنسدانوں نے انجیر کی بہت سی اقسام پیدا کی ہیں۔ عرب سے انجیر کا پھیلاؤ شیلی افریقیہ کے راستے جاری رہا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انجیر نے پہلی پرتغال اور مکن میں بہت سے چھلوں کی جگہ لے لی۔ ہندوستان اور افغانستان میں بھی انجیر کی وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں دوسرے چھلوں کے مقابلے میں انجیر کو تی اہمیت حاصل نہیں اس کا زیر کاشت رقبہ بھی نہ ہونے کے باوجود یہ انجیر کا پھل غذا ای اور طبعی اعتبار سے کافی اہمیت کا حامل ہے اس میں مختلف قسم کی معدنیات مثلاً کیلیش، فولاد اور فاسفورس کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ خشک انجیر میں تابا بھی کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ حیاتیں الف، ب، اور ج بھی اس میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ انجیر سے مختلف قسم کی مصنوعات بھی تیار کی جاتی ہیں جن میں انجیر کا شربت جیمی، جیلی، کینڈی وغیرہ شامل ہیں۔ انجیر سے الکھل بھی تیار کی جاتی ہے۔ علاوه از اسیں اس سے تیل بھی تیار کیا جاتا ہے۔ انجیر سے جو شربت تیار کیا جاتا ہے وہ بدھنی اور تیز کھانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ انجیر سے نزلہ، زکام کا علاج بھی ہوتا ہے۔ نیز سینے میں بختے والا بلغم بھی صاف ہو جاتا ہے جس سے سانس لینے میں آسانی ہوتی ہے۔ انجیر خون بننے کے عمل کو تیز کرتا ہے اور خون کی کمی کے لیے تیر، بھدف دوا ہے جوڑوں کی سوزش کی صورت میں اگر انجیر کو گرم کر کے گلور کی جائے تو دردار سوزش سے نجات ملتی ہے۔ یہ ایک بفضل کشاپھل بھی ہے۔ ان تمام خواص کی بنا پر یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ ایک مکمل غذاء دردا ہے۔ بیماری کے بعد انسان میں کافی کمزوری پائی جاتی ہے انجیر اس کمزوری کو ختم کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

آب و ہوا

یہ پودا ایسے علاقوں میں کامیاب ہوتا ہے جہاں پھل کے پکنے کے وقت موسم گرم اخنک ہو۔ سخت سردی برداشت کر سکتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں بہت زیادہ کھرا اور معمولی برف باری سے اس کی نشوونما پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر سالانہ بارش 50 سے 62 سم کے قریب ہو تو بارانی علاقوں میں بھی کاشت کی جا سکتی ہے۔ پاکستان کے دامن کوہ اور میدانی علاقے اس کی کاشت کے لیے یکساں موزوں ہیں۔ موسم بہار میں جب کوئی پھوٹ رہی ہوں تو اس وقت اگر درجہ حرارت 35 ڈگری فارن ہائیٹ سے کم ہو جائے تو یہ بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ انجیر کے لیے موزوں ترین درجہ حرارت 60 سے 70 ڈگری فارن ہائیٹ یا اس سے زیادہ ہے خوابیدگی میں پودا 10 ڈگری فارن ہائیٹ تک بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ درجہ حرارت زیادہ ہو، نمی کم اور پھل پکنے کے وقت بارش نہ ہو تو انجیر کی

کامیابی کی حمانت دی جاسکتی ہے۔ اگر درجہ حرارت 100 °Z کری فارن ہائیٹ سے بھی زیادہ ہو تو پھل وقت سے پہلے جاتا ہے۔ مگر پھل کی جلد سخت ہو جاتی ہے اور گودا کم رہ جاتا ہے۔ موسم گرم کی بارشیں بھی پھل کی قدر و قیمت پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔ نبی زیادہ اور درجہ حرارت کم ہو تو پھل گرننا شروع ہو جاتا ہے۔ گرم ہوا کی وجہ سے پھل کا سائز چھوٹا رہ جاتا ہے مگر مٹھاں برقرار رہتی ہے۔ لیکن درجہ حرارت میں کچھ زیستی ہو تو پھل کا سائز بڑا ہو جاتا ہے۔

زمین

انجیر کی کاشت مختلف قسم کی زمینوں میں ہو سکتی ہے جس سے بھاری اور ہلکی دونوں زمینیں شامل ہیں۔ ایسی زمین جو زیادہ بھاری نہ ہو اور اس میں ٹھوڑی سی مقدار میں چونا بھی شامل ہو وہ بھی اس کی کاشت کے لیے اچھی ثابت ہوتی ہے۔ ریٹنی کنکروالی اور کلراٹھی زمینیں اس کی کاشت کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ انجیر کے لیے سب سے خراب زمین وہ ہے جس میں ہوا اور پانی کا اخراج نہ ہو سکے اس لیے باغ لگانے سے پہلے زمین کا کم از کم دو میٹر گہرائی تک معائنہ بہت ضروری ہے۔ انجیر کی جڑوں کا نظام زمین میں دور تک جاتا ہے اس لیے ایسی زمین جس میں پانی کی سطح اور پیچے ہوتی ہے۔ وہ بھی موزوں نہیں ہے۔ اگر زمین کلراٹھی ہو تو پھل میں ٹکر کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ مگر پھل کی نشوونما رک جائی ہے انجیر کا پودا کافی حد تک سلفیٹ اور کلورائیڈ کی موجودگی کو برباد کر سکتا ہے گر سوڈیم کاربونیٹ یا سیاہ الکلی کی ہلکی سی مقدار بھی اسے متاثر کر سکتی ہے اگر زمین میں الکلی زیادہ ہو جاء تو پھلوں کے کنارے جھل جاتے ہیں اور وہ گرننا شروع ہو جاتے ہیں سورج کی تندی بھی پھل اور شاخوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بھاری زمین میں پھل میں ٹکر کی مقدار کم ہوتی ہے جبکہ ہلکی زمین میں پھل کی مٹھاں بڑھ جاتی ہے اور خشک ہونے پر پھل خوبصورت ہلکے رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ناٹر جمن کی زیادتی میں پھل گرننا شروع ہو جاتا ہے اور ذائقہ ترش ہو جاتا ہے۔

داغ میں

باغ لگانے کے لیے موزوں ترین زمین اور آب و ہوا کے بعد پودوں کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ منتخب زمین کو اچھی طرح سے تیار کر کے 8 میٹر کا درمیانی فاصلہ دے کر پودے مرلیں طریقے سے لگائے جاتے ہیں۔ انجیر کا پودا سال میں کسی وقت بھی لگایا جاسکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس وقت لگایا جائے جب اس کی نشوونما رکی ہو۔ پودا لگانے کے بعد 60 سم سے زائد اونچائی کی تمام شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ انجیر کا پودا دوسرا بار بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے انجیر کا پودا دو سے پانچ سال بعد کمل جگہ گھیرتا ہے اس لیے ابتدائی سالوں میں دوسری فصلیں بوئی جاسکتی ہیں۔

افراش نسل

انجیر کی افراش بذریعہ تھم اور بنتا تھی دونوں طریقوں سے کی جاتی ہے بنتا تھی طریقوں میں انجیر کی افراش نسل بذریعہ قلم، ہوائی داب، زیر یونچ، بد نگ اور گرافنگ سے کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر افراش نسل بذریعہ قلم کی جاتی ہے۔ قلم کی لمبائی کم از کم 22 سے 30 سم ہوئی چاہیے۔ قلمیں پودے کے اوپر والی پختہ شاخوں سے تیار کی جاتی ہیں۔ قلمیں تیار کر کے ان کے زخم بھرنے کے لیے انہیں گلی ریت میں دبادیا جاتا ہے اور موسم بہار میں نرسی میں لگادیا جاتا ہے نرسی لگانے کے لیے قلمیں سارے میں اور قطاروں میں لگائی جائیں۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ 60 سم ہو اور ایک قلم سے دوسری قلم کا فاصلہ 20 سے 30 سم ہو۔ اس کے بعد باقاعدگی سے پانی دیا جائے۔ ایک ماہ بعد جڑیں نکلتا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد موسم برسات میں پودوں کو باغ میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ بذریعہ ہوائی داب بھی انجیر کی افراش نسل ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں سائینڈ گرافنگ اور شیلڈ بد نگ سے بھی انجیر کی افراش نسل ممکن ہے۔

آب پاشی

پودے لگانے کے بعد باقاعدگی سے سات سے دس دن کے وقفے سے پانی دیا جانا چاہیے۔ ہلکی اور ریٹنی زمین کے لیے پانی کا وقفہ کم مگر بھاری زمین کے لیے پانی کا وقفہ زیادہ ہوتا چاہیے۔ اکتوبر، نومبر میں پانی ہر آٹھ دس دن کے بعد، دسمبر میں پندرہ سے بین دن کے بعد۔ مارچ تک پانی آٹھ دن کے وقفے سے دینا چاہیے اگر پھل پکنے کے وقت پانی زیادہ دیا جائے تو پھل بے مزہ ہو جاتا ہے یا نمی زیادہ ہو جاتی ہے۔ پانی یا بارش کی زیادتی ہو تو پھل پر دارا ٹیس پڑ جاتی ہیں۔ اگر آب پاشی باقاعدگی سے نکل جائے تو پھل سخت ہو جاتا ہے اور سائز چھوٹا رہ جاتا ہے۔

کھاد

چونکہ چھلدار پودے زمین سے مسلسل خوارک حاصل کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ زمین کی صحت اور طاقت بحال رکھنے کے لیے باقاعدہ کھاد دہالی جائے۔ پودوں کے لیے بہترین کھاد گوبر کی کھاد ہے جس میں غیر نامیاتی ناسکروجن کی کھاد شامل کردی جاتی ہے جب پودے کی عمر ایک سال ہو جائے تو اسے 10 کلوگرام گوبر کی کھاد اور 1/4 کلوگرام اموشم سلفیٹ دی جائے۔ پانچ سال کی عمر تک ہر سال گوبر کی کھاد میں 8 کلوگرام اور اموشم سلفیٹ میں 1/4 کلوگرام کا اضافہ کر دیا جائے۔ اس طرح پانچ سال کی عمر کے پودے کو 40 کلوگرام گوبر کی کھاد اور 1/4 کلوگرام اموشم سلفیٹ مل سکے گی۔

اقسام

بلیک بال، ریڈ شار او گلگت سلیکشن

کاث چھانٹ

مناسب کاث چھانٹ پودے کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس سے نیشنل نشوونما کے لیے آسانی پیدا ہوتی ہے اور چھل اتنا رنا آسان ہوتا ہے۔ انجیر میں کاث چھانٹ احتیاط سے کرنی چاہیے کیونکہ اس دوران اگر پودے کو کوئی رخصم آجائے تو وہ اتنی جلدی مندل نہیں ہوتا۔ داغ میل کے پہلے سال پودے کی خلی شاخیں کاث دینی چاہیں پودے کو سہارا دینے کے لیے بانس وغیرہ لگادیا جاتا ہے۔ ایک سال میں پودے کا قد 2 میٹر بڑھ جاتا ہے۔ زمین سے 1.5 میٹر تک اوپر کی شاخیں کاث دی جاتی ہیں تاکہ نیشنل پیدا ہو سکیں اس کے بعد پودے کے اور گردش نہیں 2 میٹر تک خوبصورتی سے پھیل جاتی ہیں۔ انجیر کی بعض اقسام میں اوپر سے لمبی شاخیں پیدا ہوتی ہیں۔ جو بعد میں جھک جاتی ہیں اور پودے کو نقصان پہنچاتی ہیں اس صورت میں شاخوں کو اوپر سے 45 سمتک کاث دینا چاہیے اور یہ عمل جاری رہنا چاہیے حتیٰ کہ پودا صحیح حالت میں آجائے۔ انجیر کی بعض اقسام سال میں دو فصلیں دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں کاث چھانٹ نشوونما کو تیز کرتی ہے اور چھل پیدا کرنے کے لئے پودے کی قوت کو برقرار رکھتی ہے۔ سالانہ کاث چھانٹ میں اوپر والی ان شاخوں کو کاث دینا چاہیے جن پر پچھلے سال چھل پیدا ہوا ہو کیونکہ انجیر میں پہلی نیشنل شاخوں پر لگتا ہے۔

ضرر رسان کیڑے، بیماریاں اور ان کا انسداد

تئے کا گڑو وال

تئے میں سوراخ کرنے والے کیڑے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک سندھی اور دوسرا گڑو وال۔ دونوں کے نقصان اور علاج ایک ہی ہیں۔ یہ کیڑے پودے کی چھال کو کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ گرب (Grub) تئے میں بھی سوراخ کر دیتا ہے ان کے انڈے چھال کے سوراخ میں ہوتے ہیں۔ یہ سیدھی یا اسپر گنگ کی طرح کی سرگنگ سی بنا کر چھال اور پھر تئے میں گھس جاتے ہیں جہاں پودے بہت کم فاصلے پر لگائے گئے ہوں وہاں حملہ شدید ہوتا ہے حملے کی پچھاں ان کے سخت اور خشک فضلے سے ہوتی ہے جو سوراخ سے باہر کلا ہوتا ہے اس طرح پودے کی جوشاخیں ان کی زد میں آتی ہیں وہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان کو تلف کرنے کے لیے پہلے نبی کو صاف کر دیا جائے اور پھر ایک لوہے کی تار ان کے سوراخ میں اچھی طرح پھیسری جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ روئی کے ٹکڑے کو پڑوں یا گلور فارم یا مٹی کے تیل میں بھجوکر سوراخ میں ڈال دیا جائے۔ سوراخ کوٹی سے بند کر دیا جائے تئے اور چھال پر تاکول لگادی جائے۔

انجیر کی کلکی

یہ بیماری پچھوندی سے پیدا ہوتی ہے اور اس سے پتوں پر بھورے رنگ کے دھنے پڑ جاتے ہیں۔ پتوں کی چلی سٹھ پر ابھرے ہوئے دھنے نمایاں ہوتے ہیں یہ پچھوندی زیادہ نبی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے حملے سے پتے گرانا شروع ہو جاتے ہیں پودے کی بڑھوڑی متاثر ہوتی ہے پھل اچھی طرح تیار نہیں ہوتا اور بعض اوقات پھل ضائع بھی ہو جاتا ہے اس بیماری کو مکمل طور پر ختم کرنا مشکل ہے مگر بورڈوکچر 3:50 کا سپرے کرنے سے کافی حد تک اس پر قابو پایا جاسکتا ہے پھلا سپرے نومبر میں کرنا چاہیے۔ سپرے پچھوندی کو مکمل طور پر ختم تو نہیں کرتا۔ تاہم اس کے پھیلاؤ کرو کتا ہے البتہ سپرے کرنے سے کافی حد

تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

کیونکر

اس بیماری میں ٹھینیوں کی اوپر والی جھال سوکھ جاتی ہے اور ریشے سکڑ جاتے ہیں۔ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ جو ٹھینیاں اس بیماری سے متاثر ہوں انہیں کاٹ کر جلا دیا جائے۔

موز کیک

یہ ایک وائزی بیماری ہے جو پتوں اور پھل دونوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ پتوں پر ہلکے سبز رنگ کے نشان پڑ جاتے ہیں جبکہ باقی پتا گہر اسبر ہتا ہے اس کے لیے بورڈوکچر 3:3:50 کا سپرے کرنا چاہیے۔

کانگیاری

یہ بیماری پھل پر اثر انداز ہوتی ہے متاثر ہوئے پھل کو دبانے سے سیاہ پاؤڑ رکھتا ہے اور جب پھل کھایا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے منہ میں پاؤڑ بھر گیا ہو۔ اس کے علاج کے لیے لام سلفر کا درختوں پر سپرے کرنا چاہیے۔

جھلساؤ (پلاتس)

یہ بھی ایک چھپوندی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سے شاخوں پر سرخی مائل چمکدار تہہ بن جاتی ہے پتے فوراً جمل جاتے ہیں اور گرجاتے ہیں۔ اس کے مدارک کے لیے پودوں کی مناسب کاٹ چھانٹ کرنی چاہیے۔ بورڈوکچر 3:3:50 کا سپرے کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔

سورج کی جلس

یہ خاص طور پر نئے لگائے ہوئے پودوں پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے متاثر ہستے میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور چھال اتر جاتی ہے۔ جس جگہ سے چھال اتر جائے وہاں تنے میں سورج کرنے والے کیڑے حملہ آور ہوتے ہیں اور پودے کی نشوونما سُست پڑ جاتی ہے۔



ذیتون

زیتون کا شاردنیا کے قدیم ترین اور اہم چالوں میں ہوتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ اس کی زیادہ تر پیداوار پیغمبر، اٹلی، یونان، پرتگال، یونس، ترکی، لبنان، مراکش، لبیا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا اور آسٹریلیا میں ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت اس کے اعلیٰ قسم کے تیل کے سبب ہے۔ جس کی سالانہ تجارت کئی کروڑ اڑا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کا اچار اور مرغی خوش ذائقہ اور صحت کے لیے فائدہ مند سمجھا جاتا ہے۔

زیتون کے درخت نشوونما کے لیے سخت ترین حالات کو برداشت کرنے کے قدرت رکھتے ہیں۔ زیتون کے درخت کی عمر تقریباً سارے پھل دار درختوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ زیتون کی کاشت کے علاقوں میں کئی ایسے درخت ہیں جن کی عمر ہزار سال سے زائد ہے۔ درخت بے شمار شاخوں کی وجہ سے خاصاً گھنا ہوتا ہے۔ زیتون کی لکڑی خاص مضبوط اور چک دار ہوتی ہے اس کی شاخیں توڑے بغیر ہی موڑی جاسکتی ہیں۔ پرانی لکڑی خاص طور پر بہت وزنی اور مضبوط ہوتی ہے پتے شاخ پر ایک دوسرے کے بالمقابل اور پانی کے ضیاع سے خاص طور پر حفاظت ہوتے ہیں۔ ان کی سطح پر ایک موٹی تہہ ہوتی ہے جو پتے کی سطح پر ہونے والے عمل تجیہ کو کم کر دیتی ہے۔ زیتون کا درخت ایک سو سال سے زائد عمر سے تک اچھی پیداوار دے سکتا ہے۔

آب و ہوا

زیتون بیج روم کے معتدل آب و ہوا کے علاقوں میں جہاں متوسط درجہ کی دھوپ اور ہوا میں مقابلتگھنی ہو بہت کامیابی سے کاشت کیا جاتا ہے۔ بہترین پیداوار کے لیے سردیوں میں درجہ حرارت 6-8 درجہ سینٹی گریڈ کے درمیان دو ماہ تک رہنا ضروری ہے۔ درجہ حرارت کا مخفی 5 درجہ سینٹی گریڈ تک کرنا زیتون کی پیداوار کے لیے خاص انقصان دہ ہے اور اگر درجہ حرارت مخفی 10 درجہ سینٹی گریڈ تک گرجائے تو زیتون کے باغات کے لیے موت کا سبب بن سکتا ہے زیتون ایسے علاقوں جہاں درجہ حرارت اور سورج کی روشنی ضرورت کے مطابق ملے اور باڑتقریباً 100 ملی میٹر ہو کاشت ہو سکتا ہے۔ مگر بہترین پیداوار کے لیے 600 سے 800 ملی میٹر باڑ ضروری ہے۔

زمین

زیتون کی کاشت کے لیے گہری زمین جو باڑ کے پانی کو خاصی دیر اپنے اندر جذب رکھ سکے بہتر تصور کی جاتی ہے۔ یہ قدر کے کم زرخیز اور کلراٹھی زمین میں کھکی کاشت کرنا ممکن ہے۔ ایسی زمین جس میں چونے کی مقدار زیادہ ہو زیتون کی کاشت کے لیے بہتر تصور کی جاتی ہے۔

افزاں نسل

بہتر اقسام پیدا کرنے کے لیے کامیاب طریقہ قلم کا ہے۔ تاہم نیچ سے بھی افزائش نسل کی جاتی ہے۔

DAG میل

درختوں کی تعداد پانی کی فراہمی اور زمین کی خصوصیات پر مختص ہے۔ عموماً 400 سے 500 درخت فی ہیکٹر بھی کاشت کئے جاتے ہیں۔

آب پاشی

زیتون بعض علاقوں میں بغیر آپاشی کے ہی کاشت کیا جاتا ہے۔ مگر ان ایک پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ بہتر پیداوار کے لیے اس کی آپاشی کی ضرورت کا اندازہ 600 سے 800 میٹر سالانہ لگایا گیا ہے تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ پھول کھلنے سے دو ماہ قبل کے عرصے میں پانی کی کمی وجہ سے پھول کا مادہ حصہ ساکست ہو جاتا ہے اور اس طرح پھل پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ بعض تجربات کی روشنی میں ایسے پھولوں کی تعداد 50 فیصد سے زیادہ ہوتی ہے اور اگر پانی باقاعدہ ملتا ہے تو ایسے پھول صرف 7 فیصد تک کے قابل نہیں رہتا۔ دوسری صورت میں اگر پانی کی مقدار زیادہ مل جائے تو اس سے پھول اور نیالگا ہوا پھل گرنا شروع ہو جاتا ہے چنانچہ پھل کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لیے آپاشی کا خیال رکھنا بہت اہم ہے۔

کھاد

عام طور پر ناٹروجن، فاسفورس اور پوتاشیم والی کھادیں ہی زیتون کو مہیا کی جاتی ہیں۔ کھادوں کے وقت کا صحیح تعین کرنا بہت ضروری ہے جب موسم بہار میں نئی کنپنیں نکلتی ہیں اور پھول کھلتے ہیں تو کھاد کی وافر مقدار موجود ہونا چاہیے۔ بعض تجربات کی رو سے ایسے درخت جن کے پتوں میں ناٹروجن 97 فیصد ہوتی ہے کافی پھول لاتے ہیں۔ مگر پھل بننے بغیر ہی گرجاتے ہیں۔ عموماً بہتر پیداوار کے لیے پتوں میں کم از کم 2.1 فیصد ناٹروجن ہونا لازمی ہے۔ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اگر پتوں میں ناٹروجن کی مقدار 1.33 فیصد سے بڑھا کر 1.66 فیصد کی دی جائے تو پھلوں کی شرح 3.7 فیصد سے بڑھ کر 4 فیصد تک ہو جاتی ہے۔ کھاد کی مقدار کا تعین عموماً زمین کی زرخیزی پر منحصر ہے۔ مگر عام طور پر اچھی پیداوار والے 100 درخت زمین سے 25 کلوگرام ناٹروجن 10 سے 15 کلوگرام فاسفورس اور 40 کلوگرام پوتاش سالانہ جذب کرتے ہیں۔ گورکی کھادوں کے سے پودوں کی صحت اور پیداوار پر خوشنگوار ہوتا ہے۔

پھول اور زرپاشی

پھول موسم بہار میں نکلتے ہیں۔ ایک درخت پر آم کی طرح لاکھوں پھول نکلتے ہیں۔ پھول گھوٹوں کی صورت میں دوسال پرانی شاخوں کے پتوں کی بغل سے نکلتے ہیں۔ ایک شاخ پر ایسے گھوٹوں کی تعداد 16 تا 20 تک ہوتی ہے۔ جو کہ شاخ کے آخری حصے تک پہنچ جاتے ہیں۔ شاخ بڑھتی رہتی ہے اور جب پھول بننے ہیں تو وہ شاخ کے آخری حصے سے کافی پیچھے ہوتے ہیں۔ ایک شاخ پر پھول صرف ایک دفعہ ہی نکلتے ہیں۔ مگر پھول کی جگہ سے اگلے سال شاخ نکل سکتی ہے جس پر بھر پھول بن جاتے ہیں۔

زیتون کا پھول چھوٹا مجموعاً مکمل ہوتا ہے۔ موسمی حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے بہت سے پھولوں کا زیادہ حصہ ساکت ہو جاتا ہے جو کہ بعض اقسام میں بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ درخت پر پھولوں کی بہتات کی وجہ سے فصل کرکم ہی متغیر اثر دیکھنے میں آیا ہے۔ مگر زیادہ خراب حالات سے فصل ناکام ہونے کا خدشہ ضرور ہوتا ہے۔ زیتون کی زرپاشی عموماً ہوا ہی سے ہوتی ہے۔ پھولوں کے موسم میں زردانے خاصی بہتات میں ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے شبد کی مکھیاں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اگر موسمی حالات ٹھیک رہیں تو کافی پھل لگ جاتا ہے۔

کاث چھانٹ

نرسری سے کھیت میں منتقل کرتے وقت چھوٹے پودے کی کاث چھانٹ اس طرح کی جاتی ہے کہ اس کا ڈھانچہ مضبوط اور بہتر پیداوار صلاحیت والا ہو جائے تو بعد میں پھل اتارنے کے بعد ہر سال چھوٹی چھوٹی ذیلی شاخیں جو کہ درخت کو ضرورت سے زیادہ گھننا کر دیتی ہیں کاث دیں۔ بہت زیادہ کاث چھانٹ کی چند اس ضرورت نہیں۔

برداشت

زیتون سبز اور پختہ دونوں حالتوں میں قوڑا جاتا ہے۔ سبز زیتون اچار کے کام آتا ہے۔ جب کے کپے ہوئے پھل سے تیل نکالا جاتا ہے۔ اس کا توڑنا کافی مشقت طلب کام ہے کیونکہ ایک ایک پھل توڑنا پڑتا ہے۔ اس کی پیداوار کا سب سے مہنگا کام اس کی چنانی ہے۔ مگر آج کل کیمیائی مرکبات کی مدد سے اس کی چنانی آسان ہو گئی ہے۔ یہ مرکبات پھل کو پختے سے چند روز قبل درخت پر چھڑک دیتے جاتے ہیں اور پھر درخت کے نیچے ترپال بچھا کر درخت کو زور سے بلا یا جاتا ہے۔ جس سے سارا پھل زمین پر آگرتا ہے۔ مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ بہت سے پتے غیر ضروری طور پر چھڑ جاتے ہیں۔ جس سے آئندہ سال کی فصل متاثر ہوتی ہے۔

اوسط پیداوار

زیتون کی پیداوار میں سال برسال غیر یقینی حد تک اتار پڑھا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا دارو مدار آب و ہوا اور درخت کی عمر اور پھولوں کی جنسی حالت پر ہوتا ہے اس کے علاوہ Alternate Bearing (ایک سال چھوڑ کر پھل آنا) بھی اس کا سبب بنتی ہے۔ بارانی علاقوں میں اس کی پیداوار 20 تا

30 کلوگرام فی درخت ہے۔ آب پاش علاقوں میں بعض اقسام 50 کلوگرام فی درخت تک پیداوار دیتی ہیں۔

اقسام

زیتون کی ایک ہزار سے زائد ایسی اقسام ہیں جن کا باقاعدہ نام رکھا گیا ہے۔ ان میں سے بعض سبز اور بعض گہرے نیلگوں رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان ہر دو اقسام میں چھوٹے اور بڑے سائز کے پھل والی اقسام ہیں۔ دونوں چھوٹے بڑے پھل والی اقسام تیل نکالنے اور اچار بنانے کے کام آتی ہیں۔ اچار والی اقسام میں عموماً تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ پاکستان میں کامیابی سے کاشت کی جانے والی اقسام درج ذیل ہیں۔

- 1 باری زیتون
- 2 آربیتو یونہ
- 3 گینک
- 4 کلاماتا
- 5 فرامیو
- 6 کوروئیکی
- 7 کورانیٹا

نوٹ:- حال ہی میں پنجاب گورنمنٹ کی مدد سے پٹھوار ریجن میں زیتون کی کاشت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اعلانیں کے پودے دوسرے ممالک سے درآمد کر کے زمینداروں کو دیئے جا رہے ہیں۔



انار

انار ایک پت جھاڑ کم اونچائی کا جھاری دار پودا ہے اس کا آبائی وطن ایران ہے۔ دنیا میں اس کی کاشت جنوبی امریکہ سے لے کر چین تک ہوتی ہے جن میں زیادہ تر ہندوستان، افغانستان، ایران، پاکستان، شام، مرکو، فلسطین اور سعودیہ شامل ہیں۔ پاکستان میں اور الائی، قلات، ملتان، بہاولپور، اور ڈی آئی خان میں کاشت ہوتا ہے جبکہ شیر، مری اور چوآ سیدن شاہ میں خودا گتا ہے جو انار دانے کے لیے استعمال میں آتا ہے انار کا رس طیب یا اور نایقہ عینہ بخار کے لیے مفید ہے اس کی بڑوں کا چھلکا ادویات کا بزوہ ہے اسے پچھس میں استعمال کرایا جاتا ہے۔ انار کا چھلکا پیٹ کے کیڑوں کا علاج ہے رس اور بیچ معدے کی تکلیف کو دور کرتے ہیں۔ انار معالجاتی اور غذائی اہمیت کے علاوہ کوئی اور پارکوں میں زیباش کے لیے بھی اگایا جاتا ہے جو پھل تو نہیں دینے لیکن اس پر تقریباً سارا سال رنگ برلنگے پھول آتے رہتے ہیں۔ ایک قسم سنیدر رنگ کے ڈبل پھول دیتی ہے جبکہ دوسرا قسم عنابی رنگ کے ڈبل پھول دیتی ہے۔ انار کے پھولوں کی خوبصورتی کی وجہ سے پرانے شہنشاہ اپنی بھیوں کو پیار سے انارکی اور گلناڑ کے نام سے پکارتے تھے۔

آب و ہوا

انار استوائی اور نیم استوائی خطوں میں کامیابی سے اگایا جاسکتا ہے مگر اچھی کوالٹی کے لیے اسے موسم سرما میں کافی سردی اور موسم گرم میں گرم خشک موسم درکار ہے۔ گرم میدانی اور م Roberto علاقوں میں پایا جانے والا پھل قدرے ترش ہلکے رنگ کا کم رسدار اور چھوٹے سائز کا ہوتا ہے جبکہ خشک سردا علاقوں میں پائی جانے والی اقسام شیریں، رسدار اچھے رنگ والی بڑے سائز کی ہوتی ہے۔ یہ پھل کافی حد تک سردی برداشت کر سکتا ہے جبکہ بعض اقسام گرمی برداشت کر سکتی ہیں۔ برف باری سے اسے کافی نقصان پہنچتا ہے دن رات کے درجہ حرارت میں تفاوت اور بارش کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے۔ اس لیے اس کی کاشت م Roberto علاقوں کی نسبت خشک علاقوں تک محدود ہے۔

زمین

انار کی کاشت مختلف قسم کی زمینوں میں ہو سکتی ہے گر گہری میراز میں اس کی کاشت کے لیے بہتر تصور کی جاتی ہے تاہم یہ کل رٹھی اور نہدار زمینوں کو کافی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔

افراہنسل

اس کی افراہنسل عموماً قلم اور داب سے کی جاتی ہے جس کی مونائی پنسل کے برابر ہوتی ہے اور لمبائی 22 سے 25 سم کلھی جاتی ہے۔ قلم کا 0.67 فیصد حصہ زمین میں اور 0.33 فیصد حصہ زمین سے باہر کھا جاتا ہے۔ قلم میں جنوری کے آخر یا اگست کے شروع میں لگائی جاتی ہیں جو ایک سال بعد کھیت میں لگانے کے قابل ہو جاتی ہیں۔

پودے لگانا

انار کو باغ میں منتقل کرتے وقت 5 میٹر سے لے کر 6 میٹر تک پودے سے پودے کا فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ پودے عموماً رعن طریقے سے لگائے جاتے ہیں۔ انار کو موسم بہار میں کھیت میں منتقل کیا جاتا ہے۔

آب پاشی

انار کا پودا کافی حد تک خشک سال کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن باقاعدہ آپاشی خصوصاً موسم گرم میں بڑھوڑی اور اچھی بیدار کے لیے ضروری ہے چھوٹے پودوں کو جوان پودوں کی نسبت زیادہ پانی درکار ہوتا ہے۔ گرمیوں میں 15 دن کے بعد اور سردیوں میں ایک ماہ کے بعد پانی لگایا جاتا ہے۔ زمین اور آب و ہوا کو منظر رکھتے ہوئے ان وقوف میں کمی یا بیشی کی جاسکتی ہے۔ پھول آنے سے پھل بننے تک آپاشی روک دی جاتی ہے۔ اس دوران آپاشی کرنے سے پھول گرجاتے ہیں۔

کھاد

انار کے پودے کو عموماً زیادہ کھاد کی ضرورت نہیں ہوتی مگر جوان پودوں کو 40 کلوگرام کو برکی اچھی طرح گلی سڑی کھاد فنی پودا دیجہر میں ڈال دی جاتی ہے۔ اگر پودے کمزور ہوں تو آدھا کلوگرام اموشم سلیٹ اپریل کے آخر میں فن پودا ڈالنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ عام خیال ہے کہ نائزروجنی کھاد دینے سے پھل دیری سے پکتا ہے زیادہ پختتا ہے اور سرخ رنگ بھی اچھی طرح نہیں ہن پاتا۔ پودے لگانے کے تین چار سال بعد تک انار کے باغ میں سبز یا چارے یا پھلی داراجناں کا شست کی جاسکتی ہیں مگر جوان پودوں میں سال میں تین چار دفعہ بیل چلا کر جڑی بونیوں سے پاک رکھا جاتا ہے۔

کاث چھانٹ: انار کے تین کوز میں سے اوپر 30 سے 40 سم تک بڑھنے دیا جاتا ہے اس کے بعد اچھے زاویوں والی تین سے چار شاخیں چھوڑ کر باقی کاث دی جاتی ہیں۔ بعض غیر ضروری اور کمزور شاخوں کو جوڑوں پر ہوتی ہیں درخت کو گھانا ہونے سے بچانے کے لیے کاث دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انار کی بہت کم شاخ تراشی کی جاتی ہے البتہ بیمار، مر جہائی ہوئی ہنینیوں اور کچھ گلوں کو کاث دیا جاتا ہے۔

برداشت و فروخت

یوں تو انار کا پودا تین چار سال کے بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے لیکن 10 سال کے بعد پوری بیداوار دیتا ہے۔ پھل موسم خزاں میں پکتا ہے جب پھل اچھی طرح کپک جائے تو اسے فوراً توڑ لینا چاہیے کیونکہ درخت پر پھٹنے کا خطرہ رہتا ہے جس سے پھل اچھے داموں نہیں بکتا۔ انار کے پودے کی عمر کافی لمبی ہوتی ہے۔ اس کا پودا پچاس سال تک پھل دیتا رہتا ہے۔ ایک درخت سے 60 سے 80 کلوگرام اوسٹا پھل حاصل ہوتا ہے۔ پھل توڑنے کے بعد دو تین ماہ تک ٹھنڈے گوداموں میں رکھا جاسکتا ہے۔ صرف وہ پھل شور کیا جائے جو پھٹا ہوئے ہو پھل کو توڑ کریوں میں لگھاں پا پر ای رکھ کر پیک کیا جاتا ہے اس طرح یہ دور راز کی منڈیوں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

اقسام

1۔ بیدانہ

یہ اگئی قسم ہے جو پندرہ اگست سے پندرہ ستمبر کے درمیانی وقفے میں پکتی ہے۔ پھل کا سائز چھوٹا، چھلکا پتلا اور پکنے پر رنگت سبزی مائل سرخ اور دانہ بلکہ گلابی رنگ کا ہوتا ہے مگر نہایت ہی میٹھا اور رسدار ہے۔ بیداوار 40 کلوگرام فنی پودا ہے۔

2۔ میٹھا

درمیانے موسم میں پکتا ہے۔ پھل کا سائز درمیانہ پکنے پر چلکے کارنگ زردی مائل سفید اور بلکا سا گلابی کم رسدار اور درمیانہ میٹھا بیداوار 30 کلوگرام فنی درخت ہے۔

3۔ قندھاری

اسے کابلی بھی کہتے ہیں درمیانے موسم میں پکنے والی قسم ہے یعنی 15 ستمبر کے بعد پکتی ہے۔ یہ سب سے عمده قسم ہے۔ پھل کا رنگ گہر اسرخ دانہ بھی گہرے سرخ رنگ کا میٹھا اور موٹا ہوتا ہے چھلکا پتلا بیداوار 60 کلوگرام فنی درخت ہے۔

4۔ جمالاری

دریے سے پکنے والی قسم ہے۔ پھل کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔ پھل پکنے پر زرد اور جلد پر بلکہ رنگ کے دھنے ہوتے ہیں ذائقہ ترش اور بیداوار 20 کلوگرام فنی درخت ہے۔ یہ مری، کشمیر، کوئٹہ اور چوآ سیدن شاہ میں جنگلی حالت میں اگتا ہے۔ اس کا انار دانہ بنتا ہے۔

5۔ سندورا

انار کی یہ قسم 15 جولائی سے آخر اگست تک پکتی ہے۔ چلکے کارنگ سفید اور سرخ دھنے ہوتے ہیں اوسٹا بیداوار 35-40 کلوگرام فنی پودا ہے۔

پنجاب کے بیشتر علاقوں کا یہ اہم مسئلہ ہے۔ انار کی غلط اقسام کا چنانہ، رسنگی زمین، بارشوں کا زیادہ ہونا، دن اور رات کے درجہ حرارت میں زیادہ فرق اس کی وجوبات ہیں۔ اس سے بجاوے کے لیے انار کی ایسی اقسام کا انتخاب کریں جن کی جملہ میں پھٹنے کے خلاف قوتِ مدافعت موجود ہو۔ پھل بننے کے عمل کے دوران کھیت کو وتر حالت میں رکھا جانا چاہیے۔ باغ کی مناسب دیکھ بھال کی جائے، کھادوں کا بروقت اور مناسب استعمال کریں اور بورک ایسڈ 0.3 فیصد اور پونا شیم نائلریٹ تقریباً ایک فیصد پرے کریں۔

انار کے کئی ہیں، بیماریاں اور ان کا انسداد

☆ انار کی نسلی

یہ چالوں اور بہت چھوٹے چالوں پر حملہ کرتی ہے۔ چالوں کے اندر انڈے دیتی ہے جس سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ متاثر چال کو اکھا کر کے ایک چکڑ میں میں دبادیں۔ اس کے انسداد کے لیے یہ میڈ اسالکو تھرین یا سا پرمیٹھرین 250 ملی لیٹرنی 100 لیٹرنی میں ملا کر پرے کریں۔

سکلیبو

یہ کیڑے پتوں سے رس چستے ہیں اور شاخوں کو کمزور بنادیتے ہیں۔ انار کا چال گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایڈ وانٹچ بحساب 250 ملی لیٹرنی 100 لیٹرنی پانی میں ملا کر پرے کریں۔

چھپوندا اور بیکٹیریا سے پھل اور پتوں کے دھمے

یہ پنجاب میں پائی جانے والی اہم بیماری ہے جس کا تدارک نہایت ضروری ہے۔ کاٹ چھانٹ کے عمل کے دوران تمام بیمارشائیں کاٹ دیں۔ پودے کو ہموار بنائیں اور بیماری کے روک تھام کے لیے دوسرے 15 دن کے وقفے سے بحساب 300 گرام کا پر آکسی کلورائیڈ یا 400 گرام ڈائی تھیں۔ ایمینی 100 لیٹرنی پانی میں ملا کر پرے کریں۔

انگور

انگور کی اکثر اقسام کی ابتداء امریکہ سے ہوئی ہے۔ جہاں سے یہ شرق و سطحی یورپ اور دیگر ملکوں میں پھیلی ہیں۔ یورپ اور ایشیائی ممالک میں انگور عام طور پر کھانے، رس نکالنے، کشمکش بنانے اور شراب کشید کرنے کے لیے کاشت کیا جاتا ہے۔ اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے ہمارے ہاں اس کی ساری پیداوار تازہ اور خشک حالت میں استعمال ہوتی ہے۔ انگور کو شراب کشید کرنے کے لیے کاشت نہیں کیا جاتا۔

آب و ہوا

انگور سرداور معتدل علاقوں کا پھل ہے اور 1000 میٹر سے 2000 میٹر کی بلندی تک اگایا جاتا ہے۔ انگور کی بیل زیادہ اور کم درجہ حرارت کافی حد تک برداشت کر لیتی ہے۔ سردیوں میں کوئی نہ، قلات ڈویشنوں میں بہت (15 درجے فارنن ہائیٹ) درجہ حرارت سے بھی انگور کی بیل کو کوئی نقصان نہیں بہپتا۔ خشک اور شدید گرم درجہ حرارت اس کی مناسب افزائش اور پھل کی نشوونما کے لیے بہت ہی سومند ہے۔ موسم گرم میں بارش اس کی نشوونما اور پھل پکنے کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ اس وقت زیادہ رطوبت کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے اور اس پر چھپوندا پیدا ہو جاتی ہے اور پھل گلنے سڑنے لگتا ہے چنانچہ ایسی اقسام جو موں سون کی بارشوں سے پہلے پک جاتی ہیں کاشت کے لیے موزوں ہیں۔ انگور کی عمدہ اقسام کی کاشت ان علاقوں تک محدود کی جائے جہاں موسم سرمایں بارش ہو لیکن موسم گرم خشک رہے۔

زمین

انگور کی بیل مختلف قسم کی زمینوں پر کاشت کی جاسکتی ہے۔ اچھے نکاس والی زمین انگور کی بیل کا شست کے لیے بہت موزوں ہے۔ بھاری چلنی زمین میں پھل دیر سے پکتا ہے کیونکہ انگور کے پودے کی جڑیں زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں اس لیے اس کے لیے زیادہ گہری زمین کی ضرورت نہیں ہوتی۔

افزائش نسل

انگور کی کاشت عام طور پر قلم سے کی جاتی ہے انگور کی کاشت ختم سے قطعاً موزوں ہے۔ ختم صرف تجرباتی بنیاد پر نئی اقسام پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں قلم سردی کے آخر میں یا موسم بہار کے بہت پہلے جب شاخ تراشی کی جاتی ہے تو ایک سال پرانی شاخ سے حاصل کی جاتی ہے۔ انگور میں شاخ تراشی کرنے اور نرسری میں قلم لگانے کے صحیح وقت کا اندازہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس شاخ کو تھوڑا اساجیر دیں اگر شاخ خشک ہو تو وہ ٹھیک نہیں اگر شاخ کو انگلی سے دبانے سے انگلی تھوڑی سی گیلی ہو جائے تو یہ قلم حاصل کرنے کا صحیح وقت ہے۔ انگور کی قلمیں لگانے کے دو طریقے میں ہیں اگر انگلی سے دبانے سے انگلی تھوڑی سی گیلی ہو جائے تو یہ قلم حاصل کرنے کا صحیح وقت ہے۔ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ قلمیں ناکام نہ رہیں۔ اگر تینوں قلمیں جڑیں نکال لیتی ہیں تو اگلے موسم میں دونکال دیں گے اور تیسرا کو اس مستقل جگہ رہنے دیں گے۔ باغ میں پودے سے پودے کا فاصلہ 3 میٹر رکھنا چاہیے۔

دوسرے طریقے میں قلموں کو پہلے نرسری میں لگایا جاتا ہے اور جب ان کی جڑیں نکل آئیں تو انہیں ان کی مستقل جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ نرسری میں قلم لگانے کے فوراً بعد پانی دے دینا چاہیے۔ قلم کی لمبائی 30 سم جس پر 4 یا 5 چشمے ہوں رکھنی چاہیے۔ قلم کا دو تہائی حصہ زمین میں میں دبادیا جاتا ہے اور ایک تہائی حصہ زمین کے اوپر رہنے دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے 100 نیصد کامیابی ہوتی ہے۔ یہ قلمیں ایک سال کے لیے نرسری میں رہنے والی جاتی ہیں اور اگلے سال فروری میں انہیں باغ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

آب پاشی

سرد علاقوں میں آبپاشی باغبانوں کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے البتہ خشک علاقوں میں دوسرے پت جھاڑ درختوں کی طرح مصنوعی آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انگور کی بیل دوسرے پت جھاڑ درختوں کی نسبت پانی کی کمی کو زیادہ برداشت کرتی ہے۔ نرسری میں بیلوں کو آٹھ یا دس دنوں کے بعد پانی دیا جاتا ہے اور جوان بیلوں کو پندرہ میں دن کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ اگر آبپاشی مقررہ معیاد کے بعد کی جائے تو اس کا اثر انگور کے پھل کی نشوونما پر ہو گا۔ موسم بہار سے موسم خزان تک باقاعدہ آبپاشی کی جاتی ہے۔ عام طور پر پھل کے پکنے کے وقت تھوڑے عرصے کے لیے آبپاشی بند کر دی جاتی ہے کیونکہ اس وقت آبپاشی سے پھل پکنے میں دیر ہو جاتی ہے۔

ترمیت اور شاخ تراشی

انگور کی بیلوں کی ترمیت بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ نرسری سے لے کر پھل کی مناسب نشوونما تک اثر انداز ہوتی ہے۔ بیل کی باقاعدہ سالانہ ترمیت اور شاخ تراشی ایک ضروری اور لازمی عمل ہے۔ تمام شاخیں سوائے پھل کی چھوٹی شاخوں کے جو اگلے سال پھراتی لمبائی تک پہنچ جاتی ہیں کاٹ دینی چاہئیں۔

ترمیت اور شاخ تراشی کے طریقے

(1) ہیڈ سسٹم

یہ طریقہ ایسے پودوں میں استعمال کی جاتا ہے۔ جن میں پھل نیچے والی شاخوں کو لگتا ہے ان میں چار نیچے والے چشمے چھوڑ کر اوپر والی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔

(2) کارڈن سسٹم (Cordon System)

یہ طریقہ ہیڈ سسٹم سے بالکل الٹ ہے اگر پھل اوپر والی شاخوں پر لگتے پودے کو اس طریقے سے تربیت دی جاتی ہے کہ اس کی نیچے والی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں اور پودے کو اور کسی طرف بڑھنے دیا جاتا ہے۔

(3) کین سسٹم (Cane System)

اس طریقے میں پودے کو عواد بڑھنے کی بجائے زمین کے متوازی تاروں غیرہ لگا کر سدھا راجاتا ہے۔ یہ طریقہ کافی مقبول ہے اس سے پیداوار کافی اچھی ہوتی ہے۔

(4) پروگولا سسٹم (Progola System)

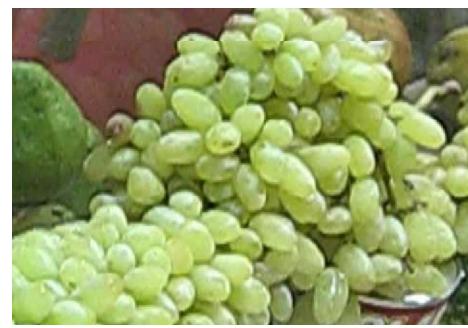
میدانی علاقوں میں انگور کی بیلوں کو تربیت دینے کا یہ طریقہ بھی کافی مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ اس میں بیل کو سہارے کے ذریعے اوپر کی طرف چڑھا دیا جاتا ہے۔ جہاں پر تاروں کے جال میں ایک چھپت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھل نیچے کی طرف لٹک جاتا ہے۔ اس طرح یہ پھل متی / جون کی گردی اور لو سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور دوسرے اگر بارشیں جلد شروع ہو جائیں تو بارش سے بھی کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔ انگور کا کاث چھانٹ کا عمل نئے چشموں کے نکلنے سے پہلے کر لینا چاہیے۔ عام طور پر دسمبر / جنوری کا مہینہ زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ اگر کاث چھانٹ کے عمل میں تاخیر ہو جائے تو اس کا اثر پودے سے نکلنے والے چشموں پر پڑے گا۔ پودے کی بڑھوٹری کمزور ہو گی اور پیداوار میں بھی ہو جائے گی۔ وقت سے پہلے کاث چھانٹ بھی پودے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

برداشت و پیداوار

انگور کا پودا تین چار سال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اچھی پیداوار 5-6 سال کے بعد شروع ہوتی ہے۔ انگور کے پھل کی برداشت و سطح جون سے شروع ہو کر اگست تک ہوتی ہے جب انگور کے پھل کا رنگ کامبز سے زردی مائل ہو جائے تو اس وقت پھل توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے پھل گھوں کی شکل میں لگتا ہے اور مکمل گچھا ایک ہی وقت میں تیار ہو جاتا ہے اور سارا گچھا قیچی کی مدد سے کاث لیا جاتا ہے انگور کا پھل بہت نرم و ناک ہوتا ہے اس لیے اس کی برداشت میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھل کو کریٹ وغیرہ میں بند کرتے وقت خنک گھاس پھوس اور اخباری کاغذ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ پھل زخمی نہ ہو۔ انگور کے پودے سے اوسط 20 کلوگرام پھل حاصل ہوتا ہے۔

اقسام

ہمارے ہاں کاشت کی جانے والی انگور کی بہت سی اقسام ہیں ان میں خال چینی سفید، کنگزوبی، تورچھوٹا، سفید کشمش، شنڈہ خانی، عسکری، سرخ کشمش، سفید لعل، سرالعیل ٹڈن، یختا، چینی، ہلمک، صاحبی، خیر غلام اور مستقط ہمبرگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔



سیب

پاکستان میں سیب کی کاشت کوئی قلات، پشاور، مری اور روپنڈی ڈوبیرنوں میں کی جاتی ہے چوٹے سیب (Crab Apple) کی کاشت پاکستان کے میدانی علاقوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ نئی اقسام مثلاً اینا (Enna) اور ائن شمر (Ein Schmer) سیالکوٹ، روپنڈی، جہلم، چکوال اور وادی سون میں کامیابی سے کاشت کی جاتی ہیں۔ سیب کا پھل ذاتی اور غذائی اعتبار سے ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ کھاوت مشہور ہے کہ روزانہ ایک سیب کھانے سے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں رہتی۔

آب و ہوا

سیب کے لیے ایسی آب و ہوا کی ضرورت ہے جس میں موسم سرما میں شدید سردی اور موسم گرم میں کم گرمی پڑتی ہو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ جتنی زیادہ بلندی پر سیب کا شت کیا جائے گا اکارنگ اور ذاتی تباہی بہتر ہوگا سیب 1500 میٹر سے 2500 میٹر کی بلندی تک کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ اس سے کم بلندی کے مقامات پر اپنے معیار پر پورا نہیں اترتا مگر 2500 میٹر سے بلند مقامات پر سیب کے چشمیں اور درختوں کے مرجانے کا اندازہ ہے۔ سیب کی کاشت کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ موسم بہار کے آخر میں بچول بننے کے بعد کہرا اور رثاہ باری ہے جس سے بچولوں اور نوزائیدہ بچلوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

زمین

بھاری میراز میں میں پانی کا نکاس با آسانی ہو سکے۔ سیب کی کاشت کے لیے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ سیب کی جڑیں کافی گہری ہوتی ہیں۔ اس لیے سیم زدہ زمینیں اس کی کاشت کے لیے موزوں نہیں بھاری زمینوں میں پیدا شدہ پھل کارنگ تو ہلاک ہوگا مگر ذاتی میں اعلیٰ ہوگا۔ اس کے عکس ریتلی زمینوں میں پیدا شدہ پھل جلد پک جائے گا اور اس کارنگ گہرا ہوگا۔

افزاں نسل اور باغ لگانا

سیب کی افزائش نسل بتاتی طریقہ سے بذریعہ چشمہ اور گرافنگ کی جاتی ہے۔ سیب کی افزائش میں عام طور پر چھوٹا سیب (Crab Apple) بطور روٹ شاک استعمال ہوتا ہے۔ کریب اپل کے سکر ز قائم شدہ باغات سے حاصل کر کے وسط دسمبر سے لے کر وسط فروری تک لگائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی مناسب نگهداری کی جاتی ہے۔ ان پودوں پر سیب کی اعلیٰ اقسام کی فروری اماڑچ میں یا وسط جون سے وسط جولائی تک پیوند کاری کی جاتی ہے۔ مری کے علاقے میں چنانہ پیوند ماہ فروری میں کیا جاتا ہے جو کہ بہت کامیاب ہے۔

پودے لگانا

سیب کے پودوں کے لیے 7-8 میٹر کا فاصلہ زیادہ موزوں رہتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں پودے لگانے کا وقت عام طور پر موسم سرما ہوتا ہے۔ زیادہ موزوں وقت فروری سے وسط مارچ تک ہے۔ نہتائگرم مقام پر پودے لگانے میں ایک آدھہ ہفتے کی تاخیر ہو سکتی ہے۔ پودوں کو کھیت میں خفگی کے ختم ہونے سے پہلے لگادینا چاہیے۔

آب پاشی

سیب کے باغات کی آب پاشی کا انحصار سالانہ بارش، سطح سمندر سے بلندی، گریوں اور سردیوں کے درج حرارت زمین کی ساخت اور اس کی خصوصیات پر ہے۔ مری کے پہاڑیوں میں گریوں اور سردیوں میں کافی بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے آب پاشی کی بہت کم ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تاہم موسم گرم میں بارش میں تاخیر ہو جائے تو آب پاشی کا مناسب انتظام کرنا چاہیے۔

کھادوں کا استعمال

سیب کی اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لیے گور کی کھاد اور کیسیائی کھادیں بڑی مفید ثابت ہوتی ہیں زمین کی زرخیزی قائم رکھنے کے لیے گور کی کھاد عام طور پر بحصہ 7 یا 8 ٹن فی ایکڑ دی جاتی ہے پیاری علاقوں کے لیے جو روپی کامبینی اس مقصد کے لیے نہایت موزوں ہے اگر آپاشی کے لیے پانی دستیاب ہو تو امویں سلفیٹ دو سے اڑھائی کلوگرام فی پودا کو پلیس نکلنے سے دو سے تین چھٹے پہلے دی جائے مری کے علاقوں میں بارش کو منظر کر مصنوعی کھاد دی جاسکتی ہے زمین کے تجزیے کے مطابق فاسفورس اور پوٹاش والی کھادیں بھی دینی چاہیں۔

تریبیت اور شاخ تراشی

درختوں کو مضبوط، صحیح مندرجہ بخوبصورت بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سیب کے چھوٹے پودوں کو شروع میں چار پانچ سال تک تربیت دی جائے۔ اگر اس عمل کا وحیا طریقے سر انجام دیا جائے تو بعد کی شاخ تراشی کی مشکلات کم ہو جاتی ہیں۔ جب درخت پھل دینا شروع کر دیتے ہیں تو زیادہ شاخ تراشی کی ضرورت نہیں رہتی۔ تربیت کا عام طریقہ کشاورزی و سطحی طریقہ ہے۔ درخت کی بار آوری کے بعد خٹک اور بارشانیں جو حاصل تھے کے خلاف جارہی ہوں کاٹ دینی چاہیں۔ متوازن حالت میں قطعاً نہیں بڑھنی چاہیں۔ کمزور ٹہنیوں کو کاٹ دینا چاہیے۔ کاٹ چھانٹ کا انحصار مختلف اقسام کے پھل دینے کی عادت پر ہے۔ شاخ تراشی بکلی سے معتدل کرنی چاہیے۔ شدید شاخ تراشی چلاؤں کی پیداوار پر براثڑا لتی ہے۔

برداشت اور پیداوار

سیب کی بہت سی اقسام تو اپنے ہی زردا نوں سے بار آور ہوتی ہیں البتہ کچھ اقسام ایسی ہیں جو اپنے زردا نوں سے بار آور نہیں ہوتیں ان کے لیے دوسرا اقسام کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ گولڈن ڈیلیشیں، قندھاری، مشہدی اور امری اقسام میں خود زیر گی ہوتی ہے۔ ان کے برعکس ریڈ ڈیلیشیں اور روم بیوی میں باہمی زیر گی ہوگی ہے۔ ایسی اقسام میں زیادہ پولن دینے والی اقسام ساتھ ساتھ لگانی چاہیں یا پھر شہر کی مکھیوں کا انتظام کرنا چاہیے۔ اگرچہ سیب کی مختلف اقسام میں پھل دینے کی عمر مختلف ہوتی ہے لیکن عام طور پر سیب کا درخت 5 سے 7 سال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ ہماری تجارتی اقسام گولڈن ڈیلیشیں، امری، مشہدی اور قندھاری عموماً اسی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتی ہیں جبکہ کچھ درآمد شدہ قسمیں مثلاً روم بیوی، جوناچن، ونڈ بانا اور کئی دیگر اقسام ایک آدھ سال پہلے پھل دینا شروع کر دیتی ہیں بعض اقسام مثلاً ریڈ ڈیلیشیں، اگرے وین سٹن وغیرہ ایک آدھ سال بعد پھل دیتی ہیں ہمارے حالات میں سیب کا درجہ 10-12 سال کی عمر میں تجارتی لحاظ سے پیداوار دینے کے قابل ہوتا ہے اگر تمام حالات معتدل ہوں تو سیب کے درخت کی عمر 50 سے 60 سال تک اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ عام حالات میں سیب کا درخت 80 سے 120 کلوگرام پیداوار دیتا ہے۔ جہاں تک پھل اتارنے کا تعلق ہے پھل اتارنے کے وقت پھل کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے اور گر جیں (Spurs) اپنی اصلی حالت میں قائم رہیں۔ امری کشمیری اور یہ گرم اقسام درختوں پر اپنارنگ تبدیل کرتی ہیں گولڈن ڈیلیشیں اور قندھاری اپنارنگ، ذائقہ اور خوبصورہ خیر کرنے پر پکڑتی ہیں۔ مختلف اقسام میں پھل اتارنے کا وقت مختلف ہے اگتنی اقسام جوں کے آخر میں، درمیانی اقسام جو لائی / اگست میں اور پچھلی اقسام ستمبر / اکتوبر میں پکتی ہیں۔

اقسام

1۔ چوتا یا شکر سیب

یہ چھوٹے جنم کا سبزی اور سفیدی مائل رنگ کا سیب ہے۔ جو عموماً گرم علاقوں میں اگایا جاتا ہے اور اسے دوسرے سیب کی درآمد شدہ اقسام کے لیے بطور روٹ شاک استعمال کیا جاتا ہے۔

2۔ ریڈ اسٹرکان

یہ سبزی اور سرخی مائل رنگ کا سیب ہے جو عموماً گرم علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ یہ بڑے جنم کا اور ترش ذاتی والا سیب ہے۔ اسے پکانے میں استعمال

کیا جاتا ہے۔ جو لائی کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ قسم کافی مقدار میں پھل دیتی ہے۔

3۔ کشیری

یہ سفیدی مائل سرخ رنگ کا درمیانے جنم کا خوشمند ائکے دار اور کافی دیر تر و تازہ رہنے والا سیب ہے۔ اس کی بڑے پیانے پر کاشت کی سفارش کی جاتی ہے۔ یہ شک پہاڑی علاقوں میں خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ جو لائی کے وسط میں منڈی میں دستیاب ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

4۔ مشہدی

سرخ چھال کے ساتھ سفید رنگ، ذائقے میں بہت میٹھا، رسدار اور درمیانے جنم کا ہوتا ہے۔ کونہ میں خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ ذخیرہ کرنے کی درمیانہ اوصاف کا حامل ہے۔ اگست کے اختتام پر برداشت کے قابل ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دینے والی قسم ہے۔

5۔ قندھاری

اس کا رنگ بیز جنم درمیانہ اور ذائقہ بہت ہی میٹھا اور رسدار ہوتا ہے۔ یہ اچھے ذائقے کی وجہ سے بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اسے کافی عرصے تک ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ اگست کے وسط میں قابل برداشت ہو جاتا ہے کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

6۔ ریڈ بلیشیں

اس قسم کا پھل بڑے جنم کا، رنگت سرخ، کندھوں سے گول اور پیندے سے مخرب ہوتا ہے۔ ذائقہ میٹھا اور رسدار ہوتا ہے۔ یہ پاراچنا اور مری کی پہاڑیوں میں وسیع رقبہ پر کاشت کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی بڑے پیانے پر کاشت کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک بہت اچھی اور منافع بخش قسم ہے۔

7۔ کشیری لیٹ

اس کا پھل بزری مائل گلابی رنگت اور درمیانے جنم کا ہوتا ہے۔ اسے وسیع پیانے پر نہیں اگایا جاتا۔ اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

8۔ امری

اس کا پھل گہرے رنگ کا، جامت میں بڑا اور بہت پرکشش اور شیریں ہوتا ہے لیکن قدرے ریشدار ہوتا ہے۔ اس کی ذخیرہ کرنے کی خاصت بڑی اچھی ہے اور اسے کونہ اور قلات کے علاقوں میں وسیع پیانے پر لگایا جاتا ہے۔ سبب کی دیگر اقسام سے مہنگا کہتا ہے۔

9۔ گولڈن بلیشیں

یہ سبزی مائل زرد رنگ اور بڑے جنم کا سبب ہے خوش ذائقہ اور خوشبو دار ہوتا ہے۔ اس کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت بہت ہی عمدہ ہے یہ اکتوبر کے وسط میں دستیاب ہوتا ہے۔

10۔ قلات پیش

یہ گہرے سرخ اور بڑے جنم والا پھل ہے۔ ذائقے میں بہت اچھا ہوتا ہے۔ کونہ، قلات کے علاقوں میں بہت ہی کامیابی کے ساتھ اگایا جاتا ہے۔ زیادہ بلندی پر اچھے رنگ اور اچھے ذائقے والا پھل ہے اس کے محفوظ رکھنے کی خاصیت کافی اچھی ہے۔ اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

کیٹرے کوٹے اور بیماریاں

سیب کو نقصان پہنچانے والے مشہور کیٹرے اور بیماریاں درج ذیل ہیں۔

کاؤنگ ماتھ

یہ سب اور ناشپاٹی کا خطرناک کیڑا ہے۔ بعض دفعہ یہ 20 سے 80 فیصد تک سب کو نقصان پہنچاتا ہے۔ موسم سرما میں اس کے لاروے سب کے درختوں کی شاخوں اور تنوں کے خشک اور نرم چالوں میں چھپ رہتے ہیں۔ موسم بہار میں پروانے نکل آتے ہیں جو پتوں کی اندر ورنی جانب انڈے دیتے ہیں۔ نئے نکلے ہوئے لاروے چالوں کے پیالے میں داخل ہو جاتے ہیں اور چھل کے اندر پروش پاتے رہتے ہیں۔ جون اور جولائی میں لاروے چھل سے باہر نکل آتے ہیں۔ لارووں کی دوسرا نسل پھر چھل پر حملہ آ رہتی ہے۔ پودوں کو اس کیڑے سے بچانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

- 1- اپریل سے جولائی تک پودوں میں روشنی کے پھندے لگائیں۔
- 2- اپریل سے نومبر تک پودوں کے تنوں کے گرد بوری وغیرہ لپیٹ دی جائے۔ سندیاں اس میں جمع ہو جائیں گی جنہیں میں ایک دو مرتبہ ان کو کھول کر تلف کر دیا جائے۔
- 3- گلے سڑے چالوں کو اکٹھا کر کے گہرے گڑھے میں بادا دیا جائے۔
- 4- پودوں کی گہری گوڑی کر کے سیموں 86 کا دھوڑا کیا جائے۔
- 5- پودوں کی مناسب کاث چھانٹ کی جائے۔
- 6- اپریل کے آخر میں جب چھل بن جائے تو 15 دن کے وقت سے 45 ملی لیٹر تھائیوڈان یا میلا تھیان 450 لیٹر پانی میں ملا کر 2-3 سپرے کریں۔

خاردار سندی

خاردار سندی کے لاروے موسم بہار میں پتوں پر حملہ کرتے ہیں یہ شدید حملہ کی صورت میں سب کے تمام پتے کھا جاتے ہیں۔ موسم سرما میں ان کے لاروے اکٹھ کر کے تلف کر دیئے چاہیں۔ موسم بہار اور موسم گرامیں تھائیوڈان یا میلا تھیان کا سپرے کریں۔

پتے گرانے والا کیڑا

پتوں کے نرم ریشوں کو کھاتا ہے۔ شدید حملہ کی صورت میں درخت پتوں سے خالی نظر آتا ہے۔ اس کیڑے کے تدارک کے لیے میلا تھیان کا سپرے کریں۔

سینتیلا

یہ کیڑا پتوں پر حملہ کرتا ہے۔ حملہ شدید پتے ٹیڑے ہے اور خشک ہو کر گرجاتے ہیں۔ اس کو تلف کرنے کے لیے 45 ملی لیٹر میلا تھیان 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔

سیب کا کوڑھ (Apple Scab)

سیب کی یا ایک بہت ہی اہم بیماری ہے۔ جو ایک پھیوندی "ونچور یا ان ایکولیس" سے پھیلتی ہے۔ گرم اور خشک موسم میں اس بیماری کا حملہ بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اس بیماری سے متاثرہ پتوں میں ضایا تالیف کا عمل بہت بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ متاثرہ چھل بہت جلدز میں پر گرجاتے ہیں۔ متاثرہ پودوں کو اگلے سال چھل بہت کم لگتا ہے اس بیماری سے پودوں کو بچانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

- 1- موسم خزاں پودوں کے نیچے پڑے پتوں کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے۔
- 2- پودوں کی مناسب کاث چھانٹ کی جائے۔
- 3- میٹاکسل + مینیکسیب کا سپرے کریں۔

ناشپاتی

اردو زبان میں ناشپاتی، کشمیری زبان میں بگوگوشہ اور پنجابی میں ناکھ کہتے ہیں۔ اس کی کاشت پہاڑی علاقوں میں زیادہ کامیاب ہے۔ میدانی علاقوں میں بعض اقسام کے پودوں پر اچھا پھل لگتا ہے۔ اس کے پھل دینے کی طبق عمر 25 سے 30 سال ہے۔ پدرہ سال تک پودا خوب پھل دیتا ہے اس کے بعد پیداوار میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ناشپاتی کا پھل غذائیت سے بھر پور اور لذیز ہونے کی وجہ سے بہت پسند کیا جاتا ہے۔

آب و ہوا

اس کی کاشت پہاڑی علاقوں میں کامیابی سے کی جاتی ہے اونچے پہاڑوں کے دامن میں جہاں ادلوں کا نظرہ نہ ہو تو اس کی بہترین اقسام اگائی جاسکتی ہیں۔ میدانی علاقوں میں دریاؤں کے قریب تھنڈی گھبلوں میں دلیک فرم اچھا پھل دیتی ہے۔

زمین

پہاڑی علاقوں کی گہری زمینیں جہاں جڑوں کو مناسب نہیں مل سکتی ناشپاتی کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف قسم کی زمینیں مثلاً چلنی، ریتیلی اور ہلکی میراز میں میں اس کے پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ مگر ایسی زمین جو سنبھاری ہو اس کے لیے موزوں ہے۔

پودے تیار کرنا

ناشپاتی کے پودے تیار کرنے کے لیے چشمہ یا چلانہ بیوند بہترین تصویر کیا جاتا ہے اس مقصد کے لیے جگلی ناشپاتی یعنی بنکی یا بنگ کروٹ شاک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ روٹ شاک اکتوبر / نومبر میں 75 سم چوڑی قطاروں میں لگادیا جاتا ہے اور دوسرا سال پیوند کاری کا کام جنوری / افروری میں کیا جاتا ہے۔ اگر پودے تیک جائیں یا ان پر بیوند کام رہے تو جولائی / اگست میں ٹی نما چشمہ یا چلانہ طریقے سے پیوند کر دیئے جاتے ہیں۔

باغ لگانا

پودے لگانے سے ایک ماہ پہلے باغ کی داغ بیل کی جاتی ہے اور گڑھ تیار کیے جاتے ہیں۔ جنوری / افروری میں جب کہ پودے خوابیدہ حالت میں ہوں ان کو باغ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ عام طور پر مربع طریقے سے 7 سے 8 میٹر فاصلے پر پودے لگائے جاتے ہیں۔

آب پاشی

ناشپاتی کے پودوں کے لیے زیادہ پانی نقصان دہ ہے اگر موسم خشک ہو تو 8-10 دن کے وقفے سے پانی دینا چاہیے۔ موسم سرما میں 17-20 دن کے بعد پانی دیا جاسکتا ہے پانی صرف اتنا دیا جائے جو کہ ایک دو گھنٹے میں زمین جذب کر لے۔ زیادہ بارش کی صورت میں پانی کا نکاس ضروری ہے۔ پھول آنے سے 8-10 روز پہلے پانی دینا بند کریں تا وقت یہ کہ پھل بن جائے۔

کھاد

ناشپاتی کے پودے کی اچھی نشوونما کے لیے اس کو مناسب خوارک کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ گو برب کی کھاد اور کیمیائی کھادوں سے پوری کی جاتی ہے۔ پودے کی عمر کے مطابق کھاد کی ضروریات مختلف ہوں گی ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پوٹاشیم سلفیٹ (کلوگرام)	ستکل پرس فاسفیٹ (کلوگرام)	امونیم سلفیٹ (کلوگرام)	گوبر کی کھاد (کلوگرام)	پودے کی عمر (سال)
-	-	0.5	10	5-1
0.5	0.5	1.0	40-20	8-5

چلوں کی کاشت

1.5-1	3.0	3.0	60-40 کل	8 سے اوپر
-------	-----	-----	----------	-----------

گوبکی کھاد دمبر میں دی جاتی ہے کیمیائی کھادوں کی آدمی مقدار فروری کے پہلے ہفتے اور باقی آدمی مقدار اپریل میں دی جاتی ہے پودے کے پھیلاؤ کے برابر زمین کے اچھی طرح سے گوڈی کر کے اس میں کھاد کو اچھی طرح سے ملا جاتا ہے اس کے بعد پودوں کی آپاٹی کردی جاتی ہے۔

ترتیبیت و شاخ تراشی

پودے لگانے کے ایک سال بعد جنوری / فروری میں 75 سم کی بندی سے پودے کی تمام شاخیں کاٹ دیں تاکہ اس پر چار پانچ مضبوط شاخیں قائم ہو جائیں اگر دو سالہ پودے لگائے جائیں تو ان پر بنیادی شاخیں قائم کرنے کے لیے ان کے درمیان فاصلے کا توازن رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ درخت اچھی شکل و صورت میں چاروں طرف برابر پھیل سکے اور اس کی صحت برقرار رہے ان بنیادی شاخوں کا فاصلہ 10 سے 22 سم رکھا جاتا ہے نیز یہ یک دوسرے کی خلاف ستون میں ہونی چاہیں ان کے علاوہ باقی تمام غیر ضروری اور ایک دوسری میں ابھی ہوئی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ ترتیبیت کا یہ سلسلہ پھل آنے تک جاری رکھا جاتا ہے۔

دیگر فضلوں کی کاشت

عموماً پانچ سال کی عمر میں پودے پھل دینا شروع کرتے ہیں پھل لانے سے قبل باعث کی آمدنی بڑھانے کے لیے پہاڑی علاقوں میں آلو اور درمیانی علاقوں میں دوسری سبز یا ان کا شاست کی جاسکتی ہیں۔ پھل آنے کے بعد اگر فضلوں کی کاشت جاری رکھنا چاہیں تو پرسیم، ششیں اور لوہیا بطور چارا کاشت کر سکتے ہیں۔ زمین کو خالی رکھنا مقابلاً بہتر ثابت ہوا ہے اگر خالی رکھنا چاہیں تو موسم سرما کے دوران باعث میں تین چار مرتبہ ہل چلانا ضروری ہے۔

پھل کی برداشت

عموماً پھل کی برداشت تبر سے شروع ہوتی ہے پھل کی برداشت کے دوران درج ذیل باتوں کو مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

1- پھل کمیج کریا مروڑ کرست توڑیں اس طرح پھل رخی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کی مدد سے پھل توڑے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

2- پھل توڑ کر اسے انگلیوں سے نہ دبا کیں اس طرح پھل جلدی خراب ہو جاتا ہے۔

3- اوپنچ درختوں پر چڑھنے کے لیے ایک خاص قسم کی دوہری سیڑھی استعمال کریں اور پھل بذریعہ کری یا تھیلا درخت سے نیچے لا کیں۔

4- پھل کی حالت میں ہرگز نہ توڑیں اس طرح منہماں اور ذاتی میں گھلایا ہوگا۔

5- پھل نیم پنجیہ حالت میں اس وقت توڑیں جب اس کا اوپر کارنگ زردی مائل ہو جائے۔

سفراں کردہ اقسام

1- لیکانٹ (Leconte)

یہ قسم اگست کے شروع میں پکتی ہے۔ پھل کا سائز درمیانی، رنگ زردی مائل، جب اچھی طرح سے پک جائے تو بیٹھا نرم اور خوبصوردار ہوتا ہے۔ خشک کرنے کے لیے یہ قسم بہت موزوں ہے۔

2- کیفر (Keiffer)

اس کا پھل عام طور پر تبر کے شروع میں پکتا ہے۔ پھل کا سائز بڑا اگر دونوں سروں سے نگ چھلاکا زرد گرا اچھی طرح پکنے پر سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل موتا سخت اور وزنی ہوتا ہے۔ پھل کی خصوصیات بہترین اور پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ ذبوں میں بند کرنے اور خشک کرنے کے لیے اچھی قسم ہے۔

3۔ بارٹلٹ (Bartlette)

اس کا پھل شروع تیرہ میں تیار ہوتا ہے۔ میدانی علاقوں کی نسبت پہاڑی علاقوں میں زیادہ کامیاب ہے۔ پھل کا سائز درمیانہ، رنگ ہلاک پیلا، گودہ نرم، رسدار اور میٹھا ہوتا ہے۔ ڈبوں میں بند کرنے اور خشک کرنے کے لیے اچھی قسم ہے۔
بیماریاں اور ان کی روک تھام

(1) چلوں کا سیاہ ہو جانا

موسم خزان میں گرے پڑے خشک اور بیمار خس و غاشاک کو اکٹھا کر کے جلا دیں۔ علاوہ ازیں ڈائی تھین ایم 45 بجسا ب 900 گرام 450 لیٹر پانی میں ملا کر یا بورڈ مکپر 4:4:5 کا سپرے کریں۔ بیماری کی شدت کی صورت میں تین چار ہفتے کے وقفہ یہ عمل دہرا کیں۔ موسم بر سات کے شروع اور آخر میں بالخصوص زہر پاشی کریں۔

(2) لیف سپاٹ

موسم خزان میں گرے چلوں کو اکٹھا کر کے جلا دیں اس کے علاوہ 1 کلو گرام ڈائی تھین ایم 45 یا کاپ آکسی کلور اسینڈ 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔

(3) لیف بلاکٹ

انٹر اکول 750 گرام، 450 لیٹر پانی میں یا ڈائی تھین ایم۔ 45، 900 گرام، 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔

(4) ناشپاٹی کا سکیب

1 کلو گرام ڈائی تھین ایم 45 یا بورڈ مکپر 4:4:50 سپرے کریں اور اس کے علاوہ موسم خزان میں گرے پڑے خشک چلوں کو اکٹھا کر کے جلا دیں۔

کیڑے اور ان کا انداز

(1) پھل کی نکتی

ڈپر کیس 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔

(2) رس چونے والے کیڑا

تحالی ڈان 450 ملی لیٹر 450 لیٹر پانی ملا کر سپرے کریں۔

(3) بال دار کتری

سیون۔ 85 ایک کلو گرام 450 لیٹر پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ زہر پاشی کے ایک ماہ بعد تک پھل استعمال نہ کریں۔



آڑو

آڑو پت جھاڑ پودوں کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا پھل لذت شرینی اور خوشبو کی وجہ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آڑو میں شکر، لحمیاتی مادہ اور اہم معدنی اجزاً مثلاً لوہا، فسفورس اور چدن اور مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وٹامن اے، بی، سی کبھی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے پھولوں کو کامی کھانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اطبا اس کے پھولوں کو بطور کرم کش دو استعمال کرتے ہیں اس کے نجف سے جو تیل نکلتا ہے اس سے بالوں کی زیبائش میں مددی جاتی ہے اور اسے بطور خوارک بھی کام میں لایا جاتا ہے۔

زمین اور آب و ہوا

آڑو کے لیے طویل موسم سرماشد ضروری ہے جہاں ایسے حالات نہیں وہاں اس کی کاشت نہیں ہو سکتی۔ پنجاب کے میدانی علاقوں آڑو کے درخت تو خوب نشوونما پاتے ہیں مگر ان کو پھل نہیں لگتا۔

پاکستان میں بلوجستان کے پہاڑی علاقہ، پشاور، مالاکنڈ اور وزیرستان میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔ مری کی پہاڑیاں بھی اس کے لیے موزوں ہیں۔ وادی پشاور میں مردان اور ضلع پشاور کا آڑو بہت اچھا تصور کیا جاتا ہے۔

افراش نسل

آڑو کی افراش نسل نجف سے ذریعے موزوں نہیں کیونکہ نجف سے حاصل کردہ درختوں میں یکسانیت نہیں ہوتی لہذا آڑو کی افراش نسل بنا تاتی طریقوں سے کی جاتی ہے۔ پیوند اور چشمہ لگانے کا عمل کسی موزوں روٹ شاک پر کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے حاصل شدہ درختوں میں پھل کی یکسانیت قائم رہتی ہے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ زردی کی آڑو کا روٹ شاک کا پشاور ریجن کے لیے اور کوئینہ کے علاقوں کے لیے کڑوے بادام کا روٹ شاک موزوں ثابت ہوئے ہیں۔ آڑو کے لیے روٹ شاک کا انحصار میں تتم پر ہے ریتلی زمینوں کے لیے بادام، میرازمینوں کے لیے زردی کی آڑو چکنی میراز میں کے لیے خوبی اور بھاری زمینوں جہاں زیادہ نرمی رہتی ہے کے لیے آلوچہ کا روٹ شاک موزوں ہے۔ مگر مقامی حالات کے تجزیے کے مطابق روٹ شاک کا انتخاب کرنا چاہیے۔

روٹ شاک تیار کرنا

روٹ شاک حاصل کرنے کے لیے گھلیلوں کو نومبر/دسمبر میں تیار شدہ زمین میں 60 سے 90 سم چوڑی قطاروں کی صورت میں 8 سے 10 سم کے فاصلے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ دواڑھائی میںینٹ کی آڑو کی گھلیلوں پھوٹ پڑتی ہیں اور مارچ میں تقریباً سارے پودے نکل آتے ہیں۔ پودوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے تو نومبر/دسمبر میں کاشت کی گئی آڑو کی گھلیلوں سے جولائی/اگست میں پودے چشم کاری کے قابل ہو جاتے ہیں۔

عمل تہرسازی (Stratification)

گھلیلوں کو کھیت میں برداشت لگانے کی بجائے ان کو ایک بکس میں تہہ تہ اس طرح رکھا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ریت کی 10 سم تہ بچا دی جاتی ہے اور اس کے اوپر آڑو کی گھلیلوں کی دو تینیں جمادی جاتی ہیں اس پر پھر ریت کی 10 سم تہ بچا دی جاتی ہے اور اس کے اوپر آڑو کی دو تینیں حتیٰ کہ بکس بھر جائے ان کو گاہے بلگا ہے پانی دیتے رہنا چاہیے۔ جنوری میں ان کو نکال لینا چاہیے اور جو گھلیلوں پھوٹ آئیں یا تڑخ گئی ہوں ان کو نکال کر 15 سم کے فاصلے پر قطاروں میں لگائیں اور قطاروں کا فاصلہ 60 سم رکھیں۔ اچھی حالت میں چھ ماہ بعد شاک پیوند کے لیے تیار ہو جائے گا۔

اس طریقے سے کافی عرصے کے لیے زمین اور اس کی نگہداشت پر خرچ نجف جاتا ہے ترقی یافتہ مالک میں بھی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔ جولائی/اگست میں مطلوبہ تتم کی لکڑی سے چھلاتا رکر چڑھا دیا جاتا ہے جو پودے بذریعہ چھلا اور چشمہ کمیاب نہ ہوں نومبر/جنوری میں اسی شاک پر بذریعہ چھانا نمایا زبان

نماپیوند کیا جاتا ہے۔ پیوند کے تقریباً ایک سال بعد پودے باغ میں منتقل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

باغ لگانا

آڑو کے پودے لگانے کا موزوں وقت اول بہار ہے اور عیل پودوں کے چشمے پوٹنے سے پہلے سرانجام دینا چاہیے۔ موسم کے مطابق پودے جنوری سے مارچ تک لگائے جاسکتے ہیں۔ آڑو کے پودے باغ میں لگانے سے پہلے ان کی جزوں کو ہلکا تراش لیا جائے اور ان کے سر قم کر دینے چاہیں تاکہ پودوں کا نہایت توازن برقرار رہے۔ پودوں کو دواغ بیل کے مرلح طریقے کے مطابق 8 میٹر کے فاصلے پر لگایا جائے۔ زمین کی قسم اور روٹ شاک کے مطابق قطاروں کا درمیانی فاصلہ کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

شاخ تراشی

باغ کی غنبدہ اشت کے سلسلے میں شاخ تراشی کی بڑی اہمیت ہے چونکہ اس سے باغ کی خوبصورتی، عمر اور پھل کی پیداوار کا براہ راست تعلق ہے اگر پودے کی صحیح طور پر شاخ تراشی کی جائے تو کمزور پودوں کی بھی صحت اور ان کی شکل کو بڑی حد تک ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ شاخ تراشی کا کام پودے کی باغ میں منتقلی سے لے کر باغ ختم ہونے تک جاری رہتا ہے اور ہر سال شاخ تراشی ضروری ہے۔ آڑو کے درختوں کی شکل کھلے مرکز میں ترتیب دی جاتی ہے۔ کھلے مرکزی شکل کے درختوں کو سورج کی روشنی اچھی طرح پہنچتی ہے پھر اتنا نیں سہولت رہتی ہے۔ پھل بھی اچھی جسامت کے اور خوش رنگ ہوتے ہیں اور پودوں کو کیڑوں اور بیماریوں کے حملے کے خلاف زبرپاشی کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔

باغ میں پودے لگانے کے بعد ان کے سروں کو 75 سم کی بلندی پر سے کاٹ دیا جاتا ہے اور سیدھی شاخ پر 3 سے 4 سنت مدد چشمے باقی رہ جاتے ہیں انہی چشوں میں سے آنے والے سالوں میں پودے کی بنیادی شاخیں نکلتی ہیں اور پہلے سال میں شاخیں ترتیب پاتی ہیں۔ یہ شاخیں تنے کے چاروں طرف برابر فالصوں پر چھوڑی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے پھلی شاخ سطح زمین سے کم از کم 22 سم اور باقی ایک دوسرے سے تقریباً 15 سم کے فاصلے پر ترتیب دیتی چاہیں۔ ان شاخوں سے نکلنے والی بغلی شاخوں کی نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ ہر شاخ کو تنے کے جوڑ سے 10 سے 15 سم تک کے فاصلے پر قلم کر دیا جائے تاکہ باغ میں درخت کیساں شکل میں نشوونما پاسکیں۔ اگر تنے پر مناسب شاخیں نہ ہوں تو متذکرہ بالا شاخوں کا انتخاب دوسرے سال پر چھوڑ دیا جائے۔

دوسرے سال کی شاخ تراشی

پہلے سال شاخ تراشی کے ذریعے ترتیب شدہ شاخیں اگر غلط وضع قطع میں بڑھ رہی ہوں تو ان کی اصلاح کے لیے شاخ تراشی کریں تاکہ صرف صحیح اور منتخب شاخیں تنے پر نشوونما پاسکیں۔ اس طرح شاخ تراشی کھلے مرکزی شکل میں دوسرے سال بھی جاری رہتی ہے۔

تیسرا سال کی شاخ تراشی

پچھلے دو سال میں اگر شاخ تراشی میں غلطی ہوئی ہو تو تیسرا سال سے اٹھیک کر دیا جاتا ہے اور اگر تنے پر شاخوں کے ناخورہ کے ہوں تو انہیں حسب نمائش ترتیب دیا جاتا ہے علاوہ ازیں درخت کی راسی شاخوں کو مناسب لمبائی میں قلم کر کے درخت کی بلندی کیساں حالات میں قائم رکھی جاتی ہے۔

پنجم عمر کے درختوں کی شاخ تراشی

آڑو کے درخت تین چار سال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ پھل صرف کیساں شاخوں پر لگتا ہے جو دو تین سال پرانی شاخوں پر چھوڑی جاتی ہیں۔ کمزور اور ناکارہ شاخوں کو کاٹ کر بالکل ختم کر دیا جاتا ہے صحت منداور تو ان شاخوں کی بکلی بکلی شاخ تراشی ضروری ہے۔ اگر شاخ تراشی بالکل نہ کی جائے تو شاخوں کی باتاتی بڑھوڑتی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس سے اگرچہ پھل کی پیداوار تو زیادہ ہوئی ہے مگر حاصل ہونے والا پھل گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔ ایسے درخت جن کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو عمر میں کم اور صحت میں کمزور ہوتے ہیں۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ نو عمر آڑو کے درختوں کی بکلی شاخ تراشی فائدہ مند

ہے لیکن جوں جوں درخت کی عمر بڑھتی جائے تو شاخ تراشی نسبتاً زیادہ کرنی چاہیے۔

کھاد اور پانی

کھاد اور پانی پھل کی پیداوار باغ کی عمر اور درختوں کے پھیلاؤ سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ ناسروجنی کھاد درخت کی نباتاتی نشوونما بڑھاتی ہے۔ آڑو کو نامیائی اور غیر نامیائی دونوں کھادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گوبر کی کھاد پھول آنے سے دو ماہ پہلے دی جاتی ہے کیمیائی کھاد کی آڈی مقدار پھل آنے سے دس پندرہ دن قبل اور باقی مقدار اس وقت ڈالی جاتی ہے جب پھل کا سائز بادام کے برابر ہو جائے کھاد کو اچھی طرح زمین میں ملا کر آپاشی کر دی جاتی ہے۔ آڑو کے پودوں کو دینے گئے گوشوارے کے مطابق کھاد دینی چاہیے۔

پوٹاشیم سلفیٹ (کلوگرام)	سنگل سرفیٹ (کلوگرام)	امونیم سلفیٹ (کلوگرام)	گوبر کی کھاد (کلوگرام)	پودے کی عمر (سال)
-	-	0.25	5	3-1
50	1-0.5	1.5-0.75	20-10	5-4
1	2-1.5	3-2	40-20	6 سے زائد

پھل کی چھدرائی اور چنانی

چھلوں کی تعداد اور صحت کے درمیان توازن برقرار رکھنا چاہیے تا کہ پھل کا سائز اور رنگ مناسب ہوں۔ اگر چھلوں کی چھدرائی نہ کی جائے تو پھل کی جسامت یکساں طور پر قائم نہیں رہتی۔ زرعی تحقیقاتی ادارہ (پشاور) میں تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ آڑو کی قسم 4-ایف پر ایک ہزار سے زیادہ پھل نہ چھوڑے جائیں اور شمر آر شخوں پر اکی ترتیب 10 سے 15 سم کے فاصلے پر ہونی چاہیے۔

پھل کی چنانی مناسب حالت میں کرنی چاہیے۔ پھل ایسی حالت میں پختے جائیں کہ منڈی پتھر کی سمجھ پختہ حالت میں ہو جائیں اگر پھل کو لمبی مسافت طے کرنا ہو تو اسی حالت میں پختے جائیں کیا کہ اس کا سبز رنگ زردی مائل یا لیکوں کے رنگ کی مانند ہو ناشروع ہو جائے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لیے اور سرد خانوں میں رکھنے کے لیے آڑو کو تقریباً دو تہائی چھٹتی کی حالت میں توڑنا چاہیے۔

آڑو کی اقسام

آڑو کی اقسام درج ذیل ہیں۔

اگینٹ اقسام

☆ رابن: اس کا رنگ ہلکا سرخ، جسامت درمیانی، راس نوکدار، گودا سفید سبزی مائل، گھٹھلی سفید، ذائقہ درمیانے درجے کا، خوشگوار اور مٹھاں اچھی ہوتی ہے۔ اس کا پھل متی کے دوسرے ہفتے میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

☆ ریڈ فرمنچ: اس کا پھل قدرے بے قاعدہ شکل نوکدار ہوتی ہے۔ نچلا حصہ گڑھے دار، پھل کا رنگ سرخی مائل، گودا سفید خوشبدار اور رسدار ہوتا ہے۔ گھٹھلیاں گودے سے آزاد ہوتی ہیں۔ متی کے آخر میں پکتا ہے۔

چھٹتی اقسام

☆ 4-ایف: یہ آڑو کی اقسام میں بہترین اور مشہور ترین ہے۔ پھل گول، پیندا پھیلہ ہوا، راس نوکدار، رنگ ہلکا زردی مائل، گودا مضبوط خوش رنگ، رسدار اور ذائقہ خوشبدار ہوتا ہے۔ جولاٹی کے دوسرے ہفتے میں پھل پکنا شروع ہو جاتا ہے۔

☆ ایرٹا: اس کا پھل قدرے گول ہوتا ہے۔ گواز رد، پھل بینیے کے نزدیک سرخ، رسدار اور یعنی ہوتا ہے۔

ضرر رسان کیڑے

1۔ پھل میں سوراخ کرنے والی کمپنی

یہ سبز رنگ کی کمپنی ہوتی ہے جس کا سریاہ ہوتا ہے ^{مکانی} تی پھلوں پر ماہ جون اور جولائی میں اٹھے دیتی ہے۔ جن سے کرم نکل کر پھل میں گھس جاتے ہیں۔ پھل خراب ہو کر پکنے سے پہلے گر جاتا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے حملہ شدہ پھلوں کو آنہا کر کے گڑھے میں دبادیا جائے۔ دپٹریکس یا میلا تھیان کا سپرے کرنا چاہیے۔

2۔ تئے اور شاخوں میں سوراخ کرنے والا کیڑا

یہ ایک نہایت نقصان دہ کیڑا ہے اس کی سند یا ان تنوں اور شاخوں کے اندر سرگ بناتی ہیں۔ جس سے گوند جیسے مادے کا اخراج عمل میں آتا ہے۔ شدید حملہ کی صورت میں متاثرہ درخت کمزور ہو کر خنک ہو جاتا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے تھائیوڈ ان کا سپرے بہت حد تک مفید ہے۔

بیماریاں

1۔ سکب

یہ بہت ہی تباہ کن بیماری ہے۔ پتے اور پھل داغ دار اور بدثما ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔ متاثرہ پھل بد ذاتہ ہو جاتے ہیں۔ گندھک اور چونے کے مرکب کے چھڑکاؤ سے تدارک ہو جاتا ہے۔

2۔ پاؤ ڈری ملنڈی یو

یہ سفید سفوف والی بیماری ہے جو آڑو کے پتوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ متاثرہ پتے اپنا سبز رنگ کھو دیتے ہیں اور سوکھ جاتے ہیں۔ حملہ شدید ہونے کی صورت میں پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور پھل جامت میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔ تدارک کے لیے میٹا لیکسل + منکوزیب کا سپرے کریں یا بوروڈ مکچر 4:4:50 کے چھڑکاؤ سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ یا کسی مناسب دوائی کا سپرے کریں۔



خوبانی

خوبانی کا اصل وطن جین کو کہا جاتا ہے۔ اٹلی میں خوبانی کے پودے ایک سو ماں قبل مسح میں موجود تھے اور یونان میں اس سے بھی کچھ عرصہ پہلے خوبانی کے پودے زیر کاشت تھے۔ انگلتان میں خوبانی کی کاشت تیرہویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی۔ پاکستان میں گلگت، چترال اور جنزوں کے علاقوں میں خوبانی کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں خوبانی کی اچھی اقسام کے پودے سطح سمندر سے 400 سے 2000 میٹر کی بلندی تک کامیابی سے کاشت ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں خوبانی کے پودے کشمیر، پشاور، مردان، ہزارہ، کوہاٹ، وادی کرم، شامی و جنوبی وزیرستان، مالاکنڈ ایجنسی اور اس کی ماحقر ریاستیں، دامن کوہ، بلوچستان میں کوئی اور پنجاب میں مری کے علاقے میں خوبانی کے پودے کامیابی سے کاشت کئے جاتے ہیں۔

زمین اور آب و ہوا

خوبانی کی منافع بخش کاشت کے لیے لازمی ہے کہ پودے گہری میراز میں پر لگائے جائیں۔ پہاڑی علاقوں میں خوبانی کی کامیاب کاشت کی وجہ زیادہ بارش اور پانی کا بہتر نکاس ہے ایسی زمین جس میں پانی کا نکاس اچھانہ خوبانی کی کاشت کے لیے بالکل غیر موزوں ہے۔ آب و ہوا کے لحاظ سے خوبانی کی منافع بخش کاشت کے لیے طویل موسم سرما لازمی ہے۔ خوبانی کی مختلف اقسام کے لیے موسمی ضروریات مختلف بھی ہو سکتی ہیں لیکن گرم مرطوب آب و ہوا خوبانی کی کاشت کے لیے موزوں نہیں ہوتی۔

افزائش نسل

خوبانی کے پودوں کی افزائش مناسب روٹ شاک پر چشمہ کاری یا پیوند کاری سے کی جاتی ہے۔ چشمہ لگانے کا کام ماه جون میں ہی مکمل کر لیں۔ تاخیر کی صورت میں پیوند شدہ چشمے آنندہ موسم بہار سے پہلے نہیں چھوٹتے۔ ہاڑی اور آڑو کے پودے روٹ شاک کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بہترین نکاس والی زمینوں میں ہاڑی کے پودوں کو بطور روٹ شاک استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے آڑو کی نسبت ہاڑی کے پودوں میں مختلف یہاریوں کے خلاف زیادہ قوتی مدافعت پانی جاتی ہے۔ اس سے پودوں کی عمر بڑھ جاتی ہے پھر جامت اور کواٹی میں کافی بہتر ہوتا ہے۔ بھاری اور سیم زدہ زمینوں میں آڑو اور آڑو چپ بطور روٹ شاک استعمال ہو سکتے ہیں۔ آڑو کا شاک نسبتاً بہتر ثابت ہوتا ہے کیونکہ آڑو پر خوبانی کی پیوند کاری زیادہ کامیابی سے ہوتی ہے۔ اس سے پودے باغ میں لگانے کے لیے قدرے جلدیار ہو جاتے ہیں۔

باغ میں پودوں کی منتقلی

زمین کی زرخیزی اور استعمال کردہ شاک کو مد نظر رکھتے ہوئے خوبانی کے پودے 7 سے 8 میٹر کے فاصلے پر لگائیں۔ پودے لگانے کے لیے اکل موسم بہار بہترین ہے۔

پودوں کی گھبراشت

باغ سے اضافی آمدن لینے کے لیے دوسری فصلیں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے صرف ایسی فصلیں لگائیں جن کی پانی کی ضرورت کم ہو۔ خوبانی کے پودے کو صرف حسب ضرورت پانی دینا چاہیے۔ اچھے نکاس والی زمینوں پر لگے ہوئے پودوں کو موسم گرم میں 6 سے 7 بار لازمی پانی دیں۔ جڑی بوشیاں ساتھ ساتھ مختلف کرتے رہیں۔

ستمبر میں بھلی دار فصلیں لگانے سے موسم سرما میں زمین کی حالت اچھی رہتی ہے اور بارشوں وغیرہ کی وجہ سے زمین کے کٹاؤ کا خطرہ بھی کم ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ باغ میں فصل وغیرہ نہ لگانے سے بہتر ہے کیونکہ اس طرح زمین کی حالت اور پودوں کی صحت ٹھیک رہتی ہے۔ بزرگھاد دینا مقصود ہو تو موسم بہار سے پیشتر بزرگھاد میں اچھی طرح دبادیں۔ گور کی گلی سڑی کھاد بھساپ 40 کلوگرام فی درخت ڈال کر ہال وغیرہ کے ذریعے اچھی طرح زمین میں ملا دیں۔

چھوٹے پودوں کے لیے آدھا گرام اور بڑی عمر کے پودوں کے لیے ایک گرام یورپیا دو اقسام میں استعمال کریں۔ پہلا حصہ چکل نکلنے سے ایک ماہ قبل اور دوسرا حصہ چکل بن جانے کے بعد دیس کھاد کوز میں اچھی طرح ملادیں۔ پودوں کی ضرورت کے تمام اجزا کی لازمی فراہمی کے لیے گوبکی کھاد کا استعمال انتہائی ضروری ہے۔ 0.25 گرام پونٹا شنی پوڈا استعمال کرنے سے پودا کافی سخت مند ہو گا۔ چکل زیادہ نکلیں گے اور پیداوار پہنچی خوشگوار اثر پڑے گا۔

شاخ تراشی

شاخ تراشی کا بہترین وقت موسم گرم ہے پوڈوں کی چکل لانے سے پہلے تین چار سال کی عمر تک شاخ تراشی ایسی ہو کہ پوڈوں کی شاخیں زیادہ بڑی نہ ہوں۔ شاخیں تراشتے وقت اس چیز کا خیال رکھیں کہ پوڈوں پر موجود چشمیں کی زیادہ سے زیادہ تعداد پوڈوں پر موجود ہے تاکہ بڑھوڑی کا موسم آنے پر زیادہ شاخیں نکلیں۔ جب پوڈے پانچ سال کے ہو جائیں تو شاخ تراشی کا طریقہ بدلتا پڑتا ہے اس وقت شاخوں کی تعداد بڑھنے کی حوصلہ لٹکنی کرنی چاہیے۔ اس سے پوڈے اچھی قسم کا چکل دیتے ہیں۔ بڑی عمر کے پوڈوں کے لیے شدید شاخ تراشی ضروری ہے۔

چکل کی برداشت

اگر زندگی کی منڈیوں میں چکل بینچنا مقصود ہو تو چکل کا رنگ نکھرنے پر ہی اسے توڑیں۔ یہ چکل خوشبودار اور ذائقے میں بہتر ہوں گے نسبتاً زیادہ آمد نی ہو گی اور اگر چکل دور کی منڈیوں میں پہنچانا مقصود ہو تو اسے نیم پیٹھی حالت میں توڑیں اس طرح منڈی تک پہنچتے پہنچتے چکل پک جاتا ہے۔ چکل توڑتے وقت چکل کو خوشی ہونے سے بچائیں۔ جن چکلوں کو خٹک کرنا یا ڈبوں میں بند کرنا مقصود ہو انہیں درخت پر ہی اچھی طرح پکنے دیں تاکہ ان کی خوشبو اور ذائقہ بہترین ہو جائے۔

خوبی کی مدد اقسام

ریفرنچ (Red French) اور اولڈ کیپ (Old Cap)

اول جوں میں پک کرتیا ہو جاتی ہیں۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں ان کے کافی باغات ہیں۔

ٹریوات (Trevatt)

آسٹریلیا سے ترنا ب فارم پر منگوائی گئی ایک بہترین قسم ہے۔ جو وسط میں میں پک جاتی ہے۔ چکل کافی زیادہ تعداد میں اور بہتر قسم کا ہوتا ہے۔

نوری (Noori)

مری کے بالائی علاقے کی بہترین قسم جو جولائی کے آخر میں پک کرتیا ہو جاتی ہے۔

ریسادیاں (Red Sadian)

مری کی کم اونچائی والے علاقوں کی قسم ہے۔

وانٹ نمبر 1 (White No.1)

مری کی کم اونچائی والے علاقوں کی قسم جو سطح جوں میں پک کرتیا ہو جاتی ہے۔

بادامی، وانٹ بال

یہ بھی اچھی قسم ہے۔

آلوبخارا

آلوبخارہ پاکستان کا ایک اہم بچل ہے۔ غذائی اعتبار سے یہ بچل بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں شکر، وٹامن سی، کپلیش، آئزن اور فاسفورس کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ وٹامن سی اور کپلیش ہماری جلدی بیماریوں کے علاوہ دانتوں کے لیے نہایت ہی مفید ہیں جبکہ فاسفورس ہڈیوں کی بڑھوتوں کے لیے بہت ضروری ہے اور آئزن خون پیدا کرتا ہے۔ ان کے علاوہ اس میں پروٹین، نشاستہ، وٹامن اے اور وٹامن بی بھی پائے جاتے ہیں۔ آلوبخارے کا بچل ٹھنڈا اثر رکھتا ہے۔ قرض کشاہے۔ گرمی کے سر دردار بخار میں افقہ دیتا ہے۔

آب و ہوا

دیگر پت جھاڑ بچل دار پودوں کی طرح یہ بھی ٹھنڈے علاقے کا بچل ہے۔ اس کی کاشت پہاڑی اور میدانی علاقوں میں کامیابی سے کی جاتی ہے۔ گرم میدانی علاقے اس کی کاشت کے لیے بالکل غیر موزوں ہیں۔ کوئی پشاور اور مری کے علاقے اس کی کاشت کے لیے اہم ہیں۔

زمین

بچل مختلف قسم کی زمینوں میں کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس کے لیے گھری میراز میں جس میں پانی کا نکال اچھا ہو موزوں ترین ہے۔ کلراٹھی اور سیم والی زمین اس کی کاشت کے لیے بالکل موزوں نہیں ہے۔ آلوبخارے کی جاپانی اقسام بکلی زمین کو جبکہ یورپین اقسام چکنی میراز میں کو پسند کرتی ہیں۔

افرائش نسل

یوں تو آلوبخارے کو آچڑ، آڑو، خوبانی اور کڑوے بادام پر چھلانما اور بچانا نما طریقوں سے پیوند کاری کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے۔ مری میں آلوجہ شاک پر جبکہ بلوچستان میں کڑوے بادام پر آلوبخارے کے پودے تیار کیے جاتے ہیں۔ مرطوب آب و ہوانہ مدار زمینوں میں آلوچڑ شاک بہتر ہے جبکہ ٹنک اوہلکی زمینوں کے لیے کڑو بادام بطور روٹ شاک بہتر ہے۔ بادام پر تیار کیے گئے پودے کیڑے مکڑوں اور بیماریوں کے حملوں سے کسی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔ آڑو کا روٹ شاک پشاور ریجن میں بہت ہی مقبول اور مروج ہے۔ مگر مرطوب آب و ہوا میں پودا گوسز بیماری کا شکار ہو جاتا ہے اور عمر کم پاتا ہے۔ آلوچڑ یادگیر موزوں روٹ شاک کی گھلیاں دیمبر میں اچھی طرح تیار شدہ زمین میں قطار سے قطار کا فاصلہ 60 سے 90 سم رکھ کر اور گھملی سے گھملی کا فاصلہ 5 سم رکھ کر بودی جاتی ہیں جو کہ اپریل میں اگ آتی ہیں۔ مری میں شاک اگلے سال پیوند کاری کے قابل ہو جاتا ہے جبکہ پشاور اور وادی سون میں اسی سال جولائی میں ٹی بڈگ کے قابل ہو جاتا ہے۔ بچانا نما پیوند کاری جنوری کے مہینے میں کی جاتی ہے جبکہ چھلانما چشمہ میں سے جولائی تک چڑھایا جاتا ہے۔

باغ لگانا

آلوبخارے کو موسم سرما کے آخر میں جب پودے ابھی خوابیدہ حالت میں ہی ہوں مرطع نما طریقے سے باغ میں لگایا جاتا ہے۔ جہاں برف باری زیادہ ہوتی ہے وہاں بہتر ہے کہ برف باری شروع ہونے سے پہلے نومبر کے آخر یا دسمبر کے شروع میں پودے سے پودے اور قطار سے قطار کا فاصلہ 6 سے 7.5 میٹر رکھ کر کھیت میں منتقل کر دیا جائے۔ لمبا پودا کھیت میں لگاتے وقت ایک تہائی حصہ چوٹی سے کاٹ کر لگایا جاتا ہے جس سے پودا تیز ہواں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جڑیں زمین میں اچھی طرح جمالیت ہے۔

آب پاشی

مری جیسے علاقے میں جہاں بارش کافی زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں آلوبخارے کو پانی کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ بعض اوقات مسی جون کے مینے خشک

چالوں کی کاشت

رہتے ہیں اس صورت میں 2 یا 3 مرتبہ پانی لگادیا جائے تو چھوٹے لگائے گئے پودے مرنے سے بچ جاتے ہیں جبکہ بڑے پودوں میں پھل کم گرتا ہے۔
گرمیوں میں خشک علاقوں میں چھوٹے پودوں کو 6 دن بعد اور بڑے پودوں کو 15 دن بعد پانی لگادیا جائے۔

کاشتی عوامل

جب پودے چھوٹے ہوں اور زمین ہموار ہو تو شروع کے چند سالوں میں سبزیاں یا دیگر پھلدار اجتناس کاشت کی جاسکتی ہیں۔ مگر بار آر پوڈوں میں کوئی فصل کاشت نہ کی جائے بلکہ سال میں دو تین دفعہ ہل چلا کر گزوئی کر کے چھوٹے دیا جائے تاکہ خود روپوں تلف ہو جائیں اور روشنی کا گزر بہتر ہو سکے۔

کھادوں کا استعمال

پوڈوں کی صحیح نشوونما اور اچھی پیداوار کے لیے گوبر کی کھاد نومبر میں ڈالی جائے جبکہ ناٹروجن کی نصف اور فاسفورس و پوٹاش کی ساری مقدار پھول آنے سے 15 دن پیشتر اور ناٹروجن کی باقی نصف مقدار جب کھل اچھی طرح بن جائے ڈالی جائے۔ پودے کے قد پیداوار کے لحاظ سے کھاد میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ تاہم عمر کے لحاظ سے کھاد کا پروگرام اس طرح بنایا جائے۔

کھاد بحسب کلوگرام فی پوڈا

پوٹاشیم	سنگل سرفیٹ	یوریا	گوبر کی کھاد	عمر سالوں میں
-	-°	-	-	پہلا
-	-	0.25	10	دوسرा
-	-°	0.35	10	تیسرا
-	-	0.50	15	چوتھا
-	-	0.75	20	پانچواں
1	2	2	20	8 سے 6
1.5	3	2	30	10 سے 9
2	5	2.5	40	11 سے زیادہ

ترتیبیت و شاخ تراشی

آلوبخارا میں تربیت اور شاخ تراشی آڑو کی طرح ہے۔ پودے کا کھیت میں لگانے کے دو تین سال بعد تک مناسب ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے اور جب پوڈا بار آر ہو جائے تو اس وقت مناسب شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ پوڈا کھیت میں زمین سے 60 سے 75 سم چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سال تین پھوٹی ہوئی شاخوں کو آدھا چھوڑ کر کاٹ دیا جائے اور تیسرسے سال پھوٹ پھوٹی ہوئی شاخوں کو آدھا کاٹ دیا جائے۔ اس کے بعد یہاں سوکھی ہوئی اور تنگ زاویوں والی شاخیں اس طرح کاٹی جائیں کہ درخت کے پتوں اور پھل میں توازن برقرار رہے اور پھل بھی ہر سال آتا رہے۔ کسی سال بھی پھول لانے والی شاخیں نہ کاٹی جائیں۔ کچھ بڑھوڑی والی شاخیں کاٹی جائیں اور کچھ اطراف والی شاخیں ہلکی کی جائیں تاکہ نئی پھوٹ پر اگلے سال پھل کے لیے جگہ بن سکے

جب تک بغلی شاخیں بچھوں پھل دیں ان کو نہ کاٹا جائے لیکن اس کے بعد ان کو سروں سے کاٹ دیا جائے تاکہ نئی برہمیتی ہو سکے۔ اس لیے شاخ تراش کا تجربہ کارہونا اور ان سب باتوں کا جانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر فائدے کی وجہ نقصان کا احتال ہے۔

پھل کی چھدرائی

خوبانی کی طرح آلو بخار بھی زیادہ پھل دیتا ہے۔ اگر پھل کی چھدرائی نہ کی جائے تو پھل چھوٹا، کوئی میں گھٹیا اور شاخیں ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ آلو بخارے کے ایک پھل کو اچھی طرح پروان چڑھنے کے لیے 30 سے 40 پتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے جب پھل اچھی طرح بن جائے اور قدرتی طور پر پھل گرنا شروع ہو تو اس وقت پھل کی چھدرائی اس طرح کی جائے کہ دو پھلوں کا درمیانی فاصلہ 5 سم رہ جائے۔ صرف وہ پھل گرایا جائے جو شکل میں اچھا نہ ہو اور چھوٹا ہو۔ یورپین اقسام میں پھل کی چھدرائی کم کی جاتی ہے جبکہ جاپانی اقسام میں پھل کی چھدرائی زیادہ کی جاتی ہے۔ جو اقسام ایکیں ہیں ان میں یہ عمل جلدی کیا جائے پہ نسبت ان کے جودی سے پھل دیتی ہیں یاد ریسے پتی ہیں۔ پھل کی چھدرائی جتنی جلدی ممکن ہو کر لی جائے۔ پھل کی چھدرائی عموماً اپریل کے آخر اور متی کے شروع میں کی جاتی ہے۔ کیمیائی طریقے سے پرے کر کے بھی پھل کی چھدرائی کی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے پوتا شیم پرمیکیٹ اور کاپر سلفیٹ استعمال کیے جاتے ہیں۔ زیادہ پھلوں لانے والی اقسام میں جب 50 فیصد پھل بن جائیں تو پرے کیا جائے جبکہ درمیانی پھلوں لانے والی اقسام میں جب 75 فیصد پھل بن جائے تو پرے کیا جائے جبکہ کم پھلنے والی اقسام میں پرے نہ کیا جائے۔

کیڑے اور پیاریوں

آلو بخارے پر بیماریوں کا حملہ کم دیکھا گیا ہے البتہ بالدارستہی، پھل کی مکانی اور تیلا آلو پچے کی فصل کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ بالدارستہی نرسی میں نرم و نازک پتوں پر حملہ آور ہو کر انہیں چٹ کر جاتی ہے۔ شدید حملے کی صورت میں بڑے درختوں کے پتوں کا بھی صفائی ہو جاتا ہے۔ پھل کی مکانی پھل میں ڈنگ مار کر اٹھنے دیتی ہے اور اٹھوں سے سفید رنگ کی سنتیاں نکل کر پھل کا گودا کھا جاتی ہیں اور نیتیچا پھل گل سڑ جاتا ہے۔ تیلا خون اور پتوں سے رس چوتا ہے جس سے پودے کمزور ہو جاتے ہیں اور پھل کم لاتے ہیں۔ رس چونے کے علاوہ یہ کیڑے ایک لیسہ ارمادہ بھی خارج کرتے ہیں جو پتوں پر گرتا ہے اور سیاہ رنگ کی پھچوندی لگ جاتی ہے۔ پھچوندی کی یہی تہہ پتوں میں خیالی تالیف کے عمل میں رکاث پیدا کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودے کی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔ میلا تھیان یا تھائیوں ان 450 میلی لیٹر پانی میں ملا کر نہ کوہرہ بالا کیڑوں کے خلاف پرے کریں۔

برداشت و فروخت

پٹ جھاڑ پھلوں میں آلو بخارا سب سے زیادہ نازک پھل ہوتا ہے اس لیے اس کی برداشت اور پیکنگ کے لیے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ پھل کی چنانی ممی سے لے کر آخر جوں تک کی جاتی ہے اگر پھل اچھی طرح پکنے پر توڑا جائے کا تو در دراز کی منڈیوں تک پہنچانے میں دشواری ہو گی اور سڑ جائے گا۔ اگر کچا پھل توڑا جائے تو قیمت کم پائے گا اس لیے پھل اچھی طرح پختہ خصوص خوشبودار نگت پکڑنے پر ہی توڑا جائے مگر نرم نہ ہو۔ پھل توڑنے کے بعد کریٹوں میں خنک گاس پھوس اور اخباری کاغذ لگا کر بند کر دیا جاتا ہے اور در دراز کی منڈیوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ کریٹوں میں بند کرتے وقت خیال رہے کہ پھل کی زیادہ تہیں نہ ہوں ورنہ وزن سے نیچے والا پھل خراب ہو جائے گا۔ آلو بخارے کی اوسط پیداوار 60 سے 80 کلوگرام نی پودا ہے۔

اقسام

یوں تو آلو بخارے کی بے شمار اقسام میں گران میں چار زیادہ مشہور ہیں۔

فارموما

ایکی قسم ہے۔ پھل کا سائز چھوٹا رنگ ارغوانی گودے کارنگ ہلکا زرد سدار اور کافی میٹھا ہوتا ہے۔

میتھے

یہی اگر قسم ہے جو می کے دوسرا ہے جسے میں پک جاتی ہے۔ پھل کا سائز چھوٹا شکل بھروسی، چھالا گہر اسرخ نیگاں، گودا سرخ رسدا راوی میٹھا ہوتا ہے۔

فضل منانی

دیرے سے پکنے والی قسم ہے۔ جون میں کپتی ہے۔ پھل کا سائز بڑا رنگ سیاہی مائل سرخ گودا زردی مائل رسدا میٹھا خوشبو دار اور کوائی بہترین ہوتی ہے۔

ٹرانسپرنس گچ

دیرے سے پکنے والی قسم ہے۔ شکل گول، سائز درمیانی، رنگ ہلکا بیللا اور گودا پیلیا، ذائقہ عمده اور پھل دیریکٹ سورکیا جاسکتا ہے۔

آخر وٹ

آخر وٹ کا شمارگری دار خشک میوہ جات میں ہوتا ہے اس کے پودے کو قدرت نے بیش بہا خوبیوں سے نوازا ہے۔ اس کے درخت کی خوبصورتی پارکوں، سڑکوں اور باغوں کی زینت کو دو بالا کرتی ہے۔ لکڑی سے فرنچ پر اور بندوں کے دستے بنائے جاتے ہیں۔ چھال چڑار نگنے اور دانت صاف کرنے کے کام آتی ہے۔ غذائی اور طبی اعتبار سے کافی اہمیت کا حامل ہے۔ آخر وٹ کا مفرکھانے سے دماغ تیز قوت باہ زیادہ اور اعضا نے رئیسہ مضبوط ہوتے ہیں۔

آب و ہوا

آخر وٹ سردم طوب علاقے کا پھل ہے جسے خخت گرمی اور سخت سردی دونوں اس کے لیے نقصان دہ ہیں کیونکہ پھول آنے کے وقت اگر درجہ حرارت نقطہ انجماد سے دو تین ڈگری فارن ہیٹ یونگ کرجائے تو آخر وٹ کے تمام پھول مر جاتے ہیں اور گرمیوں میں درجہ حرارت 38 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ ہو جانے سے آخر وٹ خالی رہ جاتے ہیں اور انہیں جھلساؤ کی پیاری لگ جاتی ہے۔ یہاں کے شام مغربی ان پیاری علاقوں جن کی اونچائی 1200 میٹر سے زیادہ ہو کاشت کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر آخر وٹ فرانس، اٹلی، کیلیفورنیا اور چین میں کاشت کیا جاتا ہے پاکستان میں اس کی کاشت مری اور آزاد کشمیر میں ہوتی ہے۔

زمین

میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو اخر وٹ کی کاشت کے لیے بہتر خیال کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں کافی نامیاتی مادہ موجود ہو۔ اس کے لیے کافی بارش درکار ہے لیکن سیم زدہ زمین اس کے لیے بالکل موزوں نہیں۔

افراہیں نسل

ہمارے ہاں عموماً آخر وٹ کی افراہیں نسل بذریعہ بیج کی جاتی ہے۔ آخر وٹ کو نومبر میں آٹھ دس سینٹی میٹر گہراز میں میں بودیا جاتا ہے جو اپریل میں اگ آتا ہے۔ دو سال بعد فروری کے میئنے میں کھیت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس طرح بیج سے تیار کیے گئے پودے صحیح انسل نہیں ہوتے اور پھل بھی تقریباً دس سال بعد لاتے ہیں۔ باغبان کو چاہیے کہ وہ اخر وٹ کے پیوندی پودے تیار کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سال کے پودے کو زبان نما، بچانا نہ پیدا کر اور چھلانگ میا مسٹپیل نما چشمہ کاری کرنے کے بعد اگلے سال فروری میں پودے کھیت میں تبدیل کریں۔ اس طرح باتاتی طریقے سے تیار کیے گئے پودے چار پانچ سال کی عمر میں پھل بھی لا نہیں گے اور صحیح انسل بھی ہوں گے چونکہ یہ ایک پت جھاڑ پودا ہے۔ اس لیے اس کے پودے پھوٹنے سے پہلے ہی کھیت میں لگانے چاہیں۔

باغ لگانا

پودے عموماً مریع طریقے سے لگائے جاتے ہیں۔ یعنی ظاروں اور پودوں کا درمیانی فاصلہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ اخر وٹ کی قسم

پودے کی اونچائی اور پھیلاؤ پر مختص ہے۔ اس کا عموماً فاصلہ 13 سے 15 میٹر تک کھا جاتا ہے۔ با غبان اس کا خیال رکھیں کہ اگر زمین ہموار ہو تو پودے سے پودے کا فاصلہ 13 میٹر رکھیں لیکن اگر ڈھلوان ہو تو پودے سے پودے کا فاصلہ 9 میٹر رکھیں۔

آب پاشی اور کھاد

اخروٹ کے درخت اکثر بارانی کاشت کیے جاتے ہیں۔ ان کا انحصار زیادہ تر بارش پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر پانی کی سہولت ہو تو اکل عمر میں ہی بارش نہ ہونے کی صورت میں آب پاشی کرنے سے پودے صحت مند رہتے ہیں اور جلد بار آور ہوتے ہیں۔ پھل بننے سے پہلے تک پانی دینے سے کیرا کم ہوتا ہے اور مفرخا چھا بھر جاتا ہے۔ اگر پھل توڑنے سے ایک ہفتہ پہلے آپاشی کر دی جائے تو چھلاکا پھٹ جاتا ہے اور اخروٹ زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اس طرح پھل کی برداشت آسان ہو جاتی ہے۔

اخروٹ کے درختوں کو کھاد دی جاتی ہے کیونکہ اس کی جڑوں کا نظام کافی گہر اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ کافی رقبے سے خوارک حاصل کر لیتا ہے۔ دوسرے چھلدار پودوں کی نسبت اس پھل کو کھاد کی بہت ہی کم ضرورت پیش آتی ہے البتہ پودوں کی صحت عمر اور زمین کی زریزی کو مد نظر رکھتے ہوئے 20 کلوگرام کی سڑی کھاد، 4 کلوگرام امویم سلفیٹ، 3 کلوگرام سنگل سپر فاسفیٹ اور 1.5 کلوگرام پونا شیم سلفیٹ فی پودا ڈال دی جائے تو اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

شاخ تراشی

اخروٹ کے درختوں میں عموماً شاخ تراشی نہیں کی جاتی البتہ اس پر کچھ گلے بہت زیادہ تعداد میں نکلتے ہیں جنہیں نکلنے کے ساتھ ہی ختم کر دیا جا ہے۔ اس کے علاوہ خشک اور بیمار شاخیں کا ٹستہ رہنا چاہیے۔

پھول و زر پاشی

پاکستان میں موسمی حالات کے مطابق پھول فروری سے اپریل تک آتے ہیں جو پہلے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں ایک ہفتہ بعد سیاہ رنگ کے ہو جاتے ہیں اور اس کے فوراً بعد پھل بن جاتے ہیں۔ اخروٹ کے نزور مادہ پھول ایک ہی درخت پر علیحدہ مختلف شاخوں پر پائے جاتے ہیں لیکن اس کی زر پاشی کا عمل بعض اقسام میں تسلی بخش نہیں ہے کیونکہ ایسی اقسام اپنے نر پھول اس وقت تک تیار نہیں کر سکتیں جب کہ مادہ پھول تیار ہوتے ہیں۔ لیکن اخروٹ میں ایک قسم دوسری قسم کو آسانی سے بار آور کر سکتی ہے۔ اس لیے عموماً زر پاشی میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آتی۔

برداشت

کچھ اخروٹ ایک بزر چھلکے میں لپٹا ہوتا ہے۔ جو کرنے کے وقت پھٹ جاتا ہے اور اخروٹ نیچے گر جاتا ہے یا بانس کی مدد سے گرالیے جاتے ہیں۔ اگر چھلاکا اخروٹ کے اوپر لپٹا ہے تو چنانی کے بعد پھل کو دھوپ میں خشک کرنے سے چھلاکا خود بخود پھٹ کر اتر جاتا ہے۔ چنانی کے بعد پھل کو دھوپ میں خشک کرنے کے بعد بوریوں میں بند کر کے منڈی یا مشور میں بچھ دیا جاتا ہے۔

اقسام

ہمارے ہاں پودے بیج سے تیار کیے جاتے ہیں اس لیے کوئی خاص اقسام نہیں البتہ بادام کی طرح اس کی بھی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

کانڈی اخروٹ

پھل کا سائز مناسب اور رنگ بادامی سفید ہوتا ہے۔ اس کا چھلاکا نرم اور معمولی دبائے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ مفرخ چھلکے سے آسانی کے ساتھ علیحدہ ہو جاتا ہے۔ مفرخ غوشہ دار اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ منڈی میں بڑی مانگ ہوتی ہے۔

کاٹھا اخروٹ

پھل کا سائز چھوٹا اور رنگ بادامی ہوتا ہے اور مشکل سے ٹوٹتا ہے مگر چھلکے سے آسانی کے ساتھ علیحدہ نہیں ہوتا۔ منڈی میں اچھے دامون نہیں کرتا۔

پاریاں و کیڑے

اخروٹ کی بیماریوں میں کراؤن راٹ (Crown rot) اور چھالے (Blisters) کی پاریاں زیادہ مشہور ہیں۔ اخروٹ پر ابتدائی عمر میں بور اور سکیل کا حملہ بھی ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں چھلکا سخت ہوتا جاتا ہے۔ کیڑے اثر انداز نہیں ہوتے پھل کو زیادہ فقصان بھوٹدی سے ہوتا ہے۔

اخروٹ کی بھوٹدی

یہ کیڑا 1000 سے 2450 میٹر کی بلندی پر پائے جانے والے اخروٹ پر شدید حملہ کرتا ہے۔ یہ کیڑا اگر موسیم میں چست ہوتا ہے۔ موسیم سرما (نومبر امارچ) بالغ حالت میں پھرلوں کے نیچے اور درختوں کے بقایا جاتے کے نیچے چھپ کر گزارتا ہے یہ میں میں دروازوں وغیرہ میں بھی موسیم سرما گزارتا ہے۔ موسیم کے لحاظ سے یہ بھوٹدی اپر میں چست ہو جاتی ہے اور اس کی سرگرمی کو پنپوں کے نکلے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بھوٹدی چلوں، غنبوں، نرم شاخوں اور نرم چلوں کو کھاتی ہے۔ جب پھل بن جاتے ہیں تو بھوٹدیاں ان میں سوراخ کر کے انڈے دیتی ہیں۔ ایک سوراخ میں ایک سے زیادہ انڈے دیتے جاتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ 15 انڈے ایک سوراخ میں دیکھے گئے ہیں۔ چھوٹے چلوں پر سوراخ گول اور بڑے چلوں پر بے قاعدہ سوراخ پائے جاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں اور چھوٹے گرب (سنڈیاں) مغز کو کھاتے ہوئے زیادہ گہرا سوراخ بناتے ہیں۔ 23-13 دنوں میں گرب پورے قد کا ہو جاتا ہے اور پھل کے اندر کو یا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ کویا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ کویا سے 9-17 دنوں بعد بالغ بھوٹدی نکل آتی ہے۔ یہ بالغ بھوٹدیاں پھل میں گول سوراخ بن کر باہر نکل آتی ہیں اور دسری نسل کا آغاز کرتی ہیں۔ جب اس نسل کی بھوٹدیاں ماہ بھر میں ظاہر ہوتی ہیں تو اس وقت پھل تقریباً پک جاتا ہے۔ بالغ بھوٹدیاں نرم پتوں، شاخوں کو موسیم خزاں تک کھاتی ہیں اور اس کے بعد موسیم سرما میں بے حس و حرکت پڑتی ہیں۔ سال میں اس کی دو نسلیں ہوتی ہیں۔

قصان

گرب اخروٹ کے مغز کو کھاتے ہیں اور ان کو بے کار بنا دیتے ہیں لیکن بھوٹدیاں سبز شاخوں، بجبوں، چلوں اور نرم چلوں کو کھاتی ہیں۔ زیادہ فقصان گرب ہی کرتے ہیں اور تقریباً 50-70 فیصد پھل ضائع ہو کر زمین پر گرد پڑتا ہے۔

انسداد

ان تمام بیماریوں اور کیڑے کا ٹوٹوں کو تلف کرنے کے لیے بروقت مکمل تو سعیج زراعت کے عملے سے رجوع کریں۔



بادا م

بادام کا شارگری دار چلوں میں ہوتا ہے۔ اس کی گری مختلف مٹھائیوں اور کھانوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی کاشت اٹلی، فرانس، پین، شام، ریاست ہائے متحده امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا، انگلستان، ایران اور پاکستان میں ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت صوبہ بلوچستان اور جھوٹے پیانے پر مشتمل مغربی سرحدی صوبہ میں کی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں وادی سون میں کہیں کہیں درخت پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کی کاشت کے لیے اس وادی کی آب و ہوا موزوں ہے۔ اسی لیے حکومت پنجاب اس علاقے میں بادام کی کاشت پر توجہ دے رہی ہے۔

آب و ہوا

بادام معتدل علاقوں سے لے کر سرد علاقوں تک کاشت کیا جاسکتا ہے البتہ اس کی خصوصی کاشت ان علاقوں تک محدود ہے جن کی بلندی 800 سے 1500 میٹر تک ہے اور جہاں کی آب و ہوا سرد علاقوں سے نسبتاً کم شدید ہے۔ مطہب آب و ہوا کو بادام پسند نہیں کرتا۔ اس کے لیے سرد خشک آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ بادام پت جھاڑ درختوں میں پہلا درخت ہے جو عموماً فروری کے وسط میں یا اس سے پہلے چلوں نکالتا ہے لیکن بلند مقامات پر یا پریل کے وسط میں چلوں نکالتا ہے۔ اگر کسی مقام پر کہر پڑ جائے تو اس کے چلوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ زیادہ گرمی بھی برداشت نہیں کرتا۔ 100 درجہ فارن ہیت سے زیادہ درجہ حرارت اور مطہب ماحول بادام کے لیے نقصان دہ ہے۔ میدانی علاقوں میں بادام نشوونما تو پا جاتا ہے مگر بار آؤ نہیں ہوتا۔ چلوں باقاعدگی سے نکلتے ہیں۔ اگر کوئی پھل بن جائے تو وہ جھپڑ جاتا ہے۔

زمین

بادام کی بڑیں چونکہ بہت گہرائی تک جاتی ہیں۔ اس لیے یہ اپنی بڑیوں کی بدولت پانی کی کمی کو دوسرے پت جھاڑ درختوں کی نسبت زیادہ برداشت کر سکتا ہے یہ بتیلی میرازمینوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ گلی اور ناقص نکاس والی زمین بادام کی کاشت کے لیے بالکل موزوں نہیں ہے۔ بادام کی ان خصوصیات کی وجہ سے خنک حالات میں اس کو دوسرے گنھلی دار چلوں مثلاً آلوچہ، آلو بخار، آڑ و درخوبی کے لیے بطور شاک استعمال کیا جاتا ہے۔

افراہنسل

بادام عام طور پر بذریعہ تخم کاشت کیا جاتا ہے۔ مگر ایسے درخت اپنی قسم اور خاصیت سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے بادام کی افزائش نسل بذریعہ چشمکرنی چاہیے۔ روٹ شاک کے لیے کڑا بادام استعمال کرنا چاہیے۔ جنوری فروری میں بیجوں کو 24 گھنٹے پانی میں رکھ کر نرسری میں کاشت کیا جاتا ہے اور پودوں کو نرسری میں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک رکھا جاتا ہے۔ اگلے سال جون سے اگست تک ان پر چشمہ چڑھا دیا جاتا ہے۔ جون میں چشمکاری سے کامیابی زیادہ ہوتی ہے۔

باغ لگانا

پیوند شدہ پودوں کو عموماً جنوری اور فروری میں اپنی مستقل جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پودے 8 میٹر کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں۔ باغ مریع یا شش پہلو طریقے سے لگایا جاسکتا ہے۔ اگر باغ مخصوص طریقے سے لگانا ہو تو پھر فاصلہ 8 میٹر سے 10 میٹر کر دیا جاتا ہے۔

آب پاشی

اگرچہ بادام پانی کی کمی کو کافی حد تک برداشت کر سکتا ہے لیکن صحت کو برقرار رکھنے اور پھل کی صحیح نشوونما کے لیے مناسب وغدوں سے آپاٹی کرنی چاہیے۔ موسم گرم میں بڑی عمر کے پودوں کو 12 سے 15 دن بعد اور موسم سرما میں ایک یادو دفعہ آپاٹی کافی ہے۔ بصورت دیگر بارش اور برف کی نمی اس کے لیے کافی ہوتی ہے۔ موسم بہار اور موسم خزاں میں ایک یادو دفعہ آپاٹی کافی ہے۔ آپاٹی کی بہتات بادام کے لیے نقصان دہ ہے۔

کھاد

بادام کا درخت کافی بھی عمر پاتا ہے اور رخت جان بھی ہے۔ بہت سے باغبان اسے کھاد دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ لیکن کسی بھی دوسرے پت جھاڑ درخت کی طرح زمین کی خصوصیات کے مطابق مناسب کھاد درخت کی محنت مندرجہ ذیل ہے۔ بادام کو 40 کلوگرام گور کی گلی سڑکی کھاد فی پودا نومبر۔ نومبر میں دینی چائی۔ کیمیائی کھاد دو قسطوں میں دینی چائی ہے پہلی قسط دسمبر کے آخریاء جنوری کے شروع میں دی جائے اور دوسرا مارچ کے پہلے ہفتے میں دی جائے۔ بادام کے پودے کو 3 کلوگرام امونیم سلفیٹ، 2 کلوگرام سنگل سپر فاسفیٹ کافی ہوتی ہے۔ کھاد ڈالنے کے فوراً بعد آپاشی کر دینی چاہیے۔

تریبیٹ اور شاخ تراشی

بادام میں عموماً ایک یادو سالہ پیوندی پودے منتقلی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پہلے سال پودے کو 30 سم کی اونچائی تک کاٹ دیا جاتا ہے اور اگلے سال بڑھوٹری کے موسم میں اس پر شاخیں نکلنے دی جاتی ہیں اور چار پانچ چھتیں حالت، مناسب فاصلے اور موزوں زاویے پر قائم شاخیں چن لی جاتی ہیں اور پودے کو گلستانہ شکل دی جاتی ہے تاکہ ہوا اور سورج کی کرنیں اس میں اچھی طرح جذب ہو سکیں۔ بادام کی تربیت کے بعد اس کی شدید شاخ تراشی نہیں کرنی چاہیے البتہ دوسرے یا تیرے سال خشک یا بیمار شاخیں اور وہ شاخیں جو ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی ہوں کاٹ دینی چاہیں اور اپر والی شاخوں کو چھوٹا کر دیا جائے کیونکہ اس کو پھل نہیں شاخوں پر گلتا ہے۔

پھول، پھل اور زریگی

بادام میں ایک جگہ 3 یا 4 جوشے گروہ کی صورت میں پچھلے سال کی بڑھوٹری والی شاخوں پر نکلتے ہیں۔ بڑے جوشے پھولوں کے گچھے بیدا کرتے ہیں اور چھوٹے جوشے بہاتری بڑھوٹری کا باعث بنتے ہیں۔ بعض اقسام میں پھول دو تین سالہ چوٹی شاخوں پر لگتا ہے۔ بادام میں شروع فروری سے شروع مارچ تک پھول نکلتے ہیں۔ بادام کی بہت سی اقسام میں داخلی زر پاشی سے شر آوری ہوتی ہے البتہ یہ ورنی ممالک میں بہت سی اقسام خارجی زر پاشی سے بار آور ہوتی ہیں۔ مگر مشاہدے میں آیا ہے کہ زیادہ بیدا اور حاصل کرنے کے لیے باغ میں مختلف اقسام لگانی چاہیں۔

پیداوار

موسم بہار میں بادام کو پھول نکلنے کے وقت کہر سے خطرہ ہوتا ہے۔ اگر کہر سے نچ جائیں تو موٹے چھکلے والے بادام کی پیداوار 25-30 کلوگرام اور باریک چھکلے والے بادام کی پیداوار 18-30 کلوگرام فی درخت ہوتی ہے۔

برداشت

بادام کی نصل پہاڑی علاقوں میں اگست کے وسط میں اور نسبتاً گرم علاقوں میں کچھ جلد پک جاتی ہے۔ بادام کی برداشت کے وقت کا اندازہ بادام کے اوپر والے خول کے جدا ہونے اور سکڑ جانے سے ہو جاتا ہے کہ پھل تیار ہو گیا ہے۔ گھٹی سخت ہو جاتی ہے اور مناسب رنگ بخلاف قسم ہیدا ہو جاتا ہے۔ پھل یا تو توہن سے چنا جاتا ہے یا درخت کو ہلانے سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

اقسام اور استعمال

عبد الواحدی، ویسا، لا جواب

بادام کی دو اقسام ہیں۔ کڑوا اور میٹھا بادام ان میں سے ہر ایک قسم پھر دو اقسام میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ یعنی موٹے چھکلے والی اور باریک چھکلے والی۔ باریک چھکلے والے بادام میں ایک یادو مغز ہوتے ہیں۔ جس کو ہمارے ملک میں خریدار پسند کرتے ہیں۔ مگر مغز کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اس لیے یہ ورنی ممالک میں اس کو پسند نہیں کیا جاتا۔ کاشت کے لیے تم کا انتخاب چھکلے اور مغز کے تابع پر مخصوص ہے کیونکہ یہ تناسب مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ کچھ اقسام زیادہ

میٹھی ہوتی ہیں مگر ان میں پھل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ موٹے چھکلے والا بادام باریک چھکلے والے بادام کی نسبت ذائقہ میں اور خصوصیات میں بہتر ہوتا ہے اور کم قیمت ہونے کی وجہ سے حلوائی اسے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ باریک چھکلے والا بادام چونکہ آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے اس لیے کھانے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ کڑوے بادام کو عام طور پر بطور روت ٹاک استعمال کرتے ہیں۔ کڑوے بادام کا مغز تیل نکالنے اور خوبصورت ہونے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

پستہ

پستہ زیادہ تر اٹلی، پیمن، جنوبی فرانس، ترکی، فلسطین، شام ایران، افغانستان، امریکہ اور پاکستان کے بعض حصوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر کوئٹہ اور قلات کے خلک سر دعائے بلستان میں سکردو کے مقام، پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن میں ہوتی ہے۔ پاکستان میں سر دعائوں کے سوا اس کی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے۔

آب و ہوا

پستہ کی اچھی پیداوار کے لیے خاص آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پستہ بھی ان علاقوں میں پیدا کیا جاسکے جو اخروٹ کے لیے موزوں ہوں۔ اس کے لیے گرم خلک موسم گرام اور سردموسم سرمازوں ہے موسم کا خلک ہونا پھول نکلتے وقت نہایت ضروری ہے۔ یہ خلک موسم گرام جس میں کبھی بکھار درجہ حرارت 100 ڈگری فارن ہیٹ تک بڑھ جاتا ہے خوب نشوونما پاتا ہے۔

زمین

چونکہ پستہ خلک آب و ہوا کا درخت ہے۔ اس لیے خنت جان اور خلکی کو برداشت کرنے والا پھل ہے۔ لیکن معتدل چکنی زمینوں میں بھی اگایا جاسکتا ہے خلک اور گہری میراز میں اس کی پیداوار کے لیے موزوں ہے۔ یہ بیٹھی زمین میں اگایا جاسکتا ہے۔ لیکن اچھے متائج نہیں دیتا۔

افراش اور باغ لگانا

اس کی افراش بذریعہ تجویز اور باتاتی طریقے سے ہو سکتی ہے۔ پستہ زیادہ تر تجویز سے اگایا جاتا ہے۔ پھل کے پسندیدہ خواص کو حاصل کرنے کے لیے باتاتی طریقہ بہت مفید ہے۔ تجویز سے اگائے ہوئے پودوں میں زیادہ تر نہ ہوتے ہیں اور پھر اس کو مادہ پودے کا پیوند کیا جاتا ہے۔ تجویز کو 24 گھنٹوں کے لیے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر ذخیرہ کے اندر 60 سم کے فاصلے پر قطاروں میں لگایا جاتا ہے۔ تجویز کا فاصلہ 5 سے 7 سم رکھا جاتا ہے۔ جنوری میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔ ایک سال کے بعد مادہ قسم کے خفتہ چشموں سے مارچ میں پیوند کاری کرنی چاہیے۔ جب چشمہ آسانی سے اتار جاسکے۔ جو چشمے مادہ پودے سے لیے گئے ہوں ان سے مادہ درخت بنیں گے پیوند شدہ پودے اگلے موسم خزاں میں منتقل کے لیے پتاہ رونگے جنوری اور فروری پودوں کی منتقلی کے لیے موزوں ترین وقت ہے۔ پودے ذخیرہ سے نکال کر فروں لگا دینے چاہیں کیونکہ اگر یہ زیادہ وقت کے لیے ہوا میں رکھے جائیں تو ان کی کامیابی مشکوک ہو جاتی ہے۔ پودوں کو باغ میں 7 میٹر کے فاصلے پر قطاروں میں لگانا چاہیے۔ ہر چھ سات پودوں کے بعد زر پاشی کے لیے ایک نر درخت کا لگایا جانا ضروری ہے۔

آپاشی

پستہ کا درخت بہت زیادہ خلکی برداشت کرنے والا پودا ہے اور جب یہ ایک دفعہ مستقل طور پر لگ جائے تو پھر تدریجی بارش سے بھی (یعنی آپاشی کے) کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی کے موئی حالات میں باقاعدہ آپاشی پودے کی مناسب بڑھوڑی اور پھل کے لیے ضروری ہے۔ موسم گرام میں ایک سے دو مرتبہ آپاشی اچھے متائج دے گی۔ موسم سرما یا ٹھنڈے موسم بہار یا خزاں میں آپاشی کی ضروری نہیں ہے۔ اچھی زمینوں میں بعض درخت بغیر آپاشی کے اچھی پیداوار دیتے ہیں۔ لیکن عام زمینوں میں آپاشی کرنی چاہیے۔

کھاد دینا

پتے کا درخت دوسرے پت جہاڑ درختوں کی طرح کھاد کا اچھا اثر لیتا ہے۔ گور کی کھاد ابھی متانگ دیتی ہے۔ گور کی کھاد فنی پودا 60 کلوگرام تک ڈالنے سے پودا صحت مندر ہتا ہے اور پیداوار اچھی ہوتی ہے۔

گوڈی

موسم گرمائیں کبھی کھا ر گوڈی کرنی چاہیے تاکہ جڑی بولیاں لف ہو جائیں۔ پتے کے باعث میں سال کے دوران کم از کم دو دفعہ ہل چلانا چاہیے یا گوڈی کرنی چاہیے۔

تریپیٹ اور شاخ تراشی

پتے کے درخت کو عموماً ایک تنے پر تربیت دی جاتی ہے۔ جس پر اطراف کی پہلی شاخ زمین سے 13 سے 20 سم تک کے فاصلے پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ درخت کی قدرتی نشوونما اور پرکی طرف ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو اپن ستر کے طریقہ پر تربیت دی جاتی ہے بعد ازاں ماسوائے خشک یا ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی شاخوں کے شاخ تراشی کی ضرورت نہیں کیونکہ قدرتی طور پر درخت پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اندر کا حصہ کھلا ہوتا ہے اس لیے شاخوں کی چھدرائی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

عمل زیر گی اور بھل لانا

چشمے سادہ اور صاف ہوتے ہیں اور پچھلے سال کی ٹہنیوں کے سروں پر یا اطراف پر ہوتے ہیں اور پوالے چشمے بڑھتے ہیں اور نیچ والے نر اور مادہ بچوں مختلف درختوں پر پیدا کرتے ہیں۔ پتے کے درخت میں اپریل کے شروع میں بچوں آتے ہیں اور استقر ار اپریل کے آخر تک ختم ہو جاتا ہے۔ زر بچوں مادہ سے پہلے آتے ہیں۔ جس کے نتیجے کے طور پر استقر ار نکمل رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض خول تو ابھی بن جاتے ہیں۔ مگر ان میں گودا نہیں ہوتا۔ پتے میں یہ طریقہ ناپسندیدہ ہے اس لیے بہت سے ملکوں میں مصنوعی زر پاشی کی جاتی ہے۔ اگر زر بچوں پہلے لگائیں تو ان کو جمع کیا جاتا ہے اور مادہ بچوں اور پران کا سفوف چھڑک دیا جاتا ہے تاکہ مناسب زر پاشی اور استقر ار حاصل کیا جاسکے۔ یہ طریقہ ہمارے ملک میں بھی عام ہے اسی لیے مصنوعی زر پاشی کی سفارش کی جاتی ہے۔ چھ یا سات مادہ درختوں میں ایک زر درخت تسلی بخش متانگ دیتا ہے۔

پیداوار

پتے کا درخت عموماً 5-6 سال کے بعد بچل دیتا ہے۔ مگر منڈی کے قابل بچل تقریباً دس بارہ سال کے بعد دیتا ہے لیکن یہ اس کی صحت اور بڑھوڑی پر منحصر ہے۔ اگر اچھی زر پاشی ہو تو پتے کا ایک درخت 30 سے 40 کلوگرام تک بچل دیتا ہے۔ درخت اگر اچھی حالت میں ہو تو زیادہ بیداوار بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کی پیداوار ایک سال کم اور دوسرے سال زیادہ ہوتی ہے۔ اگست کے آخر اور نومبر کے شروع میں پتے کی فصل برداشت کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ پتے کو ہاتھوں سے اتار کر احتیاط سے اس کا چھلکا علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اس کو خشک برلن یا بوری میں الٹھا کیا جاتا ہے کیونکہ نمی کی حالت میں اس پر بچھومنی حملہ کر دیتی ہے۔ خاص کر ان اقسام پر جن کے سرے پکنے پر نیم کھلے ہوتے ہیں۔



پرسین (جاپانی پھل)

پرسین غذاخیت سے بھر پورا اور لذیذ پھل ہے عام طور پر اسے جاپانی پھل کہا جاتا ہے۔ اس پھل میں 24 سے 28 نیصد قابل تخلیل ٹھوس مادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین کی بھی کافی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اچھے ذائقے اور غذاخیت کی بدولت یہ پھل لوگوں میں کافی مقبول ہے۔

آب و ہوا

یہ معتدل علاقے کا پھل ہے۔ بیت جھاڑ ہونے کی وجہ سے کافی حد تک سردی برداشت کر سکتا ہے۔ سخت گرمی اس کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ اس حالت میں چھوٹا پھل عموماً گر جاتا ہے۔ ایسے علاقے جہاں درجہ حرارت 100 ڈگری فارنیٹ سے زیادہ نہ ہو اس کے لیے موزوں ہے۔ اس وجہ سے دامن کوہ کے علاقے مثلًا پشاور، مردان اور اوپنیزی بہت موزوں ہیں۔ میدانی علاقوں میں اس پھل کو بڑے پودوں کے درمیان کاشت کیا جاسکتا ہے جہاں سائے کی وجہ سے یہ پودے گرمی سے محفوظ رہ سکیں۔

زمین

پرسین کے لیے گہری زرخیز اور پانی کے اچھے نکاس والی زمین درکار ہوتی ہے۔ ریٹلی زمین میں اس کی کاشت کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس میں ناکروجن کی کافی مقدار موجود ہو۔ زیادہ چکنی زمین اس کے لیے موزوں نہیں ہے۔ لکر، تھور اور سیم زدہ علاقے میں بھی اس کی کاشت نہیں ہو سکتی۔

افزاں نسل

جاپانی پھل میں بعض اقسام ایسی ہیں جن میں بیج ہوتا ہے ان کی افزائش بیج سے کی جاسکتی ہے لیکن اس طریقے سے پودے صحیح انسل نہیں رہتے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ جاپانی پودے اگر املوک کے روٹ شاک پر پیوند کئے جائیں تو زیادہ بہتر رہتے ہیں اس مقصد کے لیے گوری کلی سرڑی کھادوال کرز میں اچھی طرح تیار کر لی جاتی ہے۔ اس میں املوک کا بیج چھوٹی چھوٹی 10 سم اونچی کیاریوں پر 15 سم کے فاصلے اور 5 سم کی گہرائی پر نومبر کے مہینے میں بودیا جاتا ہے۔ کاشت کے بعد پھل کی معمولی سی تہہ بچھادی جاتی ہے اور روزانہ فوارے سے پانی دیا جاتا ہے۔ مارچ اپریل تک بیج آگ آتے ہیں اگر ان پودوں کی مناسب نمائی، آبیاری اور کریٹرے مکڑوں سے حفاظت کی جائے تو ایک سال بعد پودے پیوند کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جنوری فروری میں پھانانا نما طریقے سے پیوند کاری کی جاتی ہے۔ جوڑ پر یا چکنی مٹی جس میں تازہ گور اور کٹی ہوئی بوری کے لکرے ملائے گئے ہوں لگادی جاتی ہے۔ اس طریقے سے 7 نیصد کامیابی ہوتی ہے۔ جاپانی پھل کے پودے برسات کے موسم میں چشمہ کاری سے بھی تیار کیے جاتے ہیں لیکن اس طریقے سے صرف 10 سے 15 نیصد کامیابی ہوتی ہے۔

پودے لگانا

پرسین کے پودے موسم بہار (جنوری، فروری) میں نئے شگونے پھونٹے سے پہلے اچھی طرح تیار کی ہوئی زمین میں منتقل کر دیئے جائیں جب پودے ایک سال کے ہو جائیں تو باغ میں تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ باغ میں پودوں کا درمیانی فاصلہ 7 سے 8 میٹر کھا جاتا ہے۔

آپاشی

چھوٹی عمر کے نئے لگائے ہوئے پودوں کو آپاشی تیرے چوتھے دن کرنی چاہیے۔ پھل دار پودوں کو دس سے پندرہ روز کے وقٹے سے آپاشی کرنی چاہیے۔ آپاشی کا انحصار قسم، زمین اور آب و ہوا پر ہے۔ گرم خشک آب و ہوا اور ریتلی زمین میں آپاشی تھوڑے وقوف سے کرنی چاہیے۔ موسم سرما میں جب پتے گرنے شروع ہو جائیں تو آپاشی کی ضرورت نہیں رہتی۔

کاشٹ چھانٹ

اوکل عمر میں پودے کو کاشٹ چھانٹ کی ضرورت پڑتی ہے پودے لگاتے وقت ہی انہیں چھوٹی سے کاش دینا چاہیے تاکہ پودا صرف 75 سم رہ جائے۔ اگلے سال اس میں تین چار اچھی شاخیں رکھی جائیں تاکہ ایک گول اور مضمبوط پودا بن جائے۔

اقسام

- | | | |
|----------------------|--------------|------------|
| (1) سیڈلیس (بے دانہ) | (2) فرکونالی | (3) پر سیم |
| (4) ٹیپو | (5) دنگلیا | |

پھل کی برداشت و پیداوار

پر سیمن کے پودے کا پھل اکتوبر، نومبر تک پک کر تیار ہوتا ہے۔ پھل کا رنگ جب زرد ہو تو اتار کر ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ چار پانچ روز کے بعد پھل نرم ہو کر استعمال کے قابل ہو جاتا ہے اس کی او سط پیداوار 300 سے 500 پھل فی درخت ہے۔

نقصان وہ کیڑے اور ان کا مدارک

(1) پال دار سنڈی

جاپانی پھل کے پودوں پر بالدار سنڈی کا حملہ ہوتا ہے۔ سنڈیاں پتوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ کیڑے نئے پھوٹنے والے پھلوں اور پتوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ سنڈیاں پتوں کی رگوں کو چھوڑ کر باقی سب پتے کھا جاتی ہیں۔ اس طرح پھل کو بھی داعش دار کر دیتی ہیں اور پھل کے سڑنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

انسادو

میلا تھیان 450 ملی لیٹر، 450 لیٹر پانی میں ملکر جنوری فروری یا تمبر میں سپرے کریں۔

(2) پھل کی کھمچی

پھل کی کھمچیاں پر سیمن کے پھل کا رس چوس کر پھل خراب کر دیتی ہیں۔ جس سے خاصاً نقصان ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی سنڈیاں پھل کا گودا کھاتی ہیں۔ شروع میں حملہ شدہ پھل بظاہر بالکل تندرست معلوم ہوتا ہے بعد ازاں اس کا چھکلا کا نرم پڑ جاتا ہے۔ پھل گلنا سڑنا شروع کر دیتا ہے اور زمین پر گرجاتا ہے۔

انسادو

ڈپریکس 450 یا تھائی ڈان 450 ملی لیٹر یا میلا تھیان 450 لیٹر پانی میں ملکر سپرے کریں۔

انناس

انناس کا آبائی وطن برزیل ہے۔ کولمبس کے امریکہ پہنچنے کے وقت یہ وہاں بھی موجود تھا۔ وہ اسے واپسی پر یورپ لے آیا۔ وہاں یہ پھل اتنا پسند کیا گیا کہ ستر یوں میں یہ یورپ میں تجارتی طور پر کاشت ہونا شروع ہو گیا۔ ہندو پاک اور ملایا کے علاقوں میں یہ پھل 1548ء میں ہی پہنچ چکا تھا۔ لیکن یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ جزاں ہوائی میں انناس کی کاشت کب شروع ہوئی جہاں پر اس کی کاشت دنیا میں سب سے زیادہ ہوتی ہے لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہاں پر یہ پھل 1809ء میں بھی کاشت ہوتا تھا۔ انناس کا تازہ پھل بھی بہت پسند کیا جاتا ہے لیکن عام طور پر اسے محفوظ کر کے لمبے عرصے تک استعمال کیا جاتا ہے۔

آب و ہوا

اس پھل کی کاشت ان علاقوں میں کامیابی سے ہو سکتی ہے جن کی آب و ہوا کم گرم اور کافی مرطوب ہو اور جہاں کا درجہ حرارت 15 سے 35 درجہ سینٹی گریڈ کے درمیان رہے اور نقطہ انجماد سے نیچے بالکل نہ گرے۔ بخت دھوپ بھی اسے نقصان پہنچاتی ہے۔ بھارت میں اکثر مقامات پر اسے آموں کے درختوں کے نیچے کاشت کرتے ہیں لیکن ایسی جگہوں پر گہرا سایہ ہونے کی وجہ سے کامیابی مشکوک ہو جاتی ہے۔ ان جگہوں پر جہاں ہوا میں رطوبت زیادہ اور دھوپ کم ہو وہاں نیم سایہ (Partial Shade) سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔

پاکستان میں ایسی آب و ہوا صوبہ سندھ کے بعض مقامات پر ملتی ہے۔ جو ساحل سمندر کے قریب ہیں۔ صوبہ پنجاب میں دریاؤں کے قریب اسے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر صرف ان جگہوں پر جہاں سرد یوں میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے نہ گرے۔ کراچی اور حیدر آباد کے گرد و نواح میں اس کی کاشت تجرباتی بنا پر کی جا رہی ہے اور کاشت کے ایسے طریقے نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس علاقے میں یہ پھل تجارتی طور پر کاشت کیا جاسکے۔

زمین

انناس تقریباً ہر قسم کی زمین لیجن ہلکی میراز میں سے بھاری میراز میں تک میں کامیابی سے کاشت کیا جا سکتا ہے اسے زیادہ گہری تہہ والی زمین کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں جاتیں لیکن پانی کے نکس کا ممکنول انتظام ہونا چاہیے۔ اگر مچلا پانی سطح زمین سے 1 میٹر تک ہو تو پھل کامیابی سے کاشت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے اونچائی پوڈے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

افراکش نسل

انناس کی افراکش نسل بنا تاتی طریقے سے ہوتی ہے۔ جس میں پوڈے کے درج ذیل مختلف حصے استعمال ہو سکتے ہیں۔

(1) سکرز

پتوں کے زاویوں (Axis) کے درمیان سے نکلنے والی شاخیں۔

(2) زمین سکرز

سطح زمین کے نیچے سے نکلنے والی شاخیں۔

(3) سلپ (پھل کے نیچتے سے نکلنے والی شاخیں)

سکرز اور سلپ کا استعمال انناس کی افراکش کے لیے سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اکثر علاقوں میں سکرز ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان سے کاشت کی ہوئی فصل کا پھل سلپ سے تیار ہونے والے پھل سے کئی ماہ پہلے تیار ہو جاتا ہے۔ جزاً ہوائی میں سکرز سے کاشت کی ہوئی فصل 15 سے 18 ماہ میں تیار ہو جاتی ہے جبکہ سلپ سے فصل کو تیار ہونے میں 20 تا 22 ماہ لگ جاتے ہیں۔ لیکن ناموزوں حالات میں دونوں طریقوں سے ہی فصل دیر سے تیار ہوتی ہے۔ سلپ سے کاشت کی ہوئی فصل کے پھل کا سائز بڑا ہوتا ہے اور جزاً ہوائی میں یہ طریقہ اس لیے بھی عام ہے کہ اس طرح سے پھل دوسرے سال کی گرمیوں میں جا کر کپتا ہے اور سرد یوں میں تیار ہونے والے پھل سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے مگر سرد یوں میں تیار ہونے والے پھل کی قیمت نسبتاً زیادہ بنتی ہے کیونکہ اس موسم میں انناس کا پھل بہت کم مقدار میں تیار ہوتا ہے۔

(4) کراون

یہ وہ حصہ ہے جو پھل کے اوپر ہوتا ہے اور موزوں حالات میں اس سے پودا جلد تیار ہوتا ہے اور خوب پھلتا پھولتا ہے۔ اس طریقے سے تقریباً 2 سال میں پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

(5) سٹپ

بعض علاقوں میں انساس کی کاشت کے لیے سٹپ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ پھل کی برداشت کے بعد یہ کھلیوں پر بالکل نیشکر کی طرح لگائے جاتے ہیں۔ وہ شانسیں جو سٹپ کی اطراف سے نکتی ہیں انساس کی افزائش کے لیے استعمال کرتے ہیں چونکہ ان کی بڑھوٹری بڑی سست اور بے قاعدہ ہوتی ہے اس لیے یہ طریقہ زیادہ پسند نہیں کیا جاتا۔ دراصل انساس کی افزائش کے لیے جو بھی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ تر انحصار حالات، کاشنگ کار کی پسند اور انساس کی اقسام پر ہوتا ہے کیونکہ اس پھل کی بعض اقسام میں سکرز یا سلپ بہت ہی کم نکتے ہیں اس لیے زیندار کو پودے کا جو بھی حصہ ملتا ہے۔ اس مقصد کے لیے استعمال کر لیتا ہے خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں انساس کی کاشت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

کاشت کا طریقہ

انسas کے پودے کھلیوں پر ایک سے لے کر چھپی یا سات کی قطاروں میں لگائے جاتے ہیں اور ایک قطار میں پودے کا فاصلہ 60 سینٹی میٹر اور قطاروں کا آپس میں فاصلہ تقریباً 75 سینٹی میٹر رکھا جاتا ہے۔ جن علاقوں میں ایک ہی کھلی پر تین قطاریں لگائی جاتی ہیں۔ وہاں درمیان والی قطار لوگوڑی وغیرہ کی کرہ جاتی ہے۔ جس سے بعض اوقات پھل کا سائز چھوٹا رہ جاتا ہے چنانچہ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ درمیان والی قطاروں کے پودوں کی لوگوڑی ہر دو اطراف سے اچھی طرح سے ہو سکے۔ ایک ہی کھلی پر چار قطاروں سے زیادہ انساس کے پودے صرف ربیلی زمینوں پر ہی لگائے جاتے ہیں۔ جہاں لوگوڑی ہو سکے مختلف طریقوں سے عموماً ایک ایک میں 3300 سے لے کر 6700 تک پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ بعض مالک میں دس ہزار پودے فی اکیڑتک بھی زیادہ خیال نہیں کیے جاتے۔ جزاً ہوائی میں 11000 سے لے کر 18000 پودے فی اکیڑ بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ اتنے زیادہ پودے لگانے سے فی اکیڑ پیداوار تو بڑھ جاتی ہے لیکن پھل کا سائز عموماً چھوٹا رہ جاتا ہے۔ برما اور ملایا میں ایک دفعہ لگائے گئے پودوں سے دس بارہ سال تک پھل یا جاتا ہے مگر ہزار ہوائی میں ایک سے تین فصلوں سے زیادہ نہیں لیتے۔ اگر صرف چند ایک موڑھی فصلیں لینی ہوں تو لوگوڑی کی اتنی زیادہ ضرور نہیں ہوتی۔ اگر زیادہ عرصتک فصل لینی ہو تو پودوں اور قطاروں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ اچھی طرح لوگوڑی کرنے کے ساتھ ساتھ موڑھی فصل کے بڑے بڑے پودوں کو ان کی ضرورت کے مطابق جگہ مل سکے۔

پودے لگانا

انسas کے پودے لگانے سے پہلے زمین کو اچھی طرح تیار کر کے گوہر کی گلی سڑی کھاد دالیں۔ سکرز یا سلپ کو پودوں سے علیحدہ کر کے ان سے پتھ اتار دیئے جاتے ہیں اور ان کو سوکھنے کے لیے الٹا کھڑا کر دیتے ہیں اگر تازہ اتارے ہوئے سکرز یا سلپ گلی زمین میں لگادیئے جائیں تو ان کے گلے سڑنے کا اختلال ہوتا ہے اور اگر مناسب طور پر سکھالیا جائے تو انی مہینوں تک بغیر نقصان کے استعمال ہو سکتے ہیں۔ پودے لگائے وقت سکرز یا سلپ کے سائز کو مدد نظر کر کر ان کو زمین میں 5 سے 12 سم کی گہرائی تک دباتے ہیں اس میں احتیاط یہ ہوتی چاہیے کہ مٹی پودے کے تنے کے اندر داخل نہ ہو۔ پودے لگانے کے بعد ارادہ گردکی مٹی کوختی سے بادیں انساس کے پودے عام طور پر بارشوں کے موسم میں لگائے جاتے ہیں تاکہ آپاٹی کی فوری ضرورت نہ پڑے اس موسم میں پودوں کی بڑھوٹری تیز ہوتی ہے۔ اگر سکرز یا سلپ خشک زمین میں لگائے جائیں تو یہ پانی ملنے تک زندہ رہتے ہیں اور پانی کی دستیابی کے ساتھ ان کی بڑھوٹری شروع ہو جاتی ہے۔ سخت بارشوں کے موسم میں آپاٹی سے احتراز کرنا چاہیے۔ عام طور پر انساس کی کاشت کے لیے موسم اگست موزوں تین مہینے خیال کیا جاتا ہے۔

جزی بولٹیوں کی تلفی

انسas کے پودے لگانے کے بعد سب سے ضروری احتیاط جڑی بولٹیوں کی تلفی ہوتی ہے۔ کیونکہ انساس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں اس لیے اردو گردکی جڑی بولٹیوں سے خوراک کے معاملے میں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کی صفائی کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اصل پودے کی جڑوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

کھاد کا استعمال

جہاں کہیں بھی انساس کی کاشت ہوتی ہے اس کو عموماً کھاد بہت زیادہ مقدار میں دی جاتی ہے۔ خاص طور پر بیتلی زمینوں میں کیونکہ ایسی زمینوں میں ان کی دستیابی پودے کو بہت کم مقدار میں ہوتی ہے۔ ناٹروجن مہبہ کرنے کے لیے اموئیم سلفیٹ سب سے زیادہ بہتر خیال کی جاتی ہے۔ اچھی اور عمدہ قسم کی فصل لینے کے لیے 40 کلوگرام اموئیم سلفیٹ، 120 کلوگرام پرفیشیٹ اور 80 کلوگرام پوتا شیم سلفیٹ فی ایکڑ کی سفارش کی جاتی ہے۔ اگر گور کی گلی سڑی کھاد کا استعمال کرنا ہو تو تقریباً 40 ٹن فی ایکڑ ایں۔

آپاشی

چونکہ انساس کی کاشت عموماً بارش والے علاقوں میں ہوتی ہے اس لیے آپاشی کوئی بڑا منسلک نہیں ہے۔ کچھ علاقوں میں فروری سے لے کر بارشوں کے موسم کے اوائل تک آپاشی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے علاقوں میں جہاں آپاشی ضروری ہو یہ اختیاط برتنی کو تھوڑے تھوڑے وققے کے بعد پانی دیں کیونکہ انساس کے پودے کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں۔ ایک دفعہ زیادہ پانی دینا سو مدد نہیں ہوتا۔

کاشت چھانٹ

انسان کی اگر موڈھی فصل لینا مقصود ہو تو پودے کے ساتھ صرف دوسکر چھوڑ کر باقی وققے وققے سے علیحدہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس طرح پودے کی نشوونما پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا۔ پہلے چھل کی برداشت کے بعد پودے کے ارد گرد اچھی طرح مٹی لگا دیں تاکہ سکر زکی جذیں اچھی طرح بن سکیں۔

چھل کی برداشت

انسان کے کچھ چھل میں شکر کی بہت کم مقدار ہوتی ہے اور نشاستہ تو بالکل نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ چھل برداشت کے بعد زیادہ بیٹھا نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کی برداشت بالکل صحیح وقت پر کرنی چاہیے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چھل کے پکنے کے آخری دو ہفتوں میں چھل میں شکر کی مقدار 6 فیصد سے 15 فیصد تک ہوتی ہے اگر برداشت ٹھیک وقت پر نہ ہو تو چھل میں مٹاں کی کمی رہ جاتی ہے۔ ناچنچہ چھل میں ایک تو خوب کم ہوتی ہے اور دوسرا شکل دعورت میں بھی ٹھیک نہیں لگتا۔ اگر انساس کے چھل کو فوراً تازہ کھانا ہو یا اسے محفوظ کرنا ہو تو اسے اچھی طرح پکنے کے بعد برداشت کرنا چاہیے لیکن اگر دو دراز علاقوں میں بھیجا ہو تو زیادہ پکنے سے پہلے کاشت لینا چاہیے۔

چھل تیار ہونے کی ایک انشائیاں ہیں۔ سب سے پہلے ضروری تو اس کی رنگت میں تبدیلی ہے کچھ چھل کا رنگ گہر اسبر ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ تبدیل ہو کر پہلے تو ہاکا سبز اور پھر زرد بن جاتا ہے بعض اوقات تو گہر انارخی بھی ہو جاتا ہے۔ سبزی مائل زردرنگ اس چیز کی علامت ہے کہ چھل تیار ہو گیا ہے اور برداشت کے قابل ہے کیونکہ اس رنگت کے چھل کی خاصیت تسلی بخش ہوتی ہے اور اس دوران چھل گول بھی ہو جاتا ہے۔

پیداوار

جز اڑ ہوائی میں مناسب دیکھ بھال کر کے 25 سے 30 ٹن فی ایکڑ پیداوار بھی لی جاتی ہے۔ مگر عموماً 10 ٹن فی ایکڑ پیداوار مناسب خیال کی جاتی ہے بعض جگہوں پر تو 40 ٹن فی ایکڑ پیداوار بھی لی گئی ہے یہ پیداوار صرف پہلی فصل کی ہوتی ہے۔ پہلی موڈھی فصل 20 سے 25 ٹن فی ایکڑ بکھہ دوسرا موڈھی فصل کی پیداوار تو بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ بعض مالک میں انساس کا چھل بڑی آسانی سے پودے سے علیحدہ ہو جاتا ہے لیکن سفارش بیسی کی جاتی ہے کہ اسے تیز چاقو کی مدد سے تنے کو کاشت کر علیحدہ کرنا چاہیے۔ چھل تازہ استعمال کرنا ہو یا ٹبوں میں بند کرنا ہو تو یہ اختیاط برتنی چاہیے کہ وہ رخنی نہ ہو۔ چھل کی برداشت کے بعد اس کے درجہ بندی کر کے جلد اجلد منڈی میں پہنچا دیا جائے اگر پوری اختیاط برتنی جائے تو پکا ہوا چھل 5 درجہ سینٹی گریڈ پر ایک ہفتے تک بغیر کسی نقصان کے رکھا جاسکتا ہے۔

ناریل

ناریل کو انگریزی زبان میں Coconut کہتے ہیں جو ایک پتگالی لفظ کو کاس (Cocos) سے نکلا ہے جس کے معنی بذر کے ہیں جو کنکہ اس پھل کی مشاہدہ بذر کے چہرے سے ملتی ہے اس لیے اسے Coconut کہا جاتا ہے۔ ناریل بر صغیر پاک و ہند کا ممتاز پھل ہے اور زمانہ قدیم سے اس کی کاشت ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ پھل غذائی اور طبی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں وٹامن اسی و افر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس سے کئی ایک مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ روغن ناریل بیگن دلیش میں بطور گھن استعمال ہوتا ہے۔ روغن ناریل کی جڑوں کو مخصوص اور ان کو لمبا اور سیا کرتا ہے۔ علاوہ ازین انہیں ملامح اور چمکدار بناتا ہے۔ اعصابی کمزوری میں فائدہ مند ہے۔ ناریل کے قتوں سے چٹائیاں بنائی جاتی ہیں اور تنے کی چھٹت ڈالی جاتی ہے۔ اس کا پھل پختہ و نیم پختہ حالت میں کئی طرح استعمال کیا جاتا ہے اس کا دودھ بہت ہی لذیذ اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ پھل کے چھلکے پر موجود جال سے رسیاں اور گدے بنائے جاتے ہیں۔

آب و ہوا

ناریل کا درخت کم سردي برداشت کرتا ہے بلکہ اس کا پودا ایسی جگہ اچھی طرح پرورش پاتا ہے جہاں درج حرارت 70 سے 85 درجہ فارن ہیت تک ہو۔ پودے اور پھل پر خلک سالی کی وجہ سے براثر پڑتا ہے اس لیے کم از کم 75 سم سالانہ بارش اس کی بڑھوڑی کے لیے موزوں خیال کی جاتی ہے۔ کراچی کی آب و ہوا اس کی افرائش کے لیے نہایت ہی سازگار ثابت ہوتی ہے۔ اگر مناسب و قتوں سے آپاشی کی جائے تو اس سے اچھی پیداد اور حاصل کی جاسکتی ہے۔

زمین

ناریل کے لیے ریٹنی میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو بہتر خیال کی جاتی ہے۔

پودوں کی افرائش اور کھیت میں منتقلی

ایسا درخت جس کی پیداد اوری صلاحیت اچھی ہو اور ہر سال یکساں پھل دیتا ہوئی کے لیے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ ناریل کا فتح اس وقت بونے کے قابل ہوتا ہے۔ جب پھل چھتی کی حالت میں ہو۔ اس کے علامت یہ ہے کہ اس وقت پھل بھاری ہو جاتا ہے۔ ثابت ناریل کو 30 سینٹی میٹر چوڑے اور 45 سینٹی میٹر لمبے گڑھے میں بویا جاتا ہے لیکن احتیاط کی جائے کہ اپر کی سطح تقریباً 2.5 سینٹی میٹر تک رہے۔ تین ماہ بعد ناریل سے پودا بچوٹ آتا ہے اور ایک سال کے بعد کھیت میں منتقل کر دیا جاتا ہے پودے سے پودے کا فاصلہ 10 میٹر کا رکھا جاتا ہے۔

آب پاشی و کھاد

ناریل کے لیے مصنوعی آپاشی کی ضرورت ہوتی کیونکہ یہ بارشی علاقوں والا پودا ہے جو کنکہ پاکستان میں بارش کی قلت رہتی ہے اور وہ بھی خاص خاص و قتوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے اسے نہری یا ٹیوب دیل کا پانی درکار ہوتا ہے۔

ناکثر و ہجن والی کھاد سے ناریل کا پودا خوب نشوونما پاتا ہے البتہ فاسفورس اور پوٹاش کا بھی خوشنگوار اثر یکھاگیا ہے۔ اس لیے جوان پودے کو 2 کلوگرام اموئیم سلفیٹ 1.5 کلوگرام سپر فاسفیٹ اور 1.5 کلوگرام پوٹاشیم سلفیٹ دینی چاہیے۔ اگر گور کی کھاد ممیٹا ہو سکے تو وہ بھی 40 کلوگرام فی پودادی جا سکتی ہے۔ اس سے پیدا اور پرخوشنگوار اثر پڑتا ہے۔

شاخ تراشی

10 سے 30 میٹر تک ناریل کا تباکل سیدھا جاتا ہے اور اس پر شاخیں نہیں ہوتیں۔ اس لیے شاخ تراشی کی چند اس ضرورت نہیں البتہ خشک یا یابار پتے توڑ کر ضائع کر دینے چاہیں۔ اس کا تباکھور کے تنے کی طرح سیدھا گرم موٹا ہوتا ہے۔

پھول اور پھل

ناریل کے درخت پر 3-4 سال کی عمر میں پھول آنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اس کا پودا سارا سال پھل دیتا ہے۔ جو پھل پختگی کی حالت کو پہنچتے ہیں انہیں توڑ لیا جاتا ہے۔ زر پھول چھوٹے ہوتے ہیں اور گھے میں بکھرے ہوتے ہیں اور ان کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے جبکہ مادہ پھول زر پھولوں کے مقابلے میں کافی بڑے ہوتے ہیں۔ ناریل کا پھل بیضوی شکل کا ہوتا ہے۔

برداشت و پیداوار

ناریل کی برداشت کا انحصار اس بات پر ہے کہ کس مقصد کے لیے ناریل درکا ہے۔ عام طور پر ناریل کا پھل پھول آنے کے ایک سال بعد مکمل طور پر پختگی کو پہنچتا ہے مگر 3 ماہ کی عمر کے ناریل کی پیداوار مختلف علاقوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اس کا درود مدار آب و ہوا گہداباش اور ناریل کی قسم پر ہے۔ ایک پودا سالانہ 100 سے 200 پھل تک پیداوار دیتا ہے۔

شریفہ

شریفہ کا اصل وطن جنوبی امریکہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت اس کی کاشت دنیا کے کئی ممالک میں ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ زیادہ مقبول نہیں ہے۔ شریفہ کا پھل زیادہ تر کھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا گودا آئس کریم بنانے کے کام آتا ہے۔ اس کے بیجوں سے تین کالا جاتا ہے جو زیادہ تر صابن بنانے کے کام آتا ہے اور اس کی کھل کا استعمال بطور کھاد ہوتا ہے

آب و ہوا

اس کی کاشت سرداًب و ہوا میں نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے پودوں کو کھر سے سخت نقصان پہنچتا ہے۔ پھولوں کے موسم اور خشک اور گرم ہوا میں اس کے لیے موزوں ہیں۔ اس کی کاشت خشک اور مرطوب آب و ہوا والے علاقوں میں کی جاتی ہے۔

زمین

اس کی کاشت کے لیے تمام اقسام کی زمین موزوں ہے بشرطیکہ اس میں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو۔ اس کی کاشت کے لیے گہری زمین کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی جڑیں 1 میٹر تک زمین میں گہری ہوتی ہے۔

پودے تیار کرنا

اس کے پودے نیچ سے تیار کیے جاتے ہیں۔ پودے پیدا کرنے کے لیے تازہ نیچ استعمال کیے جاتے ہیں۔ نیچ سے پیدا شدہ پودوں کے پھل مختلف ہوتے ہیں اور ان میں بیجوں کی تعداد اور پھل کا ذائقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔ پودے اگانے کے لیے 3 یا 4 سال پرانے نیچ کا میابی سے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اس کے نیچ کا چھلکا سخت ہوتا ہے اس لیے 2 یا 3 دن پانی میں ڈبو کر بوسا جائے تو اس کا نیچ جلد اگ آتا ہے ورنہ اس کے اگنے میں 3-4 ہنستے لگ جائے ہیں۔ اس کے پودے ایک سال میں باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

پودے لگانا

شریفہ کی کاشت پاکستان میں فروری، مارچ اور اگست، ستمبر میں کی جاتی ہے۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ 5 میٹر کے قریب ہونا چاہیے۔ یہ فاصلہ میں کی خاصیت کے مطابق کم و بیش کیا جاسکتا ہے۔ گرم علاقوں میں اس کے پودے نہیں کم فاصلے پر لگانے چاہیں۔

آپاشی

اس کے پودوں کو شروع میں ایک بفتے میں دو مرتبہ پانی دینا چاہیے لیکن جب یہ پودے زمین سے اپنی خوراک لینا شروع کر دیں تو بفتے میں ایک مرتبہ

پانی دینا کافی ہوگا۔ پانی کی کمی کی صورت میں ایک ماہ میں دو مرتبہ بھی پانی دیا جاسکتا ہے۔

کھاد

تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ فروری میں 40 کلوگرام گو بر کی کھاد اور اپریل میں 2 کلوگرام اموئیم سلفیٹ فی پودا دینے سے اس کی پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

درمنی کا شت

شریفہ کے باغ میں سبزیوں اور برسم کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اگر اس کے باغ میں شروع ہی میں کاشت کی جائے تو یہ پودوں کی نشوونما کے لیے بہتر ہوگا اور آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔ لیکن جب اس کے پودے بڑے ہو جائیں تو کسی قسم کی کاشت بھی ممکن نہیں ہوتی۔

شاخ تراشی

اس کے پودوں میں شاخ تراشی نہیں کی جاتی۔ گریبا را درخٹ شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔

پھل آنا

شریفہ کے تجھی پودے چار سال بعد پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے پودوں پر اپریل میں پھول آنے شروع ہو جاتے ہیں اور جولائی تک جاری رہتے ہیں۔ اس کے پودوں پر پھول بہت آتے ہیں۔ لیکن پھل کم بنتے ہیں زیادہ پھل حاصل کرنے کے لیے بعض ممالک میں مصنوعی زرپاشی کی جاتی ہے جس سے پھل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

پیداوار برداشت

اس کی پیداوار زمین اور آب و ہوا کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر زمین اور آب و ہوا اس کی کاشت کے لیے زیادہ موزوں ہو تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے ورنہ کم۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں اس کی پیداوار 10 سے 15 کلوگرام فی پودا حاصل ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی پیداوار 30 سے 35 کلو گرام حاصل ہوتی ہے جبکہ مصر میں 60 کلوگرام تک پیداوار حاصل کی گئی ہے۔ اس کا پھل اس وقت توڑا جاتا ہے جب اس پھل کا درمیانی حصہ چیلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا گودا سخت ہوتا ہے پھل توڑنے کے بعد اس کے پھل کو 2 یا 3 دن تک خشک گھاس میں دبانے سے پھل کا گودا پک کر بالکل نرم ہو جاتا ہے اور پھل کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس کا پھل پکنے کے بعد دور راز ممٹیوں میں نہیں بھیجا جاسکتا۔

چیکو

پاکستان میں اس کی کاشت صرف سالی علاقوں تک محدود ہے صوبہ سندھ میں کراچی، حیدر آباد، تھر پار اور نواب شاہ میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ چیکو کا درخت سدا بہار ہے۔ تقریباً 10 میٹر اونچا گھنگھنگا گول یا مخروطی شکل کا ہوتا ہے اور اس کا پھل گول یا یعنی یا مخروطی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ آلوکی طرح دکھائی دیتا ہے۔ چیکو، بہت میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے۔ تازہ چیکو کھانے کے علاوہ جام، سکوائش اور شربت بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

آب و ہوا

چیکوگرم مرطوب آب و ہوا اور سالی علاقوں میں کاشت ہوتا ہے لیکن اس کی کاشت مرطوب اور خشک آب و ہوا میں بھی کی جاتی ہے۔ گرمیوں میں زیادہ درجہ حرارت (110 درجہ فارن ہیٹ) پر پھول گرنے اور جھلک جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چھوٹے پودے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

زمین

چکیکوئی قسم کی زمینوں میں کاشت کیا جاسکتا ہے لیکن گہری ریٹنی میراز میں اس کے لیے سب سے موزوں ہوتی ہے۔ جڑوں کے نیچے 60 سے 120 سم تک پھر لیتی رہنیں ہوئی چاہیے۔ ایسی زمین جو آپاٹی یا بارش کے بعد خخت ہو جائے موزوں تصور نیس کی جاتی۔ یہ پودا ہلکی زمینوں کو بھی برداشت کر لیتا ہے اور ایسی زمینوں میں جہاں پانی صرف 30 سم کی سطح پر ہوا درجس کے نتیجے میں نمکیات نمودار ہو جائیں بغیر کسی نقصان کے کاشت کیا جاسکتا ہے۔

افراش نسل

چکیکو کی افراش نسل قدرتی طریقے سے بذریعہ نیچ اور باتاتی طریقے سے بذریعہ گٹی، چشمہ اور بغل گیر پیوند کی جاتی ہے پونکہ نیچ سے لگائے ہوئے پودے صحیح انسل نہیں ہوتے اس لیے باتاتی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے کھرنی کا پودا بطور روٹ شاک استعمال ہوتا ہے۔

پودے لگانا

عام پھل دار پودوں کی طرح چکیکو کے لیے بھی 1x1x1 میٹر کے گڑھے کھونے چاہیں۔ گڑھے بھرنے کے بعد اور پودے لگانے سے پہلے کم از کم دو مرتبہ پانی دینا چاہیے تاکہ کھاد گلکی سڑ جائے۔ گڑھوں کی مٹی مناسب سطح پر بیٹھ جائے۔ پودے فروری اور مارچ یا پھر اگست، تمبر جب کہ ہوا میں کافی نمی ہو لگائے جاتے ہیں۔ پودے سے پودے کا فاصلہ 10 میٹر کا جاتا ہے۔

آپاٹی

موئی حالات کے مطابق پودوں کو مینے میں دیا تین مرتبہ پانی دیا جاتا ہے۔ تاخیر سے آپاٹی پھلوں کے گرنے کا باعث بنتی ہے جو کہ پیداوار میں 60 فیصد کی کاموجب بن سکتی ہے۔ اس لیے گریسوں میں ایک مرتبہ ضرور آپاٹی کی جائے۔ موسم سرما میں یہ مدت بڑھائی جاسکتی ہے۔

کھادوں کا استعمال

چکیکو عموماً 80 کلوگرام سے 100 کلوگرام تک گور کی کھاد فی پودا کے حساب سے دی جاتی ہے پونکہ پودے کی بڑھوتری کا عمل دیر پا ہوتا ہے۔ اس لیے 8 سے 10 سال تک باغ میں سبزیاں اور سبز کھاد کی فصلیں اگائی جاسکتی ہیں۔ جس سے زائد آمد فی کے علاوہ زمین کی زرخیزی بھی بڑھ جاتی ہے۔

برداشت

چکیکو کا پودا 3 سال کے بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے لیکن اچھی پیداوار 5-6 سال کے بعد شروع ہوتی ہے۔ نیچ سے تیار شدہ پودا دیر سے یعنی 8 سے 10 کے بعد پھل لاتا ہے۔ پھلوں سارا سال لگتے رہتے ہیں لیکن زیادہ تر پھول موسم بہار میں اور موسم برسات کے آخر میں آتے ہیں۔ سال میں دو فصلیں لی جاتی ہیں جس میں موسم بہار کی فصل زیادہ پیداوار دیتی ہے۔

ایووکیڈو

ایووکیڈو غذائی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں رونگیات 30 فیصد تک اور کاربوہائیڈریٹ 9 فیصد تک پائے جاتے ہیں پروٹین 160 فیصد تک پائی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر اس پھل میں گوشت سے زیادہ غذا ہیت ہے کیونکہ 100 گرام کبری کے گوشت اور 100 گرام ایووکیڈو میں بالترتیب 100 اور 182 غذا ہیت اکائیاں ہوتی ہیں۔ ایووکیڈو کی پکننائی اتنی زور ہضم ہے جتنی کمکن کی اس لیے ایووکیڈو کو مکن پھل بھی کہا جاتا ہے اس میں ونمیں بھی کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے اور یہ پھل شوگر کے مریضوں کے لیے اسکری ہے۔

آب و ہوا

سخت سردی اور سخت گرمی اس کے لیے نقصان دہ ہیں۔ تیز آندھیاں پھول آنے کے وقت کافی نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ مشاہدے میں یہ بات آئی

ہے کہ مختلف اقسام میں گرمی سردی کا اثر مختلف ہوتا ہے۔ جس طرح میکسکو اور کلینیور نیا میں پائی جانے والی اقسام سردی کی شدت کو کسی حد تک برداشت کر لیتی ہیں مگر گرمی کی شدت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ جب کہ مشرق و سطحی اور گونئے مالا میں پائی جانے والی اقسام گرمی کی شدت کو کسی حد تک برداشت کر لیتی ہیں مگر سردی کی شدت برداشت نہیں کر سکتیں کہ پاس میں اپنے بھائیوں اور کلیفروں سے منگوا کر پاکستان میں کاشت کی گئیں انہیں کھیت میں لگانے کے 2-3 سال بعد تک آم کی طرح سردی و گرمی سے بچانا پڑا۔

زمین

اگرچہ پہلی قسم کی زمین میں اگایا جاسکتا ہے مگر زمین میں پانی کا نکاس بہتر ہونا ضروری ہے۔

افراحت نسل

یوں تو عموماً ایوو کیڈ و بیج سے اگایا جاتا ہے جو کہ نہایت ہی آسان طریقہ ہے مگر بیج سے اگائے گئے پودے صحیح انسل نہیں ہوتے اس لیے اس کی افزائش بذریعہ گرافنگ اور ٹی بڈنگ کی جاتی ہے۔ آخر الذکر میں کامیابی کی شرح زیادہ ہے۔ پیوند کاری کے لیے اکتوبر، نومبر میں جب پہلی اچھی طرح پک گیا ہو گھٹلیاں نکال کر اچھی طرح تیار شدہ زمین میں بودی جاتی ہے۔ جو 2-3 ماہ بعد پھوٹنا شروع کر دیتی ہیں۔ گھٹلیاں پھوٹنے کے فوراً بعد آم کی طرح پودوں کو نرسی میں سایہ دار جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے جو اگلے سال پیوند کاری کے قابل ہو جاتی ہے۔ پیوندی شاخوں اور چشمتوں کا انتخاب 3 ماہ کی شاخوں سے کیا جائے۔ جو کہ نہ اتنی نرم ہوں کہ اتنا رتے وقت پھٹ جائیں اور نہ ہی زیادہ پکی ہوئی ہوں بلکہ پکنے کے قریب ہوں یعنی برسات میں پیوند کاری کے لیے موسم بہار میں پھوٹی شاخ منتخب کی جائے جب کہ موسم بہار میں پیوند کاری کے لیے نماز میں پھوٹی ہوئی ساخ منتخب کی جائے۔ چاتو کی مدد سے چشمہ اتنا جائے اور اگر چشمے کے ساتھ لکڑی نرم ہو تو اسے ساتھ ہی چپکا رہنے دیا جائے ورنہ لکڑی چشمے سے الگ کر دی جائے۔ پیوند کاری اپریل اور جولائی، اگست میں کی جاتی ہے۔ پیوند کاری کے لیے ضروری ہے کہ سٹاک میں رس پل رہا ہو۔

بان غ لگانا

پودا کھیت میں لگانے کے لیے 1x1x1 میٹر کا گڑھا کھود کر ایک حصہ بھل، ایک حصہ اچھی طرح گلی سڑی گوبر کی کھاد اور ایک حصہ گڑھے کی اوپر والی مٹی کو ملا کر گڑھے پر ہر دیئے جائیں اور کھیت کو پانی لگا دیا جائے۔ وہ آنے پر پودے کی گاچی کے برادر گڑھا کھود کر ایوو کیڈ و کے پودے لگا دیئے جائیں۔ پودے سے پودے کا فاصلہ 9 میٹر کھا جائے۔

آب پاشی

پودے کھیت میں منتقل کرنے کے 2-3 سال بعد تک ان کی آپاٹشی کا خیال رکھیں۔ موسم گرم میں 10 دن بعد اور موسم سرما میں 20 دن بعد آپاٹشی کرنی چاہیے۔ تاہم ان وقوف میں بارش، موسم اور زمین کی خاصیت کو مد نظر رکھتے ہوئے رد و بدل کیا جاسکتا ہے۔

کھاد

جو ان پودوں کو ہر سال دسمبر، جنوری میں 20 کلوگرام گوبر کی کھاد دی جائے۔ گوبر کی کھاد کی کمی کی صورت میں حسب ضرورت کیمیائی کھاد استعمال کی جائے چونکہ ایوو کیڈ و کی جڑیں بالکل زمین کے اوپر ہوتی ہیں اس لیے کھاد دیتے وقت زیادہ گوڈی نہ کی جائے یا ویسے ہی کھاد بکھیر دی جائے۔

کاث چھانٹ

دیگر سدا بہار درختوں کی طرح اس میں بھی کاث چھانٹ کم ہی کی جاتی ہے۔ صرف سوچی ہوئی بے موقع اور پہل کے بوجھ سے ٹوٹی ہوئی شاخیں کاٹی ہیں۔

نرپاٹی

اس میں پھول مکمل ہوتا ہے اور پھل بیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر پھول دو مرتبہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ پہلی مرتبہ کھلنے پر پھول مادہ پن کا اظہار کرتا ہے یعنی جس کی بار آوری ہو سکتی ہے مگر زرد نے نہیں گراستا پھر یہ پھول 12 سے 24 گھنٹے کے لیے بند ہوتا ہے تو دوبارہ کھلتا ہے تو نرپاٹی کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہوتی ہیں یعنی اس سے زرد نے گرتے ہیں مگر باہر سے زرد نے قبول نہیں کرتا۔ درخت کے تمام پھول ایک ہی وقت میں کھلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں۔ ایک ہی قسم کے تمام درختوں پر یہ کام قائم کا بچل ہوتا ہے۔ اس خاصیت کی وجہ سے دو یا تین اقسام کا باغ میں ہونا ضروری ہے تاکہ زرپاٹی میں آسانی رہے یعنی ایک قسم کے پھول مادہ پن کا اظہار کریں تو دوسری قسم کے پھول نرکا کام دے سکیں۔

جانوروں سے تحفظ

اس پر کمپے کوڑے یا بیمار یوں کا حملہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ سبھے چھوٹے اور بڑے پودوں کے تنوں کی چھال کا قلبی رہتی ہے جس سے بچاؤ کے لیے تنے پر کوئی زہر لگادی جائے یا یہ ری کے کانے لیکر تنے کوڑہ انپ دیا جائے۔ پھل کنے کے بعد خود بخود میں پر گرجاتا ہے جسے رات کو جنگلی کتے کھاتے رہتے ہیں اس کی رکھواں کی جائے یا کتوں کو زہر دے کر ہلاک کیا جائے۔

اقسام

یوں توں ایوو کیڈی وی بہت سی اقسام ہیں۔ مگر کلیغور نیا اور سیلون سے اس کی کچھ اقسام مغلوا کرشمہ تحقیقات اثمار، چھرہ پانی (مری) میں لگائی گئی ہیں جو خوب پھول دے رہی ہیں۔ ان کی پیداوار بھی اچھی ہے یا اقسام سیلون اور کلیغور نیا کے نام سے مشہور ہیں۔ کلیغور نیا نامی قسم ایکی ہے۔ اگست، ستمبر میں پک جاتی ہے مگر سائز چھوٹا ہوتا ہے ریشیدار ہوتی ہے۔ کنٹے پر اس کا رنگ بنیانی ہو جاتا ہے۔ پیداوار کم ہے جبکہ سیلون نامی قسم دیرے سے پکتی ہے یعنی اکتوبر، نومبر میں پھل کا سائز بڑا ہوتا ہے پیداوار بھی زیادہ ہے۔ پھل کنے پر بڑی نا شپاٹی جتنا سائز، ہلاک پیلا اور گہر اسیہ نیلگوں رنگ کا ہو جاتا ہے۔ پھل پر سفید رنگ کے نشان ہوتے ہیں اور اس کی گھٹلی کے برابر ہوتی ہے۔ پھل گودے دار ہوتا ہے۔

سڑابیری

سڑابیری ایک دیدہ زیب خوبصوردار اور بہت ناڑک پھل ہے۔ یہ واحد پھل ہے جس کے تین پھل کے باہر کی سمت ہوتے ہیں جبکہ کوڈا اندر ہوتا ہے۔ اس کا پھل کھانے کے علاوہ جام، جیلی، مرہ، چٹنی وغیرہ بنانے کے کام آتا ہے۔ اس کے پھل میں حیا تین، حج، وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ مری کی پہاڑیوں میں اگنے والا خور و پودا ہے مگر بد انتہا چھوٹا ہونے کی وجہ سے کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ تاہم وادی سون، سر گودھا، لاہور، چنیوٹ، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، جہلم، راولپنڈی، سوات اور پشاور کے علاقوں میں بڑی کامیابی سے کاشت ہو سکتا ہے۔ جہاں اس پھل کی کاشت کو فروغ دینے کے وسیع امکانات ہیں۔

آب و ہوا

سخت گری اور سخت سردی دونوں اس کے لیے نقصان دہ ہیں البتہ سردی کو کسی حد تک برداشت کر لیتا ہے مگر گرمیوں میں تو اس کی بہت حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ٹھنڈی مرطوب آب و ہوا میں خوب پھلتا چھوتا ہے۔

زمین

گہری میرا، بہتر نکاس والی اچھی زرخیز میں اس کی کاشت کے لیے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ مگر وہ زمین جس میں دیگر سبزیاں اور فصلیں کاشت ہوتی ہیں سڑابیری بھی اگائی جاسکتی ہے۔

افراٹ نسل

سڑاپیری کی افراٹ نسل بذریعہ ساق روائی (Runners) ہوتی ہے ایک سال میں سڑاپیری کا پودا تقریباً 35 تا 50 ساقی روائی بنتا ہے ساقی روائی ایک قسم کی پتلی جی شاخ ہوتی ہے جو ہر جڑ پر زمین میں جڑیں بناتا کہ ایک نیا پودا بنادیتی ہے اور ساقی روائی زمین کے اوپر بنتے ہیں۔ ان ساقی روائی کو میدانوں میں ستمبر، اکتوبر میں پھرائی علاقوں میں فروری، مارچ میں 60 سم چوڑی پڑیاں بناتے 20 تا 25 سم کے فاصلے فاصلے پر دونوں طرف لگادیا جاتا ہے۔ ساقی روائی زمین میں لگانے کے بعد ہلکی سی آپاٹی کی جاتی ہے۔ جب پودے جڑ پڑ لیں تو جس طرح چاہیں آپاٹی کریں۔ ساقی روائی لگاتے وقت یہ بھی خیال رہے کہ ان کی جڑیں ٹیڑھی نہ ہوں۔ صرف ساقی روائی ہی کھیت میں تبدیل کریں۔ پرانے پودے کھیت میں تبدیل نہ کیے جائیں کیونکہ پرانے پودے صرف ساقی روائی پیدا نہیں کریں گے۔ ان کی نشانی یہ کہ پرانے پودوں میں جڑیں سیاہ ہو جاتی ہیں اور موٹی سی گھنٹی ہن جاتی ہے جبکہ ساقی روائی میں موٹی گھنٹی نہیں نہیں اور نہ ہی جڑیں سیاہ ہوتی ہیں۔

کاشتی امور

پودا کھیت میں تبدیل کرنے کے ایک ماہ بعد آپاٹی کی جائے۔ پھول اور پھل آنے پر ایک ہفتے کے وقفے سے آپاٹی کی جائے، تاہم زمین اور آب و ہوا کو مدد نظر رکھتے ہوئے ان وقوف میں کمی یا بیشی کی جاسکتی ہے۔ پودے کھیت میں تبدیل کرنے سے پہلے 15 ٹن اچھی طرح گلی گورکی کھادنی ایکڑ کے حساب سے ڈال کر زمین کو اچھی طرح تیار کریں اس کے ساتھ اگر ایک بوری پوتا شاہ اور ایک بوری سپر فاسیٹ ڈال کر ملا دیں تو بہتر ہے۔ موسم بہار میں پھول آنے سے 15 دن پیشتر 2 بوری اموئیم سلفیٹ فی ایکڑ ڈالی جائے۔ جڑی بیٹھوں کی تلفی کے لیے ہر ماہ گوڑی کرتے رہیں۔ پہلے سال ساقی روائی پھل دار پودوں سے کاٹ کر علیحدہ کرتے رہیں تاکہ پودے کی پیداوار متاثر نہ ہو۔

برداشت و فروخت

سڑاپیری ویسے تو چار سال تک پھل دیتی ہے مگر 2 سال تک اچھی پیداوار دیتی ہے۔ پہلے سال کو اٹی کے لحاظ سے اچھا پھل ہوتا ہے جبکہ دوسرا سال پیداوار زیادہ ہوتی ہے مگر کو اٹی اچھی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد کھیت میں ہل چلا دیا جائے۔ میدانوں میں پھل فروری، مارچ میں پک جاتا ہے جبکہ پھرائی علاقوں میں مگی، جون میں پکتا ہے۔ پھل کی برداشت صبح کے وقت کی جائے۔ پھل کو ڈنڈی سمیت توڑا جائے۔ پھل کو ہاتھ سے نہ دبایا جائے۔ پھل دوسرا تیرے دن توڑا جائے جسے چھوٹی چھوٹی ٹوکریوں میں ڈال کر منڈی تک پہنچایا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ سڑاپیری کی کاشت شہروں کے گرد نواحی میں کی جائے کیونکہ سڑاپیری کا پھل نقل و حمل کی صعوبت بالکل برداشت نہیں کرتا۔ اس کی پیداوار 300 سے 400 کلوگرام فی ایکڑ ہوتی ہے چونکہ سڑاپیری بڑا نازک پھل ہے جو پانی اور مٹی لگنے سے خراب ہو جاتا ہے۔ برداشت کرنے کے بعد ہو کر کھایا تو جا سکتا ہے مگر ہونے سے پھل کی چک جاتی رہتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ پھول آتے وقت پڑیوں پر گھاس پھووس، پرالی یا پتے وغیرہ ڈال دیئے جائیں تاکہ پھل مٹی سے نجک سکے۔

اقسام

اس کی بے شمار اقسام ہیں جن میں سالمی، چانڈلر، کلند ایک، ہاورڈ، پشاوری، مشنری، بلیک مور اور سپر فلیشن شامل ہیں۔ ان میں سے سالمی اور پشاوری مقامی ہیں باقی اقسام باہر سے مگنوائی گئی ہیں۔

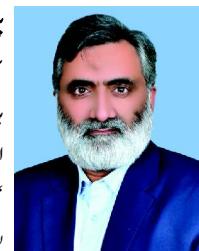


تارفِ مصنفین

ڈاکٹر چہدروی محمد ایوب (ایسوی ایٹ پروفیسر) نے جامعہ ریعبدی فیصل آباد کے شعبہ ہائیکلچر سے بی ایس سی (آنز) ایم ایس سی (آنز) اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں امتیازی حیثیت سے حاصل کیں۔ کچھ عرصہ زراعت آفیسر خدمات سر انجام دینے کے بعد 1990ء میں جامعہ ریعبدی کے شعبہ ہائیکلچر میں بطور لیکچر ارٹیشن ہوئے اور 2004ء میں اسٹنٹ پروفیسر، 2006ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور 2007ء میں ایسوی ایٹ پروفیسر کے عہدے پر تینیں ہوئے۔ 2008ء میں تو نیکم یونیورسٹی انگلینڈ سے پوسٹ ڈاکٹریٹ کی ٹریننگ مکمل کی۔ ان کی تحقیق کا محور ”بزریوں کی کاشت اور بزریوں کے حق پیدا کرنا ہے“ وہاں تک 70 طلبہ کو ایم ایس (آنز) اور 12 طلبہ کو پی ایچ ڈی کروائے گئے ہیں۔ ان لاتعاوی تحقیقی مقالے جات توی و میں الاقوامی شہرت کے حامل جرائد میں شائع ہو چکے ہیں جبکہ 100 سے زائد مضمین مختلف جرائد کی زینت بن چکے ہیں۔ آپ کی تدریسی و تحقیقی خدمات کے اعزاز کے طور پر آپ کو سادھو ایشیان، پبلیکیشنز کی جانب سے سادھو ایشیان، ایوا 2005ء میں چکا ہے۔ آپ بزریوں پر لکھی گئی کمی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔



پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ ملک تعلیم و تحقیق کے پس منظر سے ہائیکلچر سٹ ہیں۔ درس و تدریس، ریسرچ اور توسعہ میں 26 سال سے زائد کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ہائیکلچر انڈسٹری کے معیار اور کارکردگی کو بہتر کا براہ راست ترقی یافتہ دینا کے برادر بنا اں کا نائب اعلیٰ ہے۔ آپ اس وقت انسٹیوٹ اف ہائیکلچر سائنسز، زرعی یونیورسٹی آف ایمکلچر میں بطور پروفیسر اور ادارے کے سربراہ کی حیثیت سے ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے کئی کمیں الاقوامی تحقیقی مصروفیوں کی سربراہی کی اور انہیں کامیابی کے ساتھ کمال کیا۔ آپ نے جدید آلات سے مزین پوسٹ ”باریویسٹ ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر“ قائم کیا جہاں انڈسٹری کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے بحثوں اور بزریوں کو کھیت سے مارکیٹ سٹک پہنچانے کیلئے تحقیق و تربیت کی جاتی ہے۔ زرعی یونیورسٹی میں درس و تدریس اور ریسرچ کے علاوہ شعبہ ہائیکلچر بالخصوص پوسٹ ہارویسٹ میکنیکالیو جی میں آپ میں الاقوامی اداروں میں بھی تحقیق اور تربیت کا خاص تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ نے انٹریٹیشن سکالر شپ حاصل کر کے کرشن یونیورسٹی آف میکنیکالیو آسٹریلیا سے پی ایچ ڈی کی جگہ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا (ڈیس) امریکہ سے پوسٹ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ آپ نے 2006ء میں وزیر اعظم پاکستان سے پہنچا ب کی تمام یونیورسٹیوں میں سے ”بہترین ٹھپر ایوارڈ“ اور گولڈ میڈل وصول کیا اور کوئی سطح پر سالانہ ریسرچ کی کارکردگی پر کمی ایوارڈ بھی حاصل کئے ہیں۔ آپ نے 100 سے زیادہ تحقیقی و تدریسی مقالے جات لکھے ہیں اور اپنے تحقیقی کام کو دینا کے مختلف فماں (آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ، یورپ، جنوبی افریقہ، تھائیلینڈ، ملائیشیا، چاکنہ، ملی ایسٹ وغیرہ) میں ہونیوالی کافی نسبت میں پیش کر چکے ہیں۔



پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد نے اپنی ملازمت کا آغاز 1987ء میں بطور اسٹنٹ ریسرچ آفیسر شعبہ اتمار، ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ سے کیا اور اب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے انسٹیوٹ آف ہائیکلچر سائنسز میں بطور پروفیسر خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری 1999ء میں انگلینڈ سے حاصل اور پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ آسٹریلیا سے 2010ء میں کی۔ آپ کے 100 سے زائد تحقیقی مقالے جات توی و میں الاقوامی شہرت یافتہ جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے 100 سے زائد مختلف موضوعات پر مضمائن (اوردو، انگلش) تحریر کئے ہیں۔ آپ کے زیر گرفتاری 7 طلبہ پی ایچ ڈی اور 160 ایم ایس سی (آنز) کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ آپ 6 قوتوی و میں الاقوامی پراجیکٹ کامیابی سے مکمل کروائے گئے ہیں۔ آپ کی تحقیق کا محور چالوں کی پیداواری میکنیکالیو جی اور بعد ازاں بڑا داشت ہے۔ آپ کا چہلدار پودوں کی کاشت اور



گندہاشت 31 سال کا تجربہ ہے۔

ڈاکٹر راشد ویم خال قادری ڈاکٹر راشد ویم (اسٹنٹ پروفیسر) گزشتہ 9 سال سے شعبہ با غبانی، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری یونیورسٹی ماونٹ پلینیٹ فرانس سے حاصل کی۔ آپ نے شعبہ ہائیکلچر میں 1996ء میں بی ایس سی آنر اور ایم ایس سی آنر کی ڈگری 1996ء امتیازی حیثیت سے حاصل کیں بعد ازاں آپ نے انسٹیوٹ آف ہائیکلچر سائنسز میں بطور لیکچر ارٹیشن 2004ء سے 2007ء تک خدمات سر انجام دی۔ آپ کی بہت سے تحقیقی مقالے جات توی و میں الاقوامی شہرت یافتہ جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت آپ کے زیر گرفتاری 2 طلبہ پی ایچ ڈی اور 15 ایم ایس آنر کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ 10 سے زائد طلبہ ایم ایس سی آنر کر چکے ہیں۔ آپ کی تحقیق کا محور امردو، انگلش، زیتون اور بے موکی بزریاں ہیں



دفتر کتب رسائل و جرائد جامعہ، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تحت

تعالیٰ و تھیقی مفید مطبوعات کسان بخانیوں اور تحقیقی کاروں کے لیے دستیاب ہیں جو حسب ضرورت بذریعہ منی آڑ رکھوائی جاسکتی ہیں۔

نمبر شمار	عنوان	قیمت (علاوہ ڈاک خرچ)	نمبر شمار	عنوان	قیمت (علاوہ ڈاک خرچ)
-39	شیرہ چارا	15/-	-1	زراعت۔ دہائل، سماں اور مستقبل (ایک جائزہ)	30/-
-40	پاکستان میں اگائی جانے والی خوبی کی اقسام	20/-	-2	مکر بیوں میں صفتی نسلی اشی	25/-
-41	تئیرانی مویحی حالات میں بھندی ترقی کی کاشت	15/-	-3	بیوی اقسام اور ان کی کاشت	20/-
-42	فلٹ میں بڑیوں کی کاشت	20/-	-4	راہنمائی کا شکال ان بھروسے	30/-
-43	غمازیکی نسل میں کاشت	15/-	-5	گاہجکی کاشت: بحث مندرجہ بخش	15/-
-44	کھارے پانی سے فضلات کی کاشت اور تصور بازہ زمین کی اصلاح	10/-	-6	پیازکی پیداواری یعنی اتوگی	20/-
-45	رہنمائی پیچ آئی کی بہتر پیچ اور کے لیے کھادوں کا استعمال	30/-	-7	سارت قاسوڑی کھاد	20/-
-46	ترشادہ چالوں کی تصدیق شدہ نزری کی داغ بنیل اور گلوں میں تیاری کارچان	25/-	-8	بیوے اینہ 11	10/-
-47	ترشادہ چالوں کے باغات کی دیکھی بھاول کے چند رہنماءں	30/-	-9	تحمیراہ زمین کے لیے اصلاحی طریقہ و بخشنادی	25/-
-48	گاہجکی کاشت اور اچ کی پیداوار	25/-	-10	کھارے پانی کے استعمال سے تصور بازہ زمین میں کاشت دھان اور گندم کی پیداواری چشم اور Seed Pruning کے لئے بخش ثاثرات	10/-
-49	آپنے شکر کے ساتھ کھادوں کا استعمال فیکٹری	20/-	-11	آم چالوں کا بادشاہ	50/-
-50	ترشادہ چالوں اور امردو کی محنت مندر نزری اگانے کے لیے ماڈل نزری کا قیام	15/-	-12	امردو کی پیدا بیوں سے پاک نزری لگانے کے چدی طریقہ	15/-
-51	زرعی مقاصد کے لیے کھارے پانی کے استعمال کی ترکیبات	25/-	-13	کلراچی زمینوں کے لیے نیزی نظری اتفاق و فضل	15/-
-52	منڈھک پر چابوڑا۔ دودھکی پیداوار بڑھاو	10/-	-14	فضلوں میں قوت مانع اور پیداوار بڑھانے کا قدرتی، آسان اور ستا طریقہ	15/-
-53	چارے کی سکل را ہی کیوں اور کیسے؟	25/-	-15	کلی بیوں: امراض بچہ میں امید کی کرن	10/-
-54	پاؤں کی کاشت	15/-	-16	گل اشرفتی	10/-
-55	ترشادہ چالوں یوں دوں میں بذریعہ اپنے دو لگ اقسام کی تبدیلی	15/-	-17	ماگنے پاور (زیادہ پیداوار، بہتر کواٹی اور محنت مندوں میں بذریعہ اجزائے غمہ کی پرسے)	15/-
-56	ڈوبی فارم میٹنٹ (ڈوبی گائیڈ)	150/-	-18	تریانی کے جانور خرید گہداشت اور ذخیر کرنا	15/-
-57	بیکری مصنوعات، چالوں اور سبزیوں کو کھوٹ کرنا	150/-	-19	کھوپکی اقسام	25/-
-58	پوکیلکی دیوی فارم لگک	150/-	-20	مات گراس بے مثال چارا	15/-
-59	قدرتی طریقے سے چائشہ خلک بھور	20/-	-21	بد لئے ہوئے شدید مویحی حالات میں نہماںی کی کاشت	15/-
-60	سالانہ کیلئے: ترشادہ باغات کی دیکھی بھاول	20/-	-22	بد لئے ہوئے شدید مویحی حالات میں موکمگرماں کی بیوں کی کاشت	10/-
-61	سالانہ کیلئے: ترشادہ باغات کی دیکھی بھاول	20/-	-23	کلرزدہ زمینوں میں بزریات کی کاشت کے لیے سفارشات	20/-
-62	گلجدوں میں کی کاشت: مناخ مناخ کا روبار	20/-	-24	تلل شیکھرے کی کاشت	15/-
-63	آلہ کی کاشت	40/-	-25	ترشادہ باغات میں جری یونیورسٹی اور فیکٹری	25/-
-64	گل دادی کی بگردشت کا سالانہ کیلئے	20/-	-26	ترشادہ باغات میں آپیاشی بذریعہ اپلیش	20/-
-65	گلب کی گھنہداشت کا سالانہ کیلئے	20/-	-27	پاکستان میں ترشادہ چالوں کے امراض اور ان کا انسداد	10/-
-66	دودھکی پیداوار بڑھانے کا عملی پروگرام	20/-	-28	بھندی کے چمیں کی قصل	20/-
-67	دیک کام ارک	20/-	-29	کشڑلائہ، بیٹھا سیپری یعنی اتوگی	15/-
-68	چانوں کے لپر جوس	20/-	-30	مز کے چمیں کی قصل	20/-
-69	جنون 2030 (زرعی ترجیحت، نفس افسن اور لائچل)	50/-	-31	آئیسیس مردم کی کاشت	60/-
-70	ماڑوں پولنی پر دو کاشت (پولنی گائیڈ)	180/-	-32	ملن مشکم کی کاشت	20/-
-71	بھنگ بیان پاٹا	150/-	-33	مویشیوں میں موذش بیوان کی تیزی میں علاج درروں تھام کا ایک عملی پروگرام	15/-
-72	کیاس کی کاشت	50/-	-34	چانوں دوں کو مندرست رکھنے کے لیے نیادی اصول	15/-
-73	گندم کی کاشت	70/-	-35	چانوں دوں کی خواراک کے تھقان اہم سفارشات	15/-
-74	دھان کی پیداواری یعنی اتوگی	40/-	-36	شیرہ بیوں بیاک	15/-
-75	شیر کاری بدلتے ہوئے ماحولیاتی عاظمیں	60/-	-37	پاکستان میں نہری بانی کی، اثرات اور احتیاطی تدابیر	15/-
-76	بیزوں کی کاشت	160/-	-38	شہروں سے خارج ہونے والے فاتح پانی کا آپنے کے لیے استعمال اور اس کے تفصیلات	15/-
-77	کمادی کی کاشت	60/-			
-78	چالوں کی کاشت	140/-			